

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

الطاهرين

الطاهرين

الطاهرين

طبع مشهور کشف میری طبع میری طبع میری



بسم الله الرحمن الرحيم

سر تسلیم خامہ نکتہ پرواز سے نکتہ نواز کی جناب میں سجدہ و تہنیتی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے
 زبان بربان کو انداز تکلم سکھایا عنوان فصاحت و آفرینش سے بلاغت طراز کے مضامین
 نعت و نعت سے کبریا کہ جس نے کو آوازہ انال فصیح العربیہ و کثر عالم عالمیان بنا دیا و آلہ
 طبیب قلیل صواب الطایر المطہرین اما بعد عالم عالم نادانی کامل کمال ہرگز نہایت بیاد و تہنیتی
 نیک و خاک پای معنی نگارین جدید و قدیم امیر السد تسلیم آریاب سخن صاحبان فن کی خدمت میں
 التماس ہے ستا خانہ عرض ہے کہ عالم شباب میں کہ شعبہ جنون و ہر شخص کو شوریہ سر آشفہ مزاج
 یہ ضروری ہو کہ از خود فتنگی سے پاؤں کالے کہتے جوانی نے انکھوں میں پر دھواں چشم بنایا و گوش شنوا
 دیکھنے سننے کو باتیں سے غفلت بخود ہی آگاہی آپ میں اتفاق ہے صحبت و بیاد سے جی پہلنے لگا
 یا لان ایل اق یہ ہم نکلنے لگا اکثر افسانہ عاشق و کبریا حکایت ہامی و امیر کہتا سنتا بارہ لطف سحر طرازی
 اعجاز طرازی ہر دو ماہر ہند آتش شعر و سخن کی طر و طبیعت نائل ہوئی تو زونی کلام سے صحت حاصل ہوئی
 محبت و نہک کہ کہ کیا آپ ہی ہر دو خیالی ہو وہ مقامی کو ویکہ کہ چاہا کیا تہنیتی غنیم لیا قہی کے

استادوں کی خدمت سے قاصر رہتا ہے جناب پریشانی کو کسی مجبور کمال کے روز بڑا بے شکستہ اتفاقاً
 ایک دن ہنر سپر سخندانی تاہم برج روشن میانی اور دریا معنی طرازی آبرو بخشش ہر کمرہ پروازی جناب
 میٹر محمد علی خان نسیم شاگرد خاقانی جہان بلاغ آئے ری عالم فصاحت حضرت
 حکیم محمد موسیٰ خان اسکندرمی نے فرادین بچان کی خدمت میں شرح اختیار بلازم سے
 ممتاز ہوا حصول دولت پسوس سے سرفراز ہوا بچا کر اذکار و ہر او کے ارشاد فرمایا کہ تو بھی کچھ
 موزوں کیا کر عرض کیا بہت بہتر آؤں گی جناب مدوح عنایت نے لکھنے کے صلح سے درستی ہمواری
 طبیعت لکے یہاں تک کہ مدت ممتد میں قریب ایک کے فراہم ہو گیا بعد تریب لہامی دیت کے
 ہلا چکا ایک ذخیرہ باہم ہو گیا مگر افسوس نہ غدر میں کہ اہل جہاد باطلہ کا زور تھا ہر طرف ہلکا
 شور تھا کلی کوپے میں سوادی بی بی تا دین الی میں انسان کم نظر آتا تھا ہر فرد بشران ہر فرد
 کے شر سے گہرا تھا وقت غل و غبار فوج انگریز و ہندوستانی کے وہ سرائے حیات مجھ سے
 چھٹ گیا ہمارا اثاثہ البیت کے کٹ گیا چندی ل کو نہایت قلق ہا اندوہ سے جگش ہاشعرو
 سخن کے نام سے نفرت ہوتی ایسے چرچے سے وحشت ہوتی آخر قبول شخصی شہر طبیعت کے
 ہو کا قلق چند روز نہ ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہرتے جا گئی ہر بعد چند سے پرواہی سودا ہوا وہی
 ہرزہ خیالی میں مبتلا ہوا تبو جب شاہ استاد شہر پہنچی بے اختیاری ہو گئی پھر
 وہی حالت ہماری ہو گئی ہر با فعل بسبب دانی جو ہر شناسی سیر کیہر آشور صاحب میراث
 اعتبار فخر روزگار تجیس شیم عطار و قم جناب فشی فول کشور صفا کے ان خرف بار چند
 کو چھٹکا کیا تبو جب عکس نہ نام زلی کا نور نام تاریخی اسکا منظر ارجمت ۱۲۰۸۸ قرار دیا
 ہنر دین باریک بین چن و دان نکتہ چین سے سیدی کہ اس مایہ کے عیب صفا کی کو بیکر چین چین
 ندامت اصلاح با صواب سے کہ طریقہ پاک نظران معنی شناس کا ہی کمتر نوازی کو کام فرمایا بہت



قصائد

بسم الله الرحمن الرحيم

قصیدہ اول نعت محمد بنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جسمِ عریان پڑا تو ہوتا ہی نقشِ بویا
جاننا ہوں مور کی سائی کو میں ظلِ ہما
آج تک ہی صورتِ بمانِ سر پا رسا
بہر چندی انقلابِ لطفِ بختِ نارسا
کشتی درویش کو دستِ کرم ہی نا خدا
دل مری پہلو میں ہی اُمیدِ قدرتِ نما
ایک ہیں معنی میں دُن و نونِ ظاہر میں جدا
مجلو سوی اصل ہے ہر نرم کشتا بنِ پِ ہوا

فقرِ یقینِ یرویتی ہی لباسِ غنیا
خاکِ میں مل کر بھی ہی مجھ کو خیالِ خسرو
منہ نہ دیکھا میری حسرتِ کبھی اس کا
کچھ تو کم ہو جوشِ محرومیِ خدا لایِ فلک
فیضِ ان پائے ہم قوتِ مایگان
کہ میں بیٹھا عالمِ ایجاد کی کرتا ہوں سیر
میری وکی رابطہ ہی صدوتِ مصراعیت
گو اسیر گل ہو نہ سیکن نکبتِ گل کی طرح

میرا ہر نالہ و لہجہ مستند مقصود ہے
 سرسری ہی شمع میری نقشِ ہستی کو بجان
 غنیمتِ کامل چاہی نہیں جمالِ پاک سے
 امتحانِ گر چاہتا ہی دیکھ سینی کو مری
 جسکا ادنیٰ مرتبہ یہی کہ مثلِ لوح و تن
 طلی کی نہ پڑے گرد و ناپِ معراج میں
 ایک ذاتِ پاک تھی کو نہیں میں ل کو عین
 معنیِ بیتِ دو عالم یوں سمجھنا چاہی
 عینِ کثرت میں ہی بندِ وحدتِ مثلِ شمع
 اک توجہ میں دو عالم کی حقیقت گہل گئے
 زندگی بخش دل مردہ تھا ہر حرفِ سخن
 سینہ حاسد سی پوچھا چاہی اوجِ کمال
 واہ ری عظمتِ خاک پا کو راہِ فخر سی
 اہلِ بندیش تھی مگر بندیش تھی ہر دولت سی
 بسکہ فانیات حق میں تہج کر اما کا تبین
 بی نیازی کی بولتِ حریف دولتِ ہرین
 کیا کہوں کہ ادب ہے دل تھا کوئی ستم
 دیکھ کر ہر عبادتِ سبکی تسبیح و دعا
 ذرہ ذرہ آہستہ تھا آفتابِ حشر کا

نہ نامی کا روان ہوں صورتِ بانگِ ہما
 قطرہ ناپچیز ہوں بسکین ہوں دریا شناس
 رفتِ رفتہ نور ہو جاتا ہے پتلا خاک کا
 ہو رہا ہی مشرقِ خورشیدِ مہرِ صفی
 ہر گھڑی آغوش میں تھا شاہدِ قربِ خدا
 جیسے عینک سی گذر جائی نگاہِ تیز پا
 فرشیوں کی نورِ ایمان فرشیوں کے پیشوا
 تھی خبر ذاتِ مقدس نہ کر گنہا سبستا
 نورِ شش نہ مٹی اور بزمِ ہی مطلب تھا
 قلب تھا لوحِ طلسم کبچہ اسرارِ خدا
 آبِ حیوان تھا وہیں لب لبابِ آبِ بہت
 سو جگہ سی چاک ہی جس طرحِ مفلس کی وا
 کیسے چتا تھا ہر ملک آنکھوں میں جامی تو تیا
 مثلِ دامانِ نگاہِ چشمِ اعظمِ ماریسا
 دم بخود ہیں صورتِ تصویر کیا تھا کیا ہوا
 ہو گیا رنگِ شبنمِ بدن جیسی سدا جہرا
 جسکے سایہ تک پہنچ سکتی نہ تھی حرص و ہوا
 عالمِ علوی سی آتی تھی صدایِ حیرا
 صبحِ عیدِ شہتِ جنت اسکی کوچی کی فخر

ایکھت پاک تھی صوف چاروصاف
واہری لطف تکلم وقت ارشاد بیان
تھی جسم و شہ کی تھی فرشتہ خستیار
کشتہ تیغ و دھم جسم میان کارزار
سامنی جو کیا راستہ ہوا سوی عدم
شہری سلیم کچھ ترک ادب کا پس کر
چاہی ہر دم غنودہ دل سی یہ کھتا رہی

تھری عیسیٰ نقیض سی سخن یوسف لقا
حرف ہو کر لب سی آنا لکھ علم خدا
سکھ نام زندگی حضور ہستی تھی بقا
روح کا سر یاس سے کہتی ضیاء بقا
بنگنی شمشیر عریان جادہ و شہ فنا
خاک تو لکھی گما اوصاف جناب مصطفیٰ
ای شہ والا حسب قبل علی اصل علی

قصیدہ دوم و مدح حضرت ابوالمنصور ناصر الدین سلجوقی
قصرمان سلطان عالم محمد اجد علی شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بیکسی ہین دیدہ بخواب صبحی گواہ
بوسطی اپنی کی و نون ہین نہایت بی فیض
بی ثباتی کو مری دیکھ کہ آنسو کی طسح
اشک سی پھر کین قسمت نگر تری دہن
اشک آلودہ خون ہی نہی فریب تقدیر
پارہ دل تیر دہن ہی ہسان یا آنسو
اشک یزی نہوئی حیرت اندوہ سی کم
تھا وہ غم و حسرت کہ صنایع ازل کی کی
چنین غریب تین سوار خم جگہ کے معلوم

دیکھتی دیکھتی مٹ مٹ گئی کیا گواہ
کیا مری آبلہ پای جنون کیا گواہ
خود بخود ٹوٹ گیا مائے جو آیا گواہ
دیکھتا ہوں مین سدا خواب مین یا گواہ
دیتی ہین لعل مین کا مچی دہو کا گواہ
لعل ایسا ہی مری سخت مین ایسا گواہ
ابر تصویر ہی برساتا ہی کیا کیا گواہ
اشک ہوتا مین بکڑ کر جو پستاتا گواہ
خوب پیدا کیا جب بحر سی نکل گواہ

آبر و لاکہ ہو تکمیل جو نہیں کچھ بھی نہیں
وہ سب بخت میں ریاسی اگر سایہ پڑی
دل نہیں صاف تو کیونکر ہو قبول عالم
دیتی ہیں اہل صفا اہل صفا کو قوت
کس طرح جس میں جا تا ہے ہر ہی تسلیم
چوڑا انداز غزل وقت قصیدہ آیا
عذیر شہیدہ سری ہی جو تجھی سن مہی

قیمتی ہونہیں سکتا کہی ہلکا گوہر
بیگمان قاصد و ت میں ہے سویدا گوہر
سچ ہی کیا خاک نظر سے چڑھی چوٹا گوہر
ضعیف کی لی لکھتی ہیں اطبا گوہر
تا کجا تار پریشان میں پرونا گوہر
نہ لٹا بخود ہی شوق میں عدا گوہر
مطلع صاف کہ ہر نقطہ ہو جسکا گوہر

مطلع تانے

غوری و کینہ در ہم دم والا گوہر
لاکھ بقدری و ران ہی مگر اسپر ہی
دل جان بادل جان صفا طینت کا
دیکھتا ہوں اسی نور دل لوح محفوظ
اس ہی ہی حشر ملک نیت نام ممدوح
گرتا مل ہی تو چل نصف ران کی حضو
شاہ جم مرتبہ واجد علی فاقستان
روز و شب کو ہو اگر عزم تصدق آویہ
شہرت دست کرم قابل نظارہ ہے
انقلاب سکی طبیعت کو اگر آبی پسند
یون ہیں چند ہی جو رہا حوصلہ صفت کرم

آبر و میں در مضمون ہیں سوایا گوہر
مجسی گر پوچی تو ہمسر نہیں اسکا گوہر
آبدہ ہی جگر چاک صدف کا گوہر
مارا پہر تا ہی جہان میں تہ دریا گوہر
چند دم ہی سبب رونق دنیا گوہر
نر ہی شک سخن چاہی کہما چاہا گوہر
بحر لطف و کرم وجود کی بکیت گوہر
لعل خورشید بنی عفت شریا گوہر
دیکھنی آتی ہیں دریاسی تماشا گوہر
بحر میں غسل ہو اور کان میں پدا گوہر
عالم تحریر میں ہو جابی کا عفت گوہر

ہر خط ہی نہون دست سخا کو کا سنے
 بھر و نسیان ہی کوئی اوکی سخاوت پوچھے
 دوشمائی کا یہ عالم ہی کہ ہر کوچی میں
 کر پھی ہست و ششتر ہے تو باقاری
 سنے نیازاں اگر جانب دریا دیکھے
 بد تو عارض و شش جو دکھائی اعجاز
 و شش دل ہی کر قدرہ کشائی کری
 کہ تیرے رعب سے ایسا ہو و دم نہ منہ
 سطرہ ہی عرق چہرہ ہی تا دم جو ہوئے
 ہر و شش جو ہر باد ازل کو وہ کہے
 ششتری ہست والا ہوئی جب سے اوکی
 تب یہ قطرہ نسیان میں نہا نون گامین
 سچوہ سے سچ صاف لب زنگین سے
 دیدہ نور نور خال کتب پاسی سے
 اس قدر ہے مہر مظلوم پہ دست حمت
 نقش پا ہی بہت نیت عالم ایسا
 دیکھ لی کر نگہ گرم سے ہنگام غضب
 دیکھ انصاف کہ صدمہ جو یا گرد و غبار
 اور ان مطلق روشن پڑھوں ایسا میں

ہر تن گزین کونین کے دریا کو ہر
 نظر آتی ہیں جہان میں تہ و بالا کو ہر
 صورت ذرہ نظر آتی ہیں صدمہ یا کو ہر
 بدلی خرمہ کی محتاج نہ سے کا کو ہر
 کم ہواک قطرہ شبنم سے زیادہ کو ہر
 دم نظارہ ہواک دیدہ پسینا کو ہر
 روش غنچہ ششتر ہو شگفتہ کو ہر
 کہ بنے قطرہ خون شش آب کو ہر
 چپ سے جا کی تیرہ اس دریا کو ہر
 صاف بجای ہر اک ذرہ صحر کو ہر
 نعل ہی دی کی عدن میں نہیں ملتا کو ہر
 ہو گا او سکے رخ صافی کا پسینا کو ہر
 ہوتی ہیں نعل میں سے یہاں پیدا کو ہر
 پیر کہی مکر ہی شب گور میں عملی کو ہر
 رکھتی ہیں گزشتہ ہی کی شمس کو ہر
 جیسے ہو تاج سر شاہ کو زیبا کو ہر
 پگھلی ایسا کہ ہو سیا کا ٹکڑا کو ہر
 سر گھلے سحر سے فریاد کو آیا کو ہر
 کہ جان جوت ہون مضمون صفا کو ہر

مطلع ثالث

تجھ پہ کیا صد فی کرون ای شہ والا گوہر
لاجرم سحرِ معانی میں لگا کر غوطے
سائے جسکی ہی اک قطرہ خونِ لعلِ یمن
جلتے ہیں سببِ نظرِ اہلِ نظر
فیضِ رحمت سے تری وجہِ نسیان ہی بان
پاس ہے خاطرِ نازک کا وگرنہ میں چین
وہیں سرخ و کریمانِ زمین پر ہوتا
لب تک آتی ہی مجھ کو دعا ہی جمل
ای خدا بحرِ معانی رہی جب جارے
جب تک قطرہ نسیان کی صدِ شوق
مشغلہ ہو گئی ہمت کا جہان میں ہر دم
فرقِ اقدس سے رہی تاجِ شہی کو عت

اب نہ کہتا ہی میں غسل و ریا گوہر
فکرِ غوص سے پیدا کی صد باگوہر
پانی پانی ہی نہ است و بارِ گوہر
کہتی ہیں اہلِ صفارِ شکِ صفا گوہر
ہر سخن کا مری ہم بہرتی ہیں و ریا گوہر
کلم ہی کلم آج سی تاحشر ٹٹا گوہر
جس طرح آئینہ وٹھا ناظرِ آنا گوہر
عرشِ اعلیٰ پہ لٹاتی ہی تمہیں گوہر
جب تک فکرِ مخمور کری پید گوہر
جب تک بطنِ صدف میں بنی قطر گوہر
شعرا کی دہن پاک میں بھرتا گوہر
تاج ہو جلوہ وہ آصف گوہر

قصیدہ سوم مضی

کس طرح نہ دل تڑپتی رک جان کی برابر
ناکامی قسمت سی ہی مجھ کو تیرے دون
تدبیرِ شام کو ہوتی ہی وگرنہ
نادم مری تدبیر ہی تقدیر سی ایسے
روتاہوں قسمت کو کہ رہتا ہی ہمیشہ

نہ آدمی دمِ خیرِ برآں کی برابر
ہر روز تمنا شبِ ہجران کی برابر
کیا کیا ہیں کرمِ گردشِ ورن کی برابر
جس طرح پیشیاں ہوشِ پان کی برابر
گردابِ ہم گریہ گریہ بیان کی برابر

آرام نشین درم سر تیر گردون
 اندری گشتہ نصیبی کہ شب روز
 کیا کیا نہیں گشتہ تمنائیں جگر ہیں
 آشوبی خفاہیں جو خفا بخپے مجھے
 دشوار ہی جنبش صفت نقش کھنپا
 کچھ منہ کو چھپائی ہوئی جاتی ہی علم کو
 عالم پوری داغ ہو گلزار میں جا کر
 ہر تلخ نصیبوں سے تیری تیر کی بجای
 ہنستی نہیں دم بہ دل پس ہی میری
 دود جگری ہی نظر آتا ہی ہسان تار
 پروانہ نہیں سوز جگر کے نہ عدو کو
 ناقد رنجی ورنہ ہی نہیں بات کی قابل
 لیکن مجھے با اینہما ہر وقت ہی تسکین
 کہتا ہوں کوئی غم نہیں جامی ہی اگر شاہ
 و اجدلی آفاق میں کابل صفت ماہ
 تا حشر مرا وصلہ مجھے رہے بزار
 قوتِ عاجز ہوا اگر او کی حمایت
 دانش میں فیست فلان طعن ہو کہ بقراط
 کس طرح بیان ہوکت ہر کافسانہ

چکر ہے مجھی گردش ورنہ کی برابر
 بر باد ہوں میں گرد بیا بستی کی برابر
 سینہ ہی مرا گنج شہیدان کی برابر
 رک جاتی ہیں اگر سر مرثکان کی برابر
 کہ ضعف ہی ہی گوشہ زندان کی برابر
 امید مری عمر گریزان کے برابر
 ٹھہرن جو کبھی میں گل خندان کے برابر
 ہر غنچہ گل ہو مجھی پیکان کی برابر
 حسرت ہے مجھے داغ عزیزان کی برابر
 صبح وطن شام غریبان کی برابر
 جلتا ہوں چراغ شب حرمان کی برابر
 ہر چند کہ ہوں ناظم شان کی برابر
 ہر شکل دشوار ہی آسان کی برابر
 جم تیرہ شوکت میں سلیمان کی برابر
 ہمیشہ جہان مہر درخشان کی برابر
 دارا کو جو سمجھوں کہے دربان کی برابر
 روباہ ہی ہوشیر نیستان کی برابر
 دونوں میں ہاں طفل نیستان کی برابر
 عالم میں کھ رہے ہی نعیان کی برابر

افلاک کا لیتا نہیں دنیا میں کوئی نام
 احسان کرم میں کرم فیض سی او سی
 حال نگر با پر یہ ترختم بھی کہ جیسی
 دلشاد و رعایا ہی یہاں تک کہ شب روز
 کیا خوفِ سیاست ہی کہ کجلی تہی پر کر
 عالم میں ہوا کہی ایسا نہیں آیا
 قوت میں شجاعت میں فن تہیزنی میں
 کہیں صفِ اعدا میں جو ہنگام و غایت
 حاسد کو اگر چاہی گرفتارِ جبرحت
 کیا رب شوکت ہی کہ باہنِ عظمت
 کیا خاک لکھون قصرِ معلیٰ کی میں تعریف
 جبریل ازل سی جواوڑی روزِ ابد تک
 ہر نقشِ بنگ گل تر تازہ و رنگین
 کیونکر نہ بھی خسر ہو تقدیر پر اپنے
 گروہ تھی شبِ روز دل جان و جگر سی
 یہ ابھی وہ رتبہ ہی کہ پڑھتا ہوں قصیدہ
 کیا حسنِ ادا وہی و کی تو عجب سے
 جب کہی پیشانی و خسار ہیں و شن
 انسان پری کنون نکرین حلقہ بگوشے

مفلس ہے غنی قیصر و خاقان کی برابر
 ہر مور کو دعویٰ ہی سلیمان کی برابر
 میکس ہو کوئی رحمتِ یزدان کی برابر
 نہ تھی میں عاکس لب خندان کی برابر
 چمکی نہ کہی سر میں ہفتان کی برابر
 دیکھی ہیں ورقِ فیروزان کی برابر
 رستم سی فزونِ سامِ نریان کی برابر
 دریا ہو روان خون کا طوفان کی برابر
 تن پر سر ہو پیر پیکان کی برابر
 غفور نہ بیٹھے کہی دربان کی برابر
 رفعت میں ہر اک ذرہ ہی کیوان کی برابر
 پونجی نہ کہے قریبِ ایوان کی برابر
 ہر محن مکان گلشنِ رضوان کی برابر
 ثابت ہی کہ میں آج ہوں حشام کی برابر
 و صاف شبِ قبلہ و ایسان کی برابر
 سلطانِ اولیٰ الامرِ جہانناب کی برابر
 کلمہ پڑھے گریبِ مسلمان کی برابر
 دنیا ت مہ و مہرِ خوشن کی برابر
 فرمان ہی تو قیغِ سلیمان کی برابر

خطبہ میں پڑھا جامی اگر نام نہ اوسکا
تسلیم کمان تک ہوں مت سراسر
ہنگام دعا ہاتھ سے دینا نہیں چھا
جب تک وہ خورشید الہی ہو سکتا
جب تک جگر شمع فروزان ہی الہی
احبابِ نشاہ کی خاطر ہو جان میں
حاسد کو دکھائی فلک دشمن آرام
دن بہر ہی پروانی کی مانند پریشان

اسلام ہی ہویش کن نشیستان کی ابر
مانا کہ روان طبع ہی عثمان کی برابر
کہہ جا کی وجہ تیرے زبان کی برابر
بی نقش قدم عالم اسکان کی برابر
داغ دل پر وادہ سوزان کے برابر
ہر شام رخ صبح و خشان کی ابر
ہر صبح شام غیبان کی برابر
راتوں کو جلی شمع شبستان کی برابر

قصیدہ چارمضیٰ

کوئی میکش مجھ پہلو میں بٹھاتا کیونکر
صفت جام تھی بزم کہ عالم میں
نام ساقی ہوں کہ ہوں پیرخان کی شہر
دور سی ساغر لب سریز جو کیا ہیں
اٹس سحر بھول گیا ساقی دوران مجھ کو
بنکسی دیکھنے کی زوتی ہی مری صورت کو
جل کی دیتی ہی طبعی مری حسرت مجھ کو
کیا کروں کشمکش در و جگر کا اظہار
چمکی ہنستا ہوں جو سوائی ہی میری تقدیر
نکرو ہم سی دل جان ہین گرفتار بلا

نہ بنا شیشہ بادہ نہ بنا میں ساغر
بی سبب ہی مری قسمت میں لکھی ہو کر
اہلِ خسانہ مجھ ہی کہتی ہیں باہر باہر
پنی لیا دیدہ پر آب میں آنسو بھر کر
جیسی موت بار و فاکوئی یار و لب
آرزو کہتی ہی کیا مری ہو اس جینی پر
کیا کہوں تجھ کو پرین بخت پہ تیری پتر
اپنی ہستی کو میں نہ بہر تھی ہستی و بہر
لجھا ہوش پہ رہتی ہی نہیں بان نہ ہر
شام آفت کی گذرتی ہی مصیبت کے سحر

شکر و شکوہ نہ کسی سہی نہ کسی سہی تکرار
 تنگ آتا ہوں تو آتا ہی میری دل کو خیال
 داد خواہ ستم دہر ہوں اب کس سے کہوں
 دیتی ہی سہی تسلی یہ صدای غیب سے
 عرض کر جلد یہ افسانہ حسرت اپنا
 شاہ واجد علی ایجادِ جہان کا باعث
 جسکی کوچی میں اک ذرہ تیر چرخ برین
 بل کیا خاک میں یوں ہم ستم عالم میں
 پر تو عارض پر نور سی روشن ہی جہان
 عقل مشوکت و اقبال میں نہ گر دون
 غیری روح ہی ہیں تابع فرمان و سکی
 پرورش قطرہ نیکسان کی اگر وہ نگری
 گرسنی شہرت بخشش تو فی عرض سوال
 زرفشانی کی اگر وصف لکھوں گا غدیہ
 درپراو کی صفت سب سے برگ و نوا
 اس توقع پہ کہ خالی نہ پیرن ہاتھ نہیں
 غرق گوہر میں کری حوصلہ سائل کو
 بہر تکلیف ابد موج تبسم ہر دم
 خشک اپنا نہ تھک کا زنگارہ کری

مجسی چارہ نہ الم کو نہ مجھی غم سی مفر
 ای خداوند زمین مالکِ پسرخِ خضر
 جو ش غم داغ ستم کا ہنس دل پر جگر
 بان نہو خستہ و دل ریش و پریشان مضطر
 استانِ سلطانِ جہان پر جا کر
 صاحبِ طبل و علم مالکِ تخت و افسر
 روز و شب جلوہ نشان ہی صفتِ شمس و قمر
 جس طرح طالع برباد کامیری اختر
 مثلِ خورشیدِ جہان تاب ہی جلوہ گر
 نہ ارسطو ہی مقابل نہ سکنت در ہمسر
 آگ بجیکمندی لاکہ برس تک پتھر
 موتیا بند بن چہ صدت میں گوہر
 گوری حاتم طائی نکل آئے باہر
 آرمقیش کی بجائیں خطوطِ مسطر
 روز پرتا ہی فلک اُڑے کی علی چاؤ
 کاسہ مہر کہی ہی کہی ہی حاتم قمر
 جس طرح آب میں ہی غرق سہرا کوہر
 دہن نہ رحمِ عدو میں ہی زبانِ نجس
 کہ سر پہ نظر تاک ہی نہو خون میں تر

انکہ ستم کی جہک جامی اگر خواب میں ہے
 او کی محفل میں دم کیف زبان زینت
 حکم خدام کو دی خود جلاسنے کا اگر
 اس قدر اہل غرض کی ہی نگاہوں کا ہجوم
 رفعت قصہ منعلی کی نہو چوتھ رفیع
 یہ کوئی گہرا ہی کہ ہی عرش زمین پیدا
 ہو شہ ہی سن لی اگر او کی رضا کا عالم
 لب دندان کا اگر عکس کھائی انجاز
 اس قدر عظمت سی خشا ہی را کہ کو آرام
 وہ اگر طول شیش کو چاہی تا حشر
 آج تک بیج سی و سکی نہوا حرف ہی کم
 اکثر خیل چشم کا جو سنی افسانہ
 باتوں باتوں میں حضور شہ عیسیٰ تھریہ
 عین جو سمجھا ہوں لب و لہجہ فرادو کی
 نگاہ طفت اگر سدی لغت و کسلائی
 وہ نہ تیار ہی گرا اپنی طرح تر تیب
 مجسی کہتی ہی می فکر و نظم سم سخن
 پڑہ کوئی مطلع با آب کہ سن سنی جسے

دیکھ لی روز و قافہ و غنیمت تیر
 جام بردار ہی جہم آئینہ وار ہست
 مجرہ سپر خ بنی انکر سوزان اختر
 پردہ چشم کا درازت ہی پردہ در پردہ
 دیکھ کر بارہ دری چرخ برین ہی ششدر
 یا کہ ہر درجہ ہی ہست اشرف ہفت اختر
 بہشت جنت ہوشیہ و ز قضا و قار
 لعل گوہر ہو بنی لعل بد خشان گوہر
 کہ سیرین دل سیلاب ہی ہو مضطر
 پنچہ مہری ٹگری نہو دامان حشر
 شعرائی لکھی ہر چند ہزار و ہشتدر
 چوم لی آکی قدم پہاڑ ہی محشر
 ہوتی ہیں زندہ ہزار و ہشتدر اگر
 کیا کہون خوف ہی جباب کہیں کافر
 مثل پا قوت کری دور حرارت ہسگر
 دفتر کفر کی کون شیبہ راستے ہستدر
 اور صورت پہ دکھا طبع رسا کی جو ہر
 غرق حاسد عرق شرم میں ہوتا بکر

کوئی وعدہ ہو بہان میں پی تختِ فسر
کوڑی فریقِ غد و پرتو وہ ضدِ کھلائی
جان بدخواہ کو اکدم میں کہانی ہی عدم
کریم سر ہو منظور سوار کا عروج
کیا کہون میں اثر کہ دم مرا جی سمند
سر صر تیز قدم پاس کے کیونکر او سکھ
تازیانی کا اگر نام بھی سن لی وہ کہے
سکشی کیا کری او س کے کوئی پامال غرور
آستان تک رسائی ہو کہی غیب میں ہی
کیا بیان ہو خدم و خیل محشم کا او کے
مختصر سخن طول و عابر تسلیم
کیا ترا حوصلہ کیا تیری حقیقت نادان
صدق دل سی یہ دعا کر کہ آئی جب تک
شاہ کی تھامد و بدخواہ غد کو ہو نصیب

کہانی ہی گریزِ شہنشاہ کی سو کند ظفر
کہ بنی نقشِ سیم گاوزدین کا مغف
تیغ ہی یا ملک الموت کے موجِ شمشیر
ماہچہ ماہ بنی کو کب محسوس انداز
ترنہ و قطرہ عسقر کا مصیبتِ کبر
ہوشِ فتار میں شوخی میں گری برقِ نظر
ہو یہ جولان کہ نکل جلی گمان سی باہر
زیر سواوری ہی انجم سی زیادہ شکر
شکر کی سجدی کر ہی جی میں جا کر قیصر
اس قریب سے کہ غفور ہی اذنی چاکر
مدح سلطان ہی بہت حیران کیا کرتا
ہمہ دانی سی بیان پرچہ اس نے بہتر
جلوہ افروزِ جہان میں فلک و شمس و قمر
گر تیرے تختِ ستونش دل قانع جگر

قصیدہ ہجر ایضاً

طبع رنگین فی کہلائی پرتی و جبار گل
دیکر چپ ہی لکڑی تابی دل میں واقع
ہمغنی سی غیر مرتبہ مرا ہو کیا مجال
بلبل موندن فغان ہون شہر ہی میرا چین

پہر چرخِ ہوش حاسد ہو کیا کیا بار گل
گلشنِ جنت میں جلی سی نہیں ہمار گل
وہ گل ہر یک بو ہی میں نہ نکست بار گل
نخل میں ستارے رنگین سی بخار گل

عطر بزمی گرمی القاری قدسی کی سنی
 رازدار شور و خاموشی ہون کہ کھیندن
 دیکھتے تھی تیرا فکر کی بی قصد ہے
 ہون مجہ کامل جذب الفت میں کہ چاہوں
 صلح کل مذہب مرا سب سے مل چلنا نہیں
 لیکن اس گلشن میں قحط قدر دان ہے ہون خراب
 وہ گریبان چاک ہون جاؤں اگر سوی چین
 ہون وہ سودی جو اپنی چاک سینہ مثال
 ہون صیبت آشنا کیا دیکھوں سیر بوستان
 داغ سودا داغ حسرت داغ دل داغ جگر
 ہوش میں تسلیم آجیت شکوہ دہر کا
 آرزو ہی اور کوئی مطلع رنگین سنا

زرد چو خیرت سی مثل نگہیں ہمار گل
 گل سنی بیل خفا بیل سنی ہر ہزار گل
 دامن ہر لب سنی کرتی ہیں تم گفتار گل
 چوڑ کر بیل کو ہو میری کلی کا ہار گل
 لائیں گی میری لحد پر کا فرو دینار گل
 جس طرح ہو موہم می میں دلیل و خوار گل
 دیکھ کر محبوتی اک دیدہ خوبسار گل
 کوڑیوں کی مول کبھی ہیں ہر بازار گل
 میری نظرون میں کہنکتنی ہیں شکل خار گل
 لیچلی ہم چار باغ عنتری سی چار گل
 سنکے ہنر پریشان ہی جگر افکار گل
 بی تکلف جس سے ہو ہر نقطہ اشعار گل

مطلع ثانی

غفلت فراموشی ہی ہر دل بخوار گل
 اوج پہی اہمت نیا چو شش فصل ہمار
 جسطرف دیکھو نظر آتی ہی بلبل جبین
 کہہ رہے ہیں از دل اچھنس باہم شوق میں
 غش میں ہے ہنر دل صیا و گلچین
 کوئی پوچھ ل نہی میں شوق اعجاز ہمار

پہول کی بدلی لی آیا سانی ہر شاعر گل
 کیا عجب بنجای گر خار سرد و یار گل
 کر رہی ہی چھپے کرینقتار گل
 مونس پر فانی بلبل شمع کا غنوار گل
 ہنس رہے ہیں دیکھ کر مثل لب شیار گل
 ہوئی نقش و نگار خانہ خمار گل

آ رہی ہیں نگین ہر سمت سو سونا زہی
 شور میں لاکڑوں بلبل کو چپ ہیں نازی
 نور بخش دیدہ معذور ہی دید چمن
 شکر قسمت کیا کروں مجھ کو دکھایا وہ چمن
 مدحیت اجد علی شہ جسکے قد جاہ پر
 اس چمن میں نقشہ ہی سراپا باغ کا
 گر نگاہ کم سی لگی ہو سکی قصر جاہ کو
 ہو جو پیدا شوق طرہ ہوش بلبل کی طرح
 روی کشون کا پڑا پر تو جو وقت سیر باغ
 جوش غفلت میں کیا کیا بیج نگین کا خیال
 سر کی بل آتی چمن آپ کی پاؤں کو
 گز زبان قہر ہو دلیں ہو اس سیر باغ
 تم یہ صدہ کرنی کو پست بلند و پری
 شہرت افزا جیسی ہی نگین مزاجی آپ کے
 صدہ ہست پنہوئی بی نیاز می ہرین
 بن کی گلستہ جگہ پائی ہی جیسی بنم میں
 طول مدحت کا تسلیہ روک اپنی زبان
 وقت حمت چمن پیر گلن کی سامنی
 اخی اجد بیکت کہانی سہری دل گریبان

ہو رہی ہیں یاد کار طبلہ عطار گل
 بن گئی لطف مزاج شاہد عبت گل
 کیا تعجب گزنی چشم اولی الا بصر گل
 ہر گزنی ہی تفت با من جیسی ہر گل
 جرج ہی آبی رضائی ککشان ہی گل
 زلف سنبیل چشم ز کس سر و قد خسار گل
 مردک بجای بہر دیدہ غبار گل
 اوڑکی پونچھی باغ سی تاکوشہ و ستار گل
 بتگنی مانس رخا و طریلع انوار گل
 خواب میں کھلا رہی ہیں طالع بیدار گل
 کہتی کرماند نکست طاقت رفتار گل
 خون دشمن ہی کھلائی شاخ نخل وار گل
 آسمان کہتا ہوں نجم دہن کہسار گل
 ہو گئی سیری طرح عالم میں ہمقدار گل
 میں تو کیا ہر فصل میں گئی ہیں ہند گل
 کہتی ہیں باغ جنان ہی مثل منخ عار گل
 ہو سبا و اناز کی سی قدردان کو بار گل
 بیج باغ مدعا کی جلد تر و چار گل
 شعلہ ہی جب تک حضور مرغ آشخوار گل

اچھی جیتک یا فری ہرین مشہور ہے
رزم گاہ دو جہاں میں ناوک مدوح کا

بہتر زخم مارغ بلبل مرہم زنگار گل
تھوڑا سا سی ہی ہر دم لب سو فار گل

قصیدہ ہرین

نغمہ سنجی کی قابل فی سزاوار فغان
لاکھ چہیر چرخ شعلہ طرستہ سی پتہ کہتا نہیں
ہر طرح پوشیدہ چل ہی مجھ کو غیب سی
ہوں بان بربانی روضان آگاہ ہے
غیر لائی گا کمان سی لطف ضمون باندہ
چاہتا ہی خل عیاسی کر ہی ل میں جگہ
بسکہ ہوں فیض سرم دلوی سی کامیاب
آفتاب صبح عشرت ہوں ولیکن اپنی سخت
بوی گل ہوں گل کو بھی صحبت سی ہی ناگوار
میں خواہ اسیری اپنی آزادی سی ہوں
جزیریشانی شریک ماتم مستی نہیں
خاک کی ہلی غبار دل بھی صبر میں شریک
کہر کیا خانہ خرابی سے دل برباد میں
عین بستی میں خیال سر بلندی ہی ہی
شوکت تخت سلیمان ننگ بہت ہی مجھ
حقیقت وہ ہوں کہ بہت پہنہ ہر زین ہوں

بلبل تصویر ہوں کہتا نہیں گم یازبان
بند کہتا ہوں ننگ غنچہ پیکان زبان
سببی میں ہنسی دل میں ل میں ہنسی گل
سیری خاموشی ہی بر ہی اسطی طرح بیان
قابل پرواز کب ہی شہیر زار غ کمان
بد گمان تجھ کو ہی سچا ہی مزاج قدردان
کتاب ہی اگلی سری حیان ایل کی بان
ہوتی ہی شان صیبت سانی سی عیان
ہوں بیکو چی ہی اپنی طبع نازک پر کران
تنگ ہی حشت پیرو سعت کوں مکان
ہوں گرد و چوچہ مرغ آہ بزم مکیسان
جی بہرائی کر میں دیکھوں سو کشت عفران
آج کل ہی اپنا سینہ غیرت ہندوستان
ہوں ترقی آشنا مثل غبار کاروان
گرچہ ہوں منت کش چ بوس مور ناتوان
کلاقت ریت لکھتی سون نہرونی امتحان

گرمائی ہو پیا بعد سے جا تیو
 رفتہ رفتہ بابت دولت بی ری کی ہرین
 اتنی ہی برجانیں ہیں جو آئی خیال
 اگرین پیدا نہ شکل قمر صنان پر کاروار
 سخت شکل ہو گیا دم بہر ہی جینا و ہرین
 عرض ہیں کس سی کون یہ ماجری بکسی
 دیکھنا کیا کیا فریب رہی ہون اب
 مجھ کو سو دای سر گیسوی سخت ار جمن
 ہوشیار ای خامہ بیوہ سپہا ہوشیار
 گل کسلا یا چاہتی ہی آئندہ ہر
 پروکھانا ہی تری جوشن ستانہ سر
 پزنگاہیں ہونڈہتی ہیں مجمع احباب کو
 بی تعلق ہون تعلق کی تناسی مجھے
 صورت آدم جو دیکھوں جاں سپلا اس کٹی
 مطلع مضمون کا یاد آیا ہے مجھے

میں میر قاف تہا وہ ہی گورگار ہوا
 بن گیا ہوں اعتبار و عدد و مصلحتان
 کون کی وارہ کیوں ہر ہون چٹا ہوں کلن
 مجھ کو چٹا نہیں بیتا ہی شکل آسمان
 خضرتی کیونکر بسر کی آو عجزا و دان
 دوست و دشمن خوشنیشین گاہہ شکر مہربان
 بان انصاف کرنا شکستہ سدوان
 اور وہ زنجیر پیر غفلت خاکستان
 آگیا وقت بان آئیں سر شاعران
 رنگ لا یا چاہتی ہی اور آہنگ فغان
 کرتی ہی بہ تازہ عشق قانہ طبع نوجوان
 پتہ ہی ہی پیری آنکھ نہین شمع و ستان
 لپٹی جاتی ہی ہر اک تصویر یواری مکان
 مثل جوا سیکڑوں پیدا ہو خیل ہوشان
 جس سے پیدا ہی عروج التماہر قہ سیانی

مطلب شاعر نے

اوج دکھلا تا ہی حسن پست فطرت زبان
 دیکھ کر جو بن ہر سار سبزہ تو خیر کا
 چوستا ہی ہر زبان غنچہ گل باغ میں

بوسہ روی زمین لبتا ہی کیا کیا آسمان
 گر گیا نظرون ہی حسن سبزہ روی بستان
 نرم ہو کر بن گیا ہر خار پنبیل کی زبان

خوش مستی میں جوانانِ چین کے سامنی
 دیکھ کر مستوں کو تخت کنار جام سے
 عرض نہوان کا ہی تخت نہی چیتا جو
 خستہ آوارہ و رسوا ذلیل و بی وطن
 منبرِ شاخ پر چڑھتی ہی بڑی عندلیب
 جسکے ادنیٰ ریش ریش کی بدلت ہر مین
 چرکئی تھی اک نگاہ ہر جو روزِ ازل
 عادل ہو سکیں نواز و جرم بخش و ظلم گاہ
 کہ سن افستائی و امانِ تہم خلعت سے
 کرینی تقدیرِ موج افزا تو و طیش و شوق سے
 ہر کدای و ہر میں فیضِ حسین سانی سی شاہ
 پشتِ دشمن بپا کر پڑ جائی سایہ تیغ کا
 جس گنج شمی کو ہی نگاہِ قہری سوی عدد
 تیغ اوسکی کریمانِ عرصہ رستم چلی
 دیکھ کر ارج براتب سینہ گردون چاک
 ہون چیران اوسکی سرخوش عنان کیا کہون
 یا تو ہریت داری یا مزاجِ گرم یار
 اگر خلافتِ امی عالی بند و بست ہر ہو
 رفعتِ قصرِ معلیٰ کی لکھون تعریف کیا

چلتی ہی باد صبا کرتی ہوئی اکیلیاں
 ٹپکی پڑتی ہی بیک شکستہ گلستان
 بنکیا معشوق بی پروا مزاج غبان
 پھرتی ہی سیری طرح بادِ خزان بجانمان
 خطبہای رحمتِ احدی شاہِ جہان
 مختصر ہی طولِ امان میں آسمان
 آج تک ہی کاسہ خورشید نورِ رشتان
 صاحبِ دو سخا و دستگیرِ یکسان
 ہو رہا ہی حلقہ آغوشِ عالمِ عطردان
 بدیلِ تصویر ہر گفتگو کو بے زبان
 بنکیا ہی داغِ سجدہ کو کپِ نخبِ جان
 بطنِ بادِ رسمی عددِ زادہ ہو پیدائستہ جان
 عافیت پیدا کری تاثیرِ مرکِ ناگمان
 آئی کو سون بہرِ استقبالِ شورِ لالمان
 وای نادانی کہ ہم بھی ہیں اوسکو ملکشان
 نبضِ سہل یا نظرِ جلوہ برقِ طپان
 یا پیری یا رنگِ جستہ یا تصورِ یا کمان
 دورِ دوران کی طرح ہر ہم ترکیبِ جان
 تارکِ عرشِ برین ہی ریزہ چترِ سہا جان

خاک ہو بسہ بیشترستان پاک کا
 کھینچتے ہیں انکھ میں جن بیشتر غلمان مہور
 عالم علوی سی او سکی دلفریبی پوچھی
 اس قدر طبعی دنی غیرت فی وقت ہمسر
 او سکی کوچی گئی انکھ میں رشک انفاس سر
 کیا مصفا ہیں جو دیوار جسکے سامنے
 چرخ بر حکم قضا سی بہر تر زمین و صفا
 قصر والا میں سوغ افراہی ذات یکیز
 رہرو دین نبی ہی اس طرح فی کیفیت کم
 شوکت اسلام دکھلائی اگر وہ شاہ دین
 ذات او سکی دشمن تجا نہ مانند خلیل
 آفت اسید کا فرط طیف جان حق پرست
 حکمران ملک جان سر و قدر دیوان دل
 آسمان تخت دولت آفتاب عرش جاہ
 بہترین نقش حکومت اور دارا حشم
 باعث تسکین دل آرام جان مبتلا
 تاکجا تسلیم خویش رخ خوانی بان خموش
 لاتا و تھا بہر و عاجلدی کہ بام عرش پر
 ای خدا جیٹکے ہوں نظم ہی خاطر فریب

بستی گا و زمین ہی انج فرق فرقان
 ہو گیا ہی سہرہ بیشتر غبار آستان
 گرو پرتی ہیں تصدق کی لہری آسمان
 چھپ ہا آخر نگاہ خلق سی باغ جنان
 او سکی چوکھٹ سجدہ آموز جبین انش جان
 دیکھ لیتا ہی بیشتر سب ل کی سریر نہاں
 صورت جاروب بنجائی ہی شکستہ شان
 شمع روشن جسطرح محفل میں قالب میں جان
 جیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
 پانی پانی ہو کی بہ جائی دل سنگ بتان
 مسجودوں کی واسطی و او و ثانی ہیکان
 برقی کشت شرک ابر نو بہار مومنان
 شوکت دین محمد قوت اسلامیان
 مشرق صبح سعادت مطلع نام و نشان
 خداداد کر نوشیروان شمشیر زن چلیز خان
 لمحہ نور خدا روح تن روحانیان
 ہو رہی گا پر کہی طبع رسا کا امتحان
 کب سی ہیں آلودہ آئین لب و جانان
 خود بتائی ای خدا جیٹکے ہی سہم شاعران

ای خدا جنتک نشان چال بنی اهل سخن
ششجهت بر پنج عیب مفتح کوهال ہی

اے معنی ای خدا جنتک رسوای جهان
شکوشت اقبال و جاہ و دولت نام نشان

قصیدہ دوم در مدح عالی مناقب والا صاحب مجتہد بابا خان امام اقبال ریس

شرف و مرکب عدوی انقباض روزگار
لات و پست بلند ہر ہی پیش نظر
جوش خاطر ہو رہا ہی وستان لاف و ہمت
طرف سامان طرب آتی آتی تازبان
سینہ صفحہ ہی صحن برقم عشرت آجکل
کاروان اشک حسرت نی کیا ترک سفر
فرق لایا جو زرش شاوخی طر عشاق بین
پاک ہی آغاز مطلب تمہ ست انجام سی
روح ہی مجروح جاتی ہی او کی نافرمان
جوش مستی میں سحاط توبہ و عظم کمان
پہیڑتی ہی خاطر عشاق کو موج نسیم
مطلع رنگین جہن پیرا باغ فکر ہے

آرزو و نگر نکلتا ہی مری دل ہی غبار
شوخیان دکھلا رہا ہی ابلق لیل و نهار
عرض مطلب ل ہو جاتا ہی وقت ختم
نغمہ بجاتی ہی خیر و دل بی اختیار
رقص شاوی کر رہا ہی خامہ صنمون نگار
سینہ عشاق کی مانند خالی ہی کنار
جای نہالہ قہقہہ ہوتا ہی منہ سی شکار
ہر تمنائیں ہی طول رحمت پروردگار
آج کل موج ہوا کرتی ہی کار و زو و فقر
ساقیا بر خیز و ہمت کن شتابی می بیار
گدگدائی ہی طبیعت کو ہوا ہی لالہ زار
دہن اندیشہ ہی ہر رنگ و امان بہار

مطلع ثانی

زندی کی مری ہی یں منت کش و خوا
بسکری جوش و طرب آتی تازہ بین

ہوتا ہی سبز نخل شعلہ شمع مزار
سبزہ بر لائی اگر بوئی کوئی نہ چشم زار

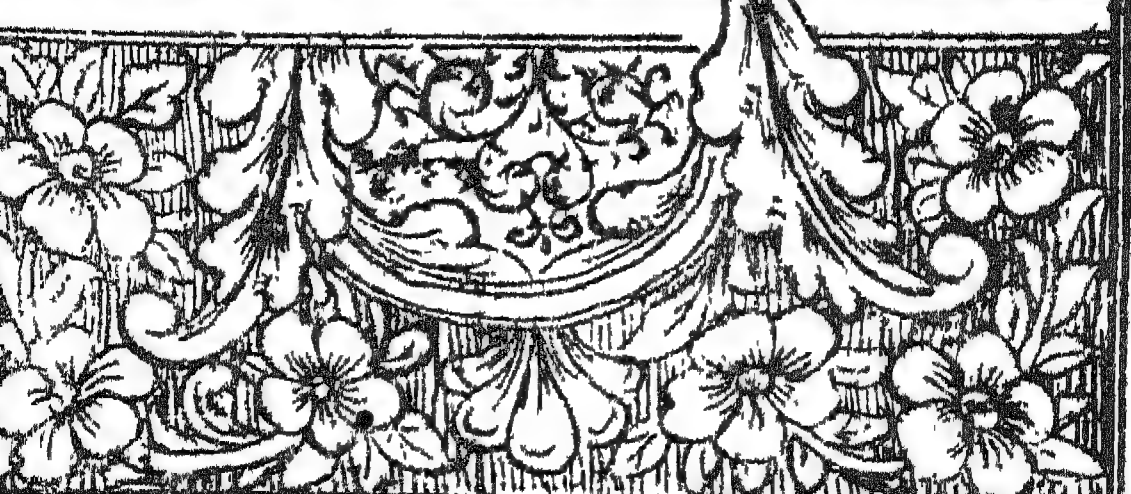
کیا تعجب اگریش سفید خضر ہی
 آپسی باہری کیا کیا ہر گل تر باغ میں
 شوخ چشمی کس سبک کی میں کیا ہوں
 ہر حباب بچو مشتاق حُسنِ مست ہی
 دوکڑی ہی ایک عالم نظر آتا نہیں
 عقدہ زلفِ صنم کی نکستین ہیں باغ میں
 رفعتیں کھلا رہی ہیں خاکسارانِ چین
 واہ کیا فیض بہار سی ہے کہ بربادی میں ہی
 گوشِ بلبل کو سنا تا ہی لبِ گل ہر طرف
 جسکی احسان و سخاوت جو عالمگیر سے
 حُسنِ بیا یک شب بہر اشتیاقِ فید میں
 دیکھ لیں خواب میں جلوہ جمالِ پاک کا
 جلوہ خورشیدِ تابِ ناسی روشن ہوا
 دیکھ کر صرفِ سخاوت کہتی ہی حاتم کی روح
 ہوا اگر سو مرتبہ صبحِ ازلِ شامِ ابد
 صفحہ کوئین پر لکھیں کہاں اکا بہتین
 اب کوہِ رنی دیم شش و کھلا یا کمال
 ہر حال ہی قصہ آسمانِ میری طرح
 اگر سنی افسانہ بہارت تو فرطِ خوف سی

سبز ہو جائی بربک سبزہ خضر بار
 کرتی ہی دل میں جگہ گلاباں گلابی ہزار
 جہانگشی ہی پردہ برگِ شجر سے بار بار
 صدوتِ مغوش بجاتی ہی موجِ جویاں
 ہو گیا رخصت مزاج باغبان کا عتبار
 بنگیا ہی داغِ لالہ نافہ شکستہ سار
 سرِ چہرہ فلک ہی حُسنِ گلشن کا غبار
 آج کل سہو ست پہی سب کو گمانِ سبزو
 مدحتِ نواب یا با خانِ والا ستار
 ہر کدو سب نو اہی مثلِ قارون بالدار
 پیرِ دون ہی کو اکب سی سرِ چہرہ زار
 حضرت یعقوب کو ہوا یوسف ناگوار
 داغ رکھتا ہی جگر پر شاہِ لیل و نہار
 ہمتِ الا کی صدیقی جو و جہان کی تیار
 اور ہو پیدا ترقی صفر میں ہر دم ہزار
 ہونہ تو ہی اک عطایِ نیم خطہ کا شمار
 کشتی درویش طوفانی ہوئی انجام کار
 اک نگاہِ مہر کا خورشید ہی امیدوار
 بنضِ سحر کی طرح ترو پی رک سفند یار

حضرت تیغ و پیکری و پیدافرق هو
 خنده زخم دل و شمن می و پناهی عیان
 هفت خوان بی قصه باز بچه گاه و دکان
 کیا لکهن تعریف میں سپید رفتاری
 و سبک خیزی ہی چشم مور پر کمدی باو
 نعل و شمشیر کی ویکر جلوی تقیین آتایم
 گرد گدائی گر خیال تیز رفتاری او
 یہ جهان تنگ و سعت قابل جولان کہان
 وصف و بخشش خدائی ایکفات پاک مین
 اگر خلا و تنای عالی غیر موصوف عیش
 چرخ کی گردش فی آخر کچھ نہ کچھ پیدا
 ملک و روتی خدائی کرویانہ پیر نگین
 لکھوی تسلیم مصرع پی تاریخ سال
 کہ چکی کہنا تھا جو کچھ ہو گوش فکرین
 یون صرر کلک می پیدا ہی رسم آگہی
 اخی عالم میں ہی جس وقت پست و بلند
 تلال و نیای خدا جب تک تلون و مست
 آنسو ہی پہلو جو روح میں ہر دم بین

صورت ہی سکر و روح و تن ہوں ہم ہمنار
 کہتی ہی سامان شادی مرگ تیغ آبدار
 رستم جنگ آتہا ہی ایک طفل میسوار
 توسن نالیشہ ہی واما ندہ ناست غبار
 خواب راحت میں و سکی فرقی ہی ترینار
 ہین ہلال و بدر جو شر آرزو میں ہمنار
 گام اول میں ابد پائی ازل کا اعتبار
 عزم جنبش ہی کری طی عرصہ و ز شمار
 بزم میں جمشید وقت تم سام شمسوار
 کیف عشرت میں ہو پید اغفلت خواب گزار
 آگی مرکز پر ہوا اقبال و دولت کا قرار
 اوشہ کیانی اختیار کا جہانسی اختیار
 موج آب رفتہ پر آئی میان جو یار
 فی رہا ہی چمکیان دل میں خیال ختم
 ای حریص عا وقت عاہی ہوشیار
 ای خدا جب تک میں آسمان میں قرار
 ای خدا جب تک عروں ہر پائی اعتبار
 سطر و جنگ رباب ساقی و مینا و یار

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين



محمد بن عبد الله
الصادق عليه السلام
هو الذي جاء به
البرهان والبرهان
هو الذي جاء به



بسم الله الرحمن الرحيم

رویف لالہ

عاشق دل خموش ہی حُسنِ قدیم کا
 لکھون گراؤ سکی قامتِ یوسف دین کی و
 سوزِ غمِ فراقِ دین برسوں پہ کا ہو نہیں
 ہر وقت آ رہی ہی آہوا بلِ غِ قدس کی
 جب سی دلِ حزمین ہی گزر گاہِ نور پاک
 مجھ تلج ہون غنی سی نہیں تہی مین کم
 صنعت کو او سکی نیک کی دیوانوں کی طرح
 میں کیا جو او سکی کندِ حقیقت کے پاس کون
 پہنکا ہی دلِ فراقِ مین اوس نو بہار کی
 عشقِ مسیح دہر تی ایسا کیا ضعیف

یہ بیزبان رقیب بنا ہی کیسے کم
 میرا سخن ہو عفتِ دہ الف لام ہم کا
 اب کیا جلائی گا مجھی شعلہِ جہیم کا
 کس کو داغِ خستہ موجِ نسیم کا
 مسجودِ مثلِ کعبہ ہون خوشِ عظیم کا
 نگار کی ہون حلقہٴ بابِ کریم کا
 چننا ہی تنگی دا ہمہ کیا کیا حکیم کا
 گل ہے چراغِ ہوش بیانِ ہر فہیم کا
 جو بن ہی داغِ پر گل باغِ نسیم کا
 عالم ہی جسمِ زار پہ نبضِ سقیم کا

عاشق ہوں کوئی خاص ہوں گاہ و رحم خواہان نہیں میں آپ کی لطفِ شمیم کا

تسلیم کہ پیشِ شاعرِ نکمیں بیان نہیں
گنجین ہوں اپنی گلشنِ طبعِ سلیم کا

۱۶

۲

گل نشانِ عشقِ بٹی ل میں شمع درویشِ شر کا
بیتِ عشقِ مینہ سی دلِ ریکت و شن ہی
کہا میں کج قبلہ رخ تربتِ پیرِ پوئلکس کے
رسالت کے گواہی دے گا میں دلِ تفتہ مر کی ہی
جہنم کیا بیلانی کا مجھی تنگ آؤں گا
عجب کیا گرفتاری گور میں ہیرِ پین کلمہ
شمیمِ خلد آتی ہی شہیدِ تیغِ الفت کو
لباسِ سب سے بھی شہرِ جبریل محشر تک
عتاب کہ نگاہی ہی شفیقِ عاصیان کتب
یہی حتمت اگر ہی تو معافا شد محشر میں
تمنا ہی مجھی گز بہر میں کی کوئی اقدس میں
نہ جائی گایہ سودا خاطرِ برہم کی کرب سے
وسیلہ گز نہوتا آپ کے وعدی کا محشر میں
تصور جب میں تا ہوں تو یہ انصاف کہتا ہی
ہزاروں ملین میں آتش سوزِ جسمِ سی
بلند نگاروں کیا شکاری تسلیمِ سستی میں

نمونہ ہی مرا سینہ بہارِ بہشتِ جنت کا
چراغِ شامِ بکس ہے شاعرِ داغِ حسرت کا
لیی جاتا ہوں دلِ دل میں تیرے کی باریت کا
کہ انگشتِ شہادت ہو گا شعلہ شمعِ تربت کا
پکاراؤ ہوں گا بینا باندہ لیکر نامِ حضرت کا
کہ ہر داغِ جگر نقش ہے مہرِ نبوت کا
ہر اک خمِ دل صد چاکِ سوادہ ہی جنت کا
لکھوں گز بالِ مورِ ناتوان پر صفتِ عظمت کا
چمٹا جاتا ہی دہنِ بانی ہی ہر رحمت کا
سیدِ کاری مری مری اندکی شفاعت کا
کسنی اہل کو مژدہ و بھی فرو میں جنت کا
گر بیان ہو گا میری بات میں حق قیامت کا
سہارا ٹوٹ جاتا میری دل کی طرح امت کا
گنہ گاری کا مجھ پر خاتمہ تیرے شفاعت کا
خدا را دواد ہر ہی کوئی خدیا آپ رحمت کا
کہ نقشِ پانہی تو نقشِ پانہی حضرت کی امت کا

اگلاہی کی غم مہینہ سہا یزدان کا
 تعلق کی ہی باقی ہا زلف پریشان کا
 عیان ہی کی ہی مان شہاوت ہائی نہان کا
 مجھی کہیوں کی کہ جلتا ہی دل کی ہر مہمان کا
 اسید نفع بجا ہی تیا کابل نفع سی
 بہل جاتا تو ہی کچھ دل غبار دشت جیت
 دل دین میں لکھوں زوہن کی ٹوٹی ہین
 رولا یا مجا کوسج وہ نشین کی پارسائی نہی
 نمو خط کی ہوئی بوسہ لبوں کا کون پاتا ہی
 مقدر ہی ہی تو کل پہنچ جائی جو کتک
 دکھا دیتی ہی جلوہ روز عشرت کا شب نامم
 وہی گردی ہی تری ہی شہیون ہی فن مین
 مجھی سیاد عالم کس خطا پر فوج کرتا ہے
 دہن سی جلای نہ دارغ دل کی کو نکلتی ہی
 تماشا شبنم گل چمن میں خاک کی کیسے گے
 شکر و اشہ دل سی ہدا محروم ہتی ہین
 فراق یار مین جینی سی ہرناخت شکیل ہی
 برکت ہی گل عیان ہر کی باغ عالم مین
 شباب یا نہیں ہے ہا توانی بڑھتی جاتی ہی

ہوا پت فتر کن ہر ورق ہی اپنی دیوان کا
 ملا قسمت ہے ہر دن تخت سنہستان کا
 کہ عالم سبز تر بہت ہے ہی شمشیر عریان کا
 نہ گل امان دن کا نہ بیل باغ رضوان کا
 ملا ہی کسکو پانی چشمہ ہر درختان کا
 دیا ہی سائہ غوبت مین پیشان فی بشار کا
 ہمارا سینہ کو یا نقشہ ہی شہر خموشان کا
 کہ شہ کیانہ شکون نے کہی امان مرگان کا
 اجاری مین خضر کی ہے جنت آج حویان کا
 اشارہ ہو چکا ہی آج ہمسای وکی زبان کا
 بنی ہی شام غم کو نکلت جس جہ خندان کا
 بنا ہون فحہ خوان غمخانہ شہر خموشان کا
 چھو اپٹانہ کوئی پہول توڑا اس گلستان کا
 لپک دینی لگا شعلہ سیلغ زریہ امان کا
 یہاں و تاپا ہی ہکو اپنی زخم خندان کا
 نہ پہولا باغ عالم مین سید غنچہ پیکان کا
 بیان ہونا زکیا و شواری تکلیف آسان کا
 سکو وحی ہی زاوٹا نہ ہمسای ہی امان کا
 بنا ہی ضعف ہے ہر دشت عمر گزیران کا

مُرادین نو جوانی کی بپائین عہد پیری میں
دل کا مسمیٰ دلغ الم دم بہر نہیں ہنستا
ملائی کو نسا رشک سہم باریکے جس سے
رفیقانِ جنون کی آمد و رحلت برابر ہے
کٹی عمر و روزہ مثل شیشہ بزمِ عالم میں

کٹی شیب جگو گویا گھلا دروازہ زندان کا
اجارہ ہو گیا ہی خانہ مفلس چہرمان کا
گریبان پر کمان ہی امن صبح گلستان کا
کھٹکتا ہی نکلنی میں ہی خارِ غیلان کا
نہ سر پدا کیا ہم ہی لیا احسان سامان کا

سنو چہ اور بھی تسلی میری نالہ رنوں

ارادہ ہی ترقی پر ابھی طبع سخندان کا

۱۵

۱۶

تماشا جامہ زیبی دیکھی گئی خون شہیدان کا
جنون میں ہی شکر یکسہ ہی خون جسم پان کا
اجل محروم پر جائی کوئی بوٹہ وندان کا
ولا تا ہی ہمیں کیوں بادِ غلط صبحِ فردا کی
ٹپکتا ہی تنہائی میں جو قطرہ اونگی بالوں سے
وہ کافر و دین کی بحث کو مسجد میں جاتا ہے
صبا اوڑتی ہوئی لائی خبر جبے ک بلبل کی
جنون میں یہاں تک جھک گیا ہی ناتوانی سی
میں وہ تپش قدموں گرمیِ فکار فی میری
ملا شریار کی گشتگی مرکز ہی باقی ہی
پشیمان گئی نہ سب نون اضحیٰ صبح
ہوئی جب و خصلت جسم برونِ نظر آیا

گریبان پرین میں ہی ہلالِ عیدِ قربان کا
کہہ ہی صبحِ مہ دہن کنہی ماتم گریبان کا
کہ میری حق میں بیوتی ہی قطرہ آجوبان کا
غمِ محشر کوئی صد نہ میں ہی شامِ ہجران کا
گمان ہوتا ہی زلفِ شکن پرانیسیان کا
آہی خاتمہ بختیہ ہوزاہد کی پکان کا
گریبان گل فی پہاڑ اسو کی غنچ چوٹ چٹکا
کہ جگو حلقہ زنجیر حلقہ ہی گریبان کا
بنایا جادہ صحر اکورشتہ شمع سوزان کا
بگولا پر راہی آن جنگ خاکِ غریبان کا
کہ تو فی فصل گل میں کہ لیا پڑہ گریبان کا
کیا ہمراہ پست کے وہ جوین زنج زندان کا

فلک فی شکل بدلی فضا جو زویر صلیب کے
جنون کے جوش میں کیا زندگی کہتی تھی
اشکر فی نہیں اعلیٰ کو صحبت سیت قطرت کے
کیا تھی تیرا بان اس قدر ہر جسم قاتل نے
بکستار ہونے یا شعل لعل شکر محرومی
اوہری قافی لاکھوں گنہگاروں کے جانی میں
جنون صحرا میں بھی اگر نہ آزادی ملی ہو
گملا کر گرمی سوز درون کے کر دیا پانے
ابھی تک کہ میں بیٹھا غیری باتیں بناتا
جسم ہو کہ طوفان کہتی ہیں کچھ دیجی ہو
جنون بہر کفر رسوا نکلا شش غریبان کو
لو آہونی دست جنون طرفہ نماشا ہی

عجب سنی کہتا ہوں مہینہ شب تکلیف بھرن کا
کرم ہر وقت غربت کا سدا احسان بیابان کا
ہوا دہن گروا لو وہ سیرا و تابان کا
کہ ہلا میں دل نازک ہی شیش آب پیکان کا
پیشیاں میں دہن کا نہ شرمندہ گریبان کا
الہی عالم رحمت میں کیا ہی قسط عصیان کا
یہ مان ہی حلقہ آہو مان تھا حلقہ زندان کا
بتائی کیا پتا قاتل دل مجروح پیکان کا
جہانہ اوٹھ گیا غافل تھی ناکام بھرن کا
دل پر سونکا صدقہ تصدق چشم گریان کا
کہ بس ہر پردہ پوشش کسان میں بیابان کا
چمکا آتا ہی سوی پائی ہن سر گریبان کا

مقابل آج ہی تسلیہ خستہ اہل معنی سے

خدا یا آبرور کہنا تصدق شاہ مردان کا

۳۱

۵

بزرگ شمع گشتہ جیل کیا خون خم خندان کا
کہ میں جن پرورش پایا ہو سختی و رن کا
ابھی پتھر ہی انگوٹھ میں ہی نقشہ بیابان کا
ستہر کسکو دی گا خون بہا خون شہیدان کا
ملا تقدیر سی دامن میں بھی وہاں شرکان کا

سیر خنجر پناہ کتاب پاس تھا قاتل کی امان کا
گلان ہوا ہی جنون کیا واقعہ صد سنک طفلان کا
وطن میں تارہ دارہ ہوا طبیعت کی پہل کا
دو عالم قتل ہو گا اک نگاہ ناز سی تیری
کہی آہیں میں دیکھا اور کچھ جزا شکار شرمی

مرده نو بهنشین بخت فلک سحری بیا قف ہی
 کسی حالت میں غم نہیں دل کا جوین کہ نہیں ہوتا
 جنون میں عیش کیصوت سنی آتا ہی دل آسرا
 درود یواری ہر وقت میرانی برستی ہی
 مقرر آج کوئی رشک سب آبی والا ہی
 وہ برہم ہوں کہ مجکو برائی نہیں آتی ہی
 ہمیشہ پنجہ خورشید سی کیوں چاک ہوتا ہی
 اثر و کمالات با ہی خارجہ سے بعز و ن ہی
 گریبان چاک کچھل نہیں سب گن بیل ہی
 نگاہیں ہونڈا ہتی ہیں مجمع احباب میں
 ملا یا خاک میں نورِ نظر کو قیاسی فی
 ہوا کرتی ہی زینتِ غیب سے لکھن جوں کے
 لگا یا تیر پٹی باندہ کر آکھوں قاتل نے
 گریبان کی طرح اپنی کروں گا چاک سکوی
 ہنسے دل کہوں کہ دم بہرہ بخت شور و خشی ہی
 مرنگی صبح نکامیدوار وصل حیرت ہے
 نقاب لٹی رخ روشن بھی سنی شیش شیش
 مداوی تپتہ ران ہی نفرت ہو گئی دل کو
 تنہا ہی بیکڑ شوی میں کا نا آپ سار پنا

گریبان ہی نہ ہوا مل کر ہو اس امان کا
 کہ نگین ہے وہیں ہر گن گن ہی خرم خندان کا
 سلاو تیا ہی ہمشیر بنا بھی چاک گریبان کا
 فری محن مکان میں کوئی تختہ ہی بیا بان کا
 بنا ہی دیدہ یعقوب و زن اپنی زندان کا
 سلاو تیا ہی افسانہ شبِ لب پشیمان کا
 بنا ہی کیا گریبان سحر ہی میری امان کا
 سدا بالای تربت سایہ ہی بخت غیلان کا
 کفِ افسوس ہی گلچین ہے ہر تار گلستان کا
 اثر باقی ہی آنکھوں میں ابھی خوابِ پشیمان کا
 قیامت ہو گیا ہنا سدا امان شرکان کا
 سدا شبنم ہوا دیتی ہی مٹنہ گدما ہی خندان کا
 دل مضطرب امان ہے گیا دیدار پیکان کا
 کہی تو ماتہ آئے گا جنونِ امن بیا بان کا
 کسی مٹنہ نہ کیا میری خمون فی نکلان کا
 ابھی سی ہیز میں کیوں ماتی ہی شامِ حیران کا
 بنا ہی قتابِ حشر ہر تارہ بیا بان کا
 طبیعت کیا ہی جلتی ہی جو کہ آتا ہی مان کا
 حبابِ سالیہا ہمنی احسان تیغِ عیان کا

فرخ غوغا ہجر رفتگان دم ہر سینے میں
 دلون میں ہویاری تفرقہ انداز ہوتی ہے
 نئی شکلیں ہزاروں وزین ہکر بگڑتی ہیں
 کہوں کیا مضرب اکا او ہر لئی او دہریا
 کہاں تک نریجاخت جانی اب تو فرصت و
 کیا کیوں دیکر نہ نکویر دم آج ای قاتل

بہر وسا کیا چرخ غرتبت کور غریبان کا
 کہ بیداری سیست جانی ہم چل گان کا
 دل باد میں نقشہ ہی بازیکاہ طفلان کا
 شب و صہلت پہ سایہ پڑ گیا عمر گریزان کا
 کہ دم کھٹنی لگا ہی اونکی شمشیر صفایان کا
 دل مجروح فی شاید تگاہ نہ خم سی جہان کا

و کہا جاتی ہیں وہ تسلیم موت چکی غیروں سے

اثر پیدا ہوا اتنا تو باری شوق پیمان کا

۳۳

۳۴

پہونکتی کیا نالہ سوزان سی گھر صیاد کا
 کیا کہوں میں شیل فی عالم دل نالہ شاد کا
 کم نہیں ہوتا ارادہ خاطر نالہ شاد کا
 گزری ہی پاس اوظالم تری بیدار کا
 دیکھتا ہی باغ میں عالم وقت آباد کا
 کہہ دیا کیا تیرہ بختی فی کہ تل سکتی نہیں
 مرتی مہی ساتھ تھی گشتگی تقدیر کے
 کیا الگ ہوتا ہی عاشق کو ملا کر خاک میں
 ظالمون نے کروا خالی گل و بلبل سی باغ
 دست گلچین خشک ہو کر گئی صد گری
 کیا حارت تھی کہ گمائی جنوں سے جاغی

حوصلہ ہی حوصلہ تہا بلبل نالہ شاد کا
 سینے سی لب تک بہا ہی حوصلہ فریاد کا
 شام سی منہ چومتا ہوں صبح تک فریاد کا
 حشر کی دن ہی نہوگا حوصلہ فریاد کا
 اب جو ہی آیتا اوس غمیرت شمشاد کا
 آج کچھ ہٹ پر ارادہ ہی شب برباد کا
 حلق پر پیر پیر کیا منہ خنجر جلا د کا
 چرخ ہی شاگرد ہی میری ستم ایجا د کا
 گھر ہی گلچین کا بسا آباد گھر صیاد کا
 صبر ٹوٹا عین لب شیان برباد کا
 پانی پانی ہو کی نشتر بہ کیا فصا د کا

ای جنون طوق سلاسل کڑی نگین مال
 پانی غفاست بھلا یاد دل سے غرض کا خیال
 شام کو جو کہتی ہیں صبحی مودہ کنہین
 مجھے ورنہ سبھی شست کوہ ہر آنکھ عشق
 منہ چھپتی ہی ہوائی فی تری گلزارین
 تہاوہ نگین رو دیا سکر فوید عیش ہے
 نالہ کیسا کہہ ہی ہی گل سے بلبل بلغمین
 یاد آتی ہیں لحد میں حسرت اندوہ و غم
 اوج سی اپنی پشیمان رہتی ہیں بیدار
 کیا خوشی ہے چری کا سامنا دن بہر بار
 بدگمان جلاوٹا غمیرت سی درخشاں آب
 یا کوس پہ وہ نشین کی آگنی عصیت مجھے
 فیض صحبت کوئی ادنی ہوا علی کیا مجال
 عشق بی تاثیر فی بخشی نہ ہست اس قدر
 باپک وار کی اولاد کی کرتی ہی قہر تسل
 سخت بلبل کی مین فی فصل گل آتی ہین
 جب نالی گر کلی سے زخم تن خندان ہوئی
 دیکھتا ہوں سیکسی کا اپنی جو بن قہر قہر
 خاک میں کر دل پر فراغ ہی ہوش فشان

دل بھی سی توڑنا اپنا نہیں جستا دکا
 خود فراموشی فی گہر لوٹا تھاری یاد کا
 خواب کا نقشہ ہی نقشہ عالم ایجا دکا
 ہون ہم قیس کا اوستاد ہون سر باد کا
 رنگ میرا ہر سفر ہے نکست بر باد کا
 شور یا تم ہو کیا نفیہ مبارکباد کا
 کچھ لکھا قہر میر کا افسانہ کچھ صیا د کا
 داغ ہی دل پر مشاع خاں بر باد کا
 سرنگون پایا ہمیشہ چرخ بی بنیا د کا
 صبح دم دیکھا تھا مین فی آج مرنہ صیا د کا
 زخم فی پانی چورایا پنجہ فولا د کا
 آکی لب تک کہ رہا نالہ دل ناشاد کا
 آدمی ہونا نہیں ممکن کہی ہستاد کا
 روز و شب آنچل ہی منہ پراسن فریاد کا
 زخم گل شاہد ہی جس نکست بر باد کا
 پر گیا جن چین مین جو پراسن صیا د کا
 ڈھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارکباد کا
 آئینہ ہی منہ بھی ناہم سر بان جلا د کا
 پاسبان ہی غول میری خاں بر باد کا

شعرِ جاں پُرل وشن ہی نکلی واکہ سیا
 قیدی آزاد ہیں رنگین مزاجان چمن
 بیڑیاں لگتا ہی پہنائی کچھ ایسی کر دعا
 وہ ہوا خواہ اسیری تھی کہ آزادی کی بعد
 کیا لگائی ہیں کسے شاخ گل کی تلیان
 باپ کو آوارگی اولاد کی کرتی تھی قتل
 کیا چھپی مٹھی سلیم راز نیکوید

دم بھری آئینہ کیونکر کورِ مادر زاد کا
 خاری او پھانہ دامن نکست برباد کا
 ای جتوں مجھ کو مبارک ہو قدم خدا کا
 رو دینی ہم دیکر خالی قفسِ سیا کا
 بلبلیں آنکھوں میں ملتی ہیں قفسِ سیا کا
 زخمِ گل شاہد ہی بچہ نہ نکست برباد کا
 ہر بشر کی ساتھ اک چاسوس ہے ہر د کا

مر کی ہی شعلہ فشان نہی دل پر در و مرا
 دیکر وہ گلِ نوخیز ہی ہنس رہا ہے
 و شمعِ شمعِ نعل کی تمنا اس سے
 وادی عشق میں ہوں و زلزل سے برباد

کر میان کرتا ہی اب تک نفسِ سر و مرا
 اب تو تھی اور ہی جوین پہنچ نہ رو مرا
 دوستی کی نہیں قابلِ دل پر در و مرا
 پوچھتے کیا ہو ٹھکانا صفت کر و مرا

ہوں وہ دیوانہ کہ مٹتی قضا فی تسلیم
 پہلے مجنون سے لکھا نام سر و مرا

۳۳

کرتا ہوں ذکر میں دم پیری شبا کا
 ہر چند فاقہ مست ہوں ہمت بکنت کا
 کامل ہی ہی مریضِ نعل کی دو محال
 جسم بہر ہوا میں تنکظرف کچھ نہیں
 بیداری فراق میں گذری تمام سر
 ہر جہتہ کیونکہ مصرع پر وزیر قی ہو

افسانہ گو ہوں عالمِ حسرت میں خج اب کا
 بد لون نہ آفتاب سی ساغرِ شراب کا
 رعشہ سیج سی نہ کیا آفتاب کا
 مٹنی کی ہی دلیل اوپر نا حجاب کا
 آنکھوں فی میری خواب ہی کیا نہ خواب کا
 موزون ہی او میں جال مری فطرت کا

رویا ہوں برسوں غافل گلوں کی دین
 مژگان بکائی تھی مگر گرم ہی نہیں
 نعون جہان میں طہف خموشی نہیں
 غافل ہی بلاستی تُو دال کو ہے
 حسرت گوریتی ہیں اہل شباب کو
 اہل زمین کی واہلی سمدی ہیں حادثہ
 ظاہر ہیں ہی نام کو استخوانیں کوئے
 لرزان نہیں ہے ہم سب کی سانی
 اندھی و شبی رخ تابان یار کے
 غشا گیا ہی دیکھ کی گلچین انکار تک
 دلمین تون کی یاد سی کرتا ہوں غرض حال
 قدرت نما ہوں میں نہیں کچھ بے دخل
 پر باد پر رہا ہوں نہیں کچھ حصول خاک
 ہر دم خیال دیدہ میگوں کی جوش میں
 حیرت ہی ہای دیدہ تصویر کی طرح
 کہوں کہی بغل میں کہی بوسہ لون اگر
 پتا گئی ہی مٹی میں کسی نگاہ مست
 اچھا ہوا جو شہتہ یہ سیاب ہو گیا
 کیا سکتے سی مردم آبی فی تو چکے

سینچا ہوا ہی شعل محبت کلاب کا
 تر ہو گیا سینے سے دامن نقاب کا
 ہمکڑا ہی گور میں ہی سوال جواب کا
 رہنی دو سانس ہی مری سانہ شراب کا
 باقی ہی کچھ اشراب ہی نگہ نہیں خواب کا
 صرصری گل ہوا نہ چرخ آفتاب کا
 عالم ہی چشم غم میں چشم حباب کا
 کچھ حال کہ رہا ہی مری اضطراب کا
 چمن چمن کے نور پردہ بنا ہی نقاب کا
 چھٹا دی عند لب کے منہ پر گلاب کا
 پہلو نہیں ہوا میں میری جواب کا
 بی تل جل رہا ہی چرخ آفتاب کا
 گویا بولا ہوں میں جہان خراب کا
 پہلو میں دل ہی یا کوئی شیشہ شراب کا
 شہر مندہ ویدکا نہ پشیمان میں خواب کا
 قسم سے لی قبا کی مقدر نقاب کا
 ہر قطرہ سرشاک ہی قطرہ شراب کا
 کچھ رنگ لی اوڑا ہمارے اضطراب کا
 جب کہو سرنگوں ہی پناہ حباب کا

آنکھیں جو بند ہوئی کہلین پہن و شکل
تصویر مین ہوں متون کی حضور مین
مرا ہوں سے تباہی ہستی پہ بعد مرگ
ثابت ہوا سچ ہی اُمی ہیں ای فلک
آنکھیں ہجوم کیف جوانی سی بند ہیں
میں کیا کہ آئینہ ہی پرستاری وید کو
لکھی ہیں شعر مین جو بیاض حسین کج صوف

گذر برنگ خواب ماند شباب کا
تو کس سوال کا پیشیان جواب کا
بالائی قبر پاستے گت بد حباب کا
سادہ پڑا ہوا ہے ورق آفتاب کا
دور شباب دور ہی مجھ کو شراب کا
شاکل نہیں ہی کون تمہاری نقاب کا
دیوان کا ہر ورق ہی ورق آفتاب کا

تسلیم شراب کی تہلی ہو دل کو چین
آئی زمانہ اجل کہیں نہ تلاب کا

۱

حشر مین پوچھو نہ عالم عالم اسباب کا
سوز غم سی کیا کہوں عالم دان بتاب کا
کشتہ ہوں ای شام غربت حسن عالتاب کا
ما فلک پوچھا ہی طوفان دیدہ پر آب کا
سنتی ہی حال بچ نشان اوٹکی آنکھوں شہنشاہ کا
چشم مجنون سی چین کو دیکھ ای بلبل فرا
گردش دیوانگی مین ساتھ ہی سیلاب اشک کا
روتی روتی دل مین کوئی داغ حشر بھی مین
آج تو بستاخی مشاق ہوا جی جان معاف
انتظار یاری نہ تھی نہ دم ہر شکریہ

یاد ہی ہو لاہوا کسکو فسانہ خواب کا
استبان برق ہی فسانہ ہی سیلاب کا
دی کفن مجھ کو سریر چادر مہتاب کا
لکھ شاکل موج ہی گرداب ہی مہتاب کا
میرا فسانہ نہیں افسون ہی کوئی خواب کا
محل لیلی ہی ہر غنچہ گل شاداب کا
حلقہ زنجیر پنا حلقہ ہی گرداب کا
گھر مرا لوٹا ہوا ہی آمد سیلاب کا
رک نہیں سکتا ارادہ خاطر بیتاب کا
چشم قانی رکھ لیا فرقت مین پڑہ خواب کا

زینتِ ظالم نہیں کہتی جہان میں اعتبار
اتحادِ پستِ فطرت باعثِ راحت نہیں
وہرین بھی طرحِ فانِ بلاسی پاک ہیں
حشر کو اوشنا ہی عریانِ مست کیوں کفر
جنبشِ برویِ قاتل کیلئے مکرِ حاکمین کے
دل سی ہیما یہ کی پوچی غرتِ مہمان کوئی
بعدِ رون ہی خیالِ خدمتِ یاران کا
کشہِ شہدائے دورِ معی ہونِ تصور کو مری
سیلِ کریم کی وکھایا خانہ ویرانی کا جشن

چند دم رہتا ہی جو بن بختِ قصاص کا
پانی پانی دل ہی بیڑ چاہ سنی دلاب کا
کشتی درویش کو خطرہ نہیں سیلاب کا
کرتی ہیں شرمندہ مجھ کو عالمِ اسباب کا
ہم نہ لین گی سر پہ چسانِ خجری آب کا
خانہ ویرانی کی سر پہی قدمِ سیلاب کا
گرد و آہن تنگی ہونِ پاؤں میں اجاب کا
موقلم کیو اسطی لازم ہی پر سرخاب کا
رقصِ شادی ہجرین چکر بنا گرواب کا

ہر گھڑی ہی ساتھ دم کی فکرِ تسلیم ابدار
ہر نفسِ تسلیم شمع ہی دُرنا یاب کا

۲۲

۱۰

عمرِ صورتِ تصویر میں کو یا نہوا
نالہ سنے چھری ہوئی غیر کی پیدا نہوا
واغ کیا یاس کو بھی ہجر کو ارا نہوا
آبرو نشو نما کی کہاں غربت میں نصیب
کچھ تو ایما ہی تمہارا جو آڑی ہیں ورنہ
عہد کیا کیا تھے مگر وقتِ جدائی دیکھا
صفتِ اشکِ چکیدہ یہ فلک کھویا
ہاں کیونکر ترون میں گلہ محرومے

کیا خموشی نے کہا با می جوا فشا نہوا
میں لبِ نی کی طرح آب سی کو یا نہوا
ایک دل پر مری کس کس کا اجارا نہوا
طفلِ اشکِ آنکھ سی گر کہے میرے پا نہوا
پہلی در پر کہی غمِ یسٹن کا اجارا نہوا
غیر تو غیر ہی اپنا دل شیدا نہوا
کہ دمِ حشر ہی کو سنے مرا جو یا نہوا
لاکھوں اربان تھی اور ایک ہی پورا نہوا

خون بہ رشکِ عدو ساتھ تھا کہتا کیا حال
 ملک الموت کی ہی جان غضب میں پڑ
 خونِ ولایتی رہی بد فالی شاد مٹی سون
 نزع میں بہت ندیا سبزہ خط کا بوسہ
 خشک آنسو نہوئی طعنے اعدا شکر
 مثل شمع تہ فاتوس رہا جلوہ فگن
 کیا کہون مرقی ہیں کس بات پہ دنیا و
 شکل و کلماتی دم نزع نہا و سگال فرستے
 کامل راہ طلب قیامت کی آزاد
 شکل تصویر ہوا خلقِ جہان میں بیدل
 نقشِ آب تھی ہم سٹ گئی بنتی بنتی
 تھی وہ تصویرِ خیالی کہ سوا مٹنی کے
 ظلمتِ دل ہی وہی لاکھ جلا یا غم نے
 ہاسے ری شک ثبت وصل میں سگال فرکو
 اوس فسوں کی نظر ایسی مری ل کو لگے

وہ ملا ہی کہیں تنہا تو میں تنہا نہوا
 ہای اس دم میرا لیون بہ سیحانہوا
 زخم کی طرح مبارک بھی ہنسنا نہوا
 ڈوبتے کو کہتی ترشکی کا سہارا نہوا
 خاک اوڑانے سی بیابان کہی دریا نہوا
 اوسنے پردہ بھی کیا تھی تو پردا نہوا
 ای اجل مجھ کو تو جینا بھی گوارا نہوا
 کیا کہوں خاتمہ باخیر ہمارا نہوا
 موج سے سلسلہ برپا کچھ دریا نہوا
 میں کسے طرح ہوا خواہ تمنا نہوا
 چہرہ پرواز بھی ہیبت شناسا نہوا
 مفت بھی کوئی خریدار ہمارا نہوا
 پہونک نی ہی ہی س گھر میں جالا نہوا
 پیار کرنا ہمیں اپنا بھی گوارا نہوا
 چشم ہمارا کی صورت کہی اپنا نہوا

کیا کہوں چوتھے میں اس گل ترسی تسلیم
 صورتِ نکبتِ برباد حسین کا نہوا

۲۳

۱۱

ننگ اوڑنی کو ترستا ہی تخی خسار کا
 میرا دیوان منتخب ہی مخزنِ اسرار کا

زور و کھلاتا ہی کیا ضعتِ جہنم کا
 وصف بہر شہر میں ہو می میانِ بار کا

دید کی قابل ہی جو بن سبز ہونا آگ پر کلزار کا
 راست بن یونین پریگی عاشقوں کی گزنگاہ
 سخت جان ہوں مانتا ایسا آج اہل قاتل لگا
 خاک شکنیں دل میاب کو پیغامِ وصل
 لاکھ جی ترسی مگر آرامِ تنہائی محال
 سیکدی ہی عرصہ محشر میں جائی سرخرو
 کیوں نہا تا ہی ستگر اپنی کوچی سی بھی
 نہا تو ان تہا خانہ ویرانی مٹائی کیا بھی
 باعثِ زیارت ہو اسوزِ جوانی و ہرین
 عالمِ فانی سی تنہا ای سدا آئین
 و ہرین ظالم ہمیشہ رہتی ہیں شاو نصیب
 کیا خراباتِ محبت میں فلک کی آبرو
 مر رہی ہیں فرقتِ بروی جانِ مہربان
 تین کیا آئی شکلِ چشمِ روزنِ اتون
 رحم کی بدلی کچھ احسانِ عداوتِ آؤر
 اس قدر کیوں بیچ میں فی الا ہی قسمت مجھو
 کیا سیرِ آہِ بیل نی کھلا یا ہی اسی
 دختِ زکی و برو کیوں لچلا ساقی بھی
 کیوں مرناتیری دریا کی میں خاں خراب

معجزہ ہی سبز ہونا آگ پر کلزار کا
 بند ہو جائی کار و زن خود و یوار کا
 معر کی مین نام ہو جائی تری تلوار کا
 کچھ فریب میز ہی وعدہ بت عیار کا
 میری بالین پر اجارہ ہو کیا غنوار کا
 منہ دلا دی آج ساقی می سی متغفار کا
 اب تو سایہ ہی نہیں سر پر تری دیوار کا
 پس کیا میں گر پڑا سایہ اگر دیوار کا
 داغ سودا بن گیا طرہ مری دستار کا
 قافلہ ہی ساتھ میری حسرت دیدار کا
 کم نہیں ہوتا کہی خندہ لبِ ہوفار کا
 ایک جامِ واژگون ہی آپ کی میخوار کا
 برجِ عقرب میں ہی اخترِ طالع اغیار کا
 پاسبانِ بختِ خفتہ دیدہ بیدار کا
 حوصلہ رکھ لی سوالِ زخمِ دہشت دار کا
 میں کوئی مضمون نہیں ہوں کا کل غدار کا
 داغ کی دیا ہی بوہر گل مری کلزار کا
 خون ہو گا گردنِ سینا پہ شفا کا
 میری قسمت میں کفن تھا سایہ دیوار کا

شیخ کا اشک یا نئی کفری خالی نہیں

رشتہ تسبیح سلیمان میں ہی زنا رکا

<p>عالم نقش و نگین عشق میں اپنا ہوتا موت ہی آتی نہ بالین پیسیجا ہوتا انقلاب اثر عشق جو پیدا ہوتا غش تجلی ہی بھی صورت موسیٰ ہوتا کاش پہلو میں نہ میری دل شیدا ہوتا مجھ کو مرنا شب تکلیف میں جینا ہوتا کیا پڑی تھی جو تری در پہ پڑا رہتا مانع کو چہ قاتل ہوئی ناحق احباب نعش پر کاہی کو آئی سر دفن آتے خاک تھاکر دیا پر باد صبا فی صد شکر تہا میں وہ تنگ جہاں مٹی جاتا جو کہے کرتا کیا شکوہ سفاک کہ ہمت پہ مری لاکھ غیار پڑا تھی نہ کہی وہ سنتے مرکب دشت میں صد شکر کفن کی خاطر تم اگر بام پہ پای جان و مروت آتی عشق میں لذت حسرت کوئی بھیجی ہو</p>	<p>شرط الفت ہی ہی تسلیم بعد حشر ہی ماتہ سی دامن نہ ہوئی احمد مختار کا</p>
<p>جان کنی ہوئی ہمیں نام کیسا ہوتا کیا بڑا تہا پر عشق جو اچھا ہوتا دست یوسف میں گریبان لیٹا ہوتا ہای پردہ ہی نہ ہوتا تو یہ پردا ہوتا اور ہوتا تو نہ کم حوصلہ اتنا ہوتا ملک الموت بھی آتا تو سیجا ہوتا مثل سیاہ کہیں سیاہ جو ٹھکانا ہوتا آج جو کچھ مری تقدیر میں ہوتا ہوتا عہد پیمان شکنی خوب بنا ہوتا اور انجام مرا اسکی سوا کیا ہوتا دیکھ کر چین بچیں مہج سی دریا ہوتا خون برسوں دہن زخم فی تھوکا ہوتا کیا نہ لکھتی مری قسمت میں جو لکھا ہوتا کیا میں شرمندہ احسان اچھا ہوتا ماہِ نوحہ لکھ اغوش تہمت ہوتا نامرادی ہی نہوتے تو مزا کیا ہوتا</p>	

۱۲	ہاں سنا ہوں کہ رو دیتی ہیں سکر نسیم	✓
۱۳	کاش نالہ بھی مر شکوہ اعدا ہوتا	•

<p> نہو کا حشر میں کوئے کسے کا نہیں معلوم گہری آج کس سے دل اپنا ہے جیسی چاہیں گی دین کی رولا تاس ہے مجھے کیوں اس قدر سخت سدا گریان ہا مانسہ شبہم نہ کچھ دنیا میں رکھتا ہوں نہ دین میں مجھی مرنی دی جیتے جی جیون پہ ہنسے جب زخم خون حسرت سے روئے کھدیں بھی وہی غفلت ہی اپنے بحیرت دیکھتے ہیں وہ مجھے آج یہ جو بن چند ساعت میمان ہے پریشان ہیں ازل سے صورت زلف خیال آ یا تری رحمت کا بخدم سلامت ہیں ابھی تک نہ خمدل سب جو کہیں بس بت کا فہ ادا کو تن خاکی کوئے چوڑا کھدیں مجھی و وکتر زمین دی بعد مردن </p>	<p> بہر و سا ہے تو اپنے بیکسے کا مزاج و شمنی میں دوست کا اجارہ اسپن کیا صبح کسے کا لیا تھا نام میں فی کب ہنسے کا ندیکھا منہ مری غم نے خوشے کا بہلا ہوا دو جہان میں مفلسے کا یہی ناصح مزاج ہے زندگے کا نہ توڑا ہنسنے دل افسردگے کا پھوٹا ساتھ مکر نہ خودے کا تماشا ہوں میں چشم نر گسے کا بہر و سا کیا ہے حسن عارفے کا ملاو کیا ہماری بر بے کا جگر پانے ہوا تر و اسنے کا بڑا احسان ہے بیچارے کے کا دہرا رہ جای تقویٰ شیخ بے کا خیال آیا جو عہد مینکسے کا کہاں یہ جوبلہ چرخ و بنے کا </p>
---	--

مراجو نانہ موزون ہے تسلیم

تقصیق ہے تسلیم دہلوی کا

اوس ماہ بین خورشید کا عالم نظر آیا
جو اور جلا سے بچے داغ جگر آیا
خالی جو ہوا شیشہ دل جا بھم آیا
مرجاؤن کا بالین پیسا اگر آیا
عالم مجھے فانوس خیالی نظر آیا
مستی میں نہیں ہوش کدہ ہر تہا کدہ ہڑا
خالی دہن گور تہا کچھ خاک بہر آیا
حیرت کدہ دہرین جو کچھ نظر آیا

وعدہ جو کیا شام کو وقت سحر آیا
کیا خاک کہاتال پر سوزنی باتے
اشدری ہم دروی یاران خرابات
جیتا ہوں نہیں جبین کی جینک جچی سید
آرام نہیں گردش بجا سے کسی کو
ای واعظ مسیح درہ بیخانہ بتادی
اعمال جو پوچھیں گی کہوں گا دم شمر
وی دل میں جگہ صورت آئینہ ہمیشہ

تسلیم بیان سی شو خانہ بیرون کیا

آیا دل عاشق کی طرح میں جدہ آیا

ہکو محراب عبادت ہی کریاں اپنا
خندہ زخم جگر ہی گل دامن اپنا
دم خفا کرتی ہی کیوں تنگی زندان اپنا
آج تک صحن قیامت سے دبستان اپنا
چشم ناسور ہی یا دیدہ گریان اپنا
سبز ہونی ہی پنا یا تہا بیان اپنا
ہو گیا مہر خموشی غم پنهان اپنا

سزکون رکھتی ہی یاد رخ جانان اپنا
گریہ دیدہ پیر خون ہی گلستان اپنا
آنہ جائی کہیں پیر جوش خیال صحرا
عہد طفلی میں یہ تہی شور جنون کی ظلم
ایک دم خون جگر سی نہیں رہتا خالی
کیا کہیں دشت نوری کا مڑی کب سے
وصل میں یاد ہی آیا تو ادب سی ظالم

ضبط فرماوین آئی کا نہیں فرق کہی
 ملی اہل برگشتی ہم نام اجل کو سندر
 آپ سی و عوی غنچہ دہنی بیجا ہے
 پانون کیا حلقہ زنجیر سی رکھیں باہر
 فتنی سو طرح کی ہر چاک سی برپا ہوں
 بیوفائی تن خاکی سی جو کی ظاہر ہی
 کہہ لیا خاک فی جہنم کا اپنے پردہ
 پاؤں زنجیر میں ہم باویہ پیما جنوں
 پہلی گا دل غلش درد سے تنہائی میں
 کوئی موسم ہو یہاں خاک اوڑا کرتی ہی
 جلوئی کھلاتا ہی چپ چپ کے چاک پڑ
 داغ احسان جفا میں لگا او قاتل
 جسم بچان کو کیا چرخ فی پیوند زمین
 رنگ یک رنگی الفت ہی عیان و نون سی
 اشک آنکھوں سی گری قطرہ کو ہر کو
 ای جنوں اب تو نہیں عذر خطا کی حست
 ٹوٹنا آبلہ پا کا نہیں ہے بیکار
 ہمکو آرام اسیری ستم دشمن ہے
 گریہ ہی ہی اوت عرض تمنا تسلیم

امتحان لاکھ کری گردش دوران اپنا
 ملک الموت ہی شرمندہ احسان اپنا
 منہ تو بنوائی چہن میں گل خندہ اپنا
 دل حاسد سی سوانگ ہی ندان اپنا
 دامن سج قیامت ہی گریبان اپنا
 منہ دکھائی مجھی کیا عمر گریزان اپنا
 چھپ گیا کور میں اگر تن عریان اپنا
 اپنی ہمراہ ایی پہرتی ہیں ندان اپنا
 پہنی دو سینہ مجروح میں پیکان اپنا
 زاہد خشک کا سینہ ہی بیابان اپنا
 عوض جان کوئی معشوق ہی تھماں اپنا
 زخم ہفتی ہیں تھی لکھی امان اپنا
 وجہ تعمیر ہوا خانہ ویران اپنا
 زلف برہم ہی تری حال پریشان اپنا
 تر ہوا ہی نہ سراسر من مرگان اپنا
 پاؤں پڑتا ہی سر چاک گریبان اپنا
 سر ہر خار پہ رہ جائیگا احسان اپنا
 پای خفتہ کو سمجھتے ہیں نگہبان اپنا
 کہہ چکی یار سی تمہ حال پریشان اپنا

۱۶
 پاؤں سب کچھ تھا مگر وقت سفر کیا کہتا
 اپنی ہستی کی خبر نہ ہی پہر مجھے
 آبرو خاک میں مٹی تھی دم فکر سخن
 داغ او میں ہی ترا چہرہ روشن شفاف
 بخت ہی و شمل بان تھا شرفِ قشت
 بار تھا آنکھ جھکونزاکت گئی بک
 ایک دم ہی نہ ملا روح کو تن میں آرام
 بوسہ شب بہر ولد کی جپ چھپکی لیے
 مشتری زہرہ سہیل مینی صبح امید
 اوس میں ہی لگ تو اعجاز مسیحا امین

۱۷
 اون سی دم ہر کی لہنی در جگر کیا کہتا
 خوشی بیگانہ کوئی اون کی خبر کیا کہتا
 اون کی داتون کو ہلا سلاک کر کیا کہتا
 تجھ کو میں دیدہ و دستہ قمر کیا کہتا
 اپنی سر دیا کو کوسہ دم اثر کیا کہتا
 اوسکو میں بایرون کی مٹی سی کر کیا کہتا
 چار دیوایعنا صر کو میں کر کیا کہتا
 دیکھ لیتا جو کوئی وقت سحر کیا کہتا
 یہ نہ کہتا تجھی اور شک نہ کیا کہتا
 میں لبون کو تری برگ گل تر کیا کہتا

مرکب استاد سی **بہم ہون** زندہ در گور

شعر کہت ابھی تو میں خستہ جگر کیا کہتا

۹

۱۵

فریاد فغان بلبل ناشاد کیے جا
 بہم ہون کہ نہوں آہی ہی گا کوئی مشاؤ
 فریاد ہونا نا لہ ہو یا آہ جگر ہونہ
 گر خون نہیں ہی نہ سہی رسم ادا کر
 جاتا ہی کہان او غم حسانا نہ ادھر آ
 لی تو ہی خبر بلبل ناشاد کی کلچین
 ای دل خرم ابروی صنم میں سحر شام

مہمان قفس خاطر صیاد کیے جا
 ای چرخ ستم پیشہ کچھ ایجاد کیے جا
 جو ہو سکی شمسے دل ناشاد کیے جا
 اپنی سی تو او نشتر فصا کیے جا
 ویرانہ دل کو مری آباد کیے جا
 صیاد کو سمجھا اسی آزاد کیے جا
 کچھ بندگی حسن خدا و کیے جا

شکستِ عدمِ خوبِ سفرِ ہی بکرامی دل سیرِ چینِ گلشنِ بجاو کیے جا

تسلیم اگر حسنِ سخن کی ہی نہ

تو پیرویِ بندشِ اوستا دیکھے جا

۱۱

۱۲

اپنا میں آپ مثلِ کبرآب و دانہ تھا
پامالِ ناز تھا کوئی نگِ حسانتھا
نقشِ دہنِ نہتا میں تمہاری قبانتھا
یارِ خیالِ پریشِ وزِ جزا تھا
میں تھا شہیدِ نازِ مرا خون بہا تھا
میں فی تو ڈر سے سوزِ جگر بھی لکھا تھا
اتنا غورِ حسنِ شکیبِ آزما تھا
اس کاروانِ کو پاسِ قایِ در تھا
مطلبِ کچھ اور تھا یہ مدعا تھا
نالہ شکستِ شیشہِ دل کی صدا تھا

احسانِ زرقِ غیرِ سی میں آشنا تھا
تیری قدم کو چھوڑ کی جا تا کمان میں یا
کیون تنگ اس قدر ہستم ہر نے کیا
مستی میں جو کیا ہی کسی یاد ہی محاف
سمجھے وہ مدعی مجھی جھٹھ میں کس لیے
کیون آگ بن گئی وہ غلط شو ویکھ کر
پہلی ہی تھا خیالِ جوانی او نہیں کر
سانسین نکل گئیں دلِ لان کو چھو کر
تکلیفِ گریہ و ملی و نہیں فرماؤنی تو کیا
کیون سکی رو و یا بیتِ نا آشنایِ رحم

تسلیم بات بہر وہ رہا گرمِ اختِ ملاط

دیکھ اچھو وقتِ صبح تو پہر آشنا تھا

۱۱

۱۲

ہای جو خاطرِ بیرِ حسم میں آیا آیا
نہ کہی لب پہ مری حرفِ تمنا آیا
ہای خنجرِ بھی مری خون کا پیاسا آیا
مشک سی کا تپِ رتِ فی بنا یا آیا

بدکسانی نہ گئی لاکھ میں سمجھا آیا
میں وہ محرومِ ازل تھا کہ بنگِ تصویر
او گل پڑتا ہی ہر اکدم کمرِ قاتل سے
ہفتینِ خال نہیں مصحفِ رخ پر اوسکی

بزمِ زندان میں تہنہ نہ کہی ہم بیٹھے
 اور کیا حال کہوں ضعفِ جگر کا ظالم
 ہوں وہ میکش کہ جھی ویکلی ساتی فی کہا
 دم لیا تہانہ عافی و مطلب پہ ہنوز
 پرو ہے ہی اثر بی اثری نالوین
 صدقی مین اپنی اہل کی کہ پشیمان ہو کر
 برسوں اس عالم فانی میں بسر کی لیکن
 کفر و دین و دوزخ کو چھوڑا تو خدا کا ملا
 شوقِ پاؤں میں موج بھی صدقی گروہ
 اپنی غفلت کی میں صدقی کہ تہا اشکوہ
 پیشِ عشق سعی کسکو ہی غذا کی حسرت
 بی نشانی سی مرا نام ہوا نویسا میں
 بعد مدت نظر آتا ہے مری پہلو میں
 ہر طرف رنگ و رنگی ہی چمن میں پیدا
 بی نشانوں کا زمانہ میں ہوا میں بہر
 منزلت و ایہ کاشتر مندہ ہوا طفلی میں

جامِ پہلو سی اوٹھا مایہ مینا آیا
 سو جگہ بیٹھ کی لب تک مہی نا لا آیا
 دخترِ زوہ ترا چہ سہنے والا آیا
 کہ غم یاس مری بخت کو روتا آیا
 پہر کسی پر دل محسوس متنا آیا
 وہ بھی بالین یہ مری بہر شامت آیا
 آج تک حضرت موسیٰ کا کو نہ مرنا آیا
 کام اپنے تویہ کعبہ نہ کلیسا آیا
 کون مجبوب نہانی لبہ ریا آیا
 ایک دن بھی نہ قریب لب گویا آیا
 بنگیا پہالا جو منہ تک مری دانا آیا
 میں بھی کہنی کی لپی صدقہ عتقا آیا
 آج کیا جی میں تری او دل شیدا آیا
 کون اس باغ میں ای دل گلِ آشنا آیا
 ویکر نقشِ قدم کو مری عتقا آیا
 روح کی ساتھ عدم سی غم دتیا آیا

تہا وہ سرشتِ واوی محبت تسلیم
 ویکر مجھ کو گلے ملنے بگو لا آیا

۳۵

۳۶

کیا کہوں میں دل بیتاب میں کیا کیا آیا

شکوہ سیابی میں وہ شوخ جو تہا آیا

منگی تفریر مری کہتی ہیں گل غنچوں ہی
 اونکی آنکھوں میں بھی نسبت مجھ سے کیا
 میری کہنی سے بکڑا تھا دل شمع منور مست
 سرنج ہی کو سون مرخار بیابان خون سے
 تمام لی دل کو ذرا شمع کہ مشکل نہ پڑی
 وعدہ حشر بھی بن جائی گا اک حرف غلط
 نفس چہند ہی یہ لالہ و گل کا عالم
 میری ہستی تھی یہاں میں صفت تو ہے سجا
 ادب پادہ پرستے نے یہ تیرے بھشتا
 سجدی کرنا ہوں بتو نکو یہ خدائی قدرت
 لور قیون ہی وہ کہتی ہیں جلا کے لپی
 میں تو خود سوختہ جان خستہ جگر تباہ عالم
 کون دیکھی گا اویسی تاب نظارہ ہی کسی
 روتی ہیں دیکھی روتی ہوئی مجھ کو کیوں لوگ
 یہ غلط ہی کہ حسدینوں سے حذر لازم
 نازیر جیسی یوسف نہا و تھا حسرت سے
 بن کی سوز دل پروانہ تری محفل میں
 وحشت انگیز مری وحشت کچھ بڑی نہیں
 ہوں وہ دیوانہ عریان کہ عدم ہی تسلیم

ایک اس باغ میں یہ بلبل گویا آیا
 کس طرف وہ بیان ترانہ گسٹ شہلا آیا
 تونی دیکھا بت ہر دم کا وعدہ آیا
 اس طرف بھی کوئی پامال نہیں آیا
 دیکھ وہ شوخ ادا کا فخر ترسا آیا
 بل یہ چس و زمزم جریخ زریبا آ گیا
 کچھ نہ ہوگا جو خزان کا کوئی جھوٹا آیا
 اپنی ہنسنے پہ ہمیشہ مجھے رونا آیا
 سر جو کا تار با جو سامنی شیشا آیا
 آگے میری مری تفتدیر کا لکھا آیا
 خواب میں جا کی اویسی اور بھی تھا آیا
 تو جلانی بھی کیوں وارغ سویدا آیا
 ہمنے مانا کہ دم وعدہ فروا آیا
 اشک کی ساتھ کوئی پارہ دل کیا آیا
 روکنے سے دل وحشت نہ وہ و دنا آیا
 چاک دامن کی طرف دست زینا آیا
 میں جگر سوختہ دل غمگین آیا
 آج دامن میں طرف نجد ہی ہوتا آیا
 پردہ پوشی کو مری دامن صفا آیا

ضعف عالم دکھا یا قید میں تشہیر کا
 حال صوفی کا مزادیتی ہی لہفت و فتنہ
 بڑ گیا ہی کسکی چشم شوخ کا تیرنگاہ
 ہوں تو بطلب کسی مطالب کچھ طلب نہیں
 کیون نہ بینی سی لگا لون آن روی وصل میں
 کسکو جینے کی تمنا ہی فراق یارین
 خاک میں ملنا گوارا پر نہیں مجھ کو دماغ
 فوج کرتا ہی مجھی فرقت میں میرا پیر ہن
 ہای مرنی ہی دی کی خوبی قسمت مجھی
 کیا نشان بی نشانی چوڑ جاؤں ہرین
 کوئی کیا بھی ادا شور لب خاموش کی
 کسکی آمرش فی تختی بیگناہی کی مز
 بڑہ چکی حباب سین دی چکی عیسی جواب
 بسکہ ہوں طفلی سی تلخی استغاثی و غم
 عمر ہرند بیری بکڑمی می سامان وصل
 گرم فقری سنگی تیری حل ہوں گل بزم میں
 عالم بالائین ہی نکلا نہ کوئی داورس
 ویکتا ہی ضعف سے لیکن بتا سکتا نہیں
 تاز کرتی ہوگی رحمت خدا کی سامنی

شور ہی آفاق میں غلابی پنجب کا
 وجد میں لاتا ہی دلکو زخم تکیہ کا
 دیدہ آہو ہی روزن سینہ شیر کا
 نقطہ شک مجھ کو سمجھو خامہ رفتدیر کا
 تیری پہلو کا مزادیتا ہی پہلو کا
 چارہ گرا حسان نہ لی دران بی تاثیر کا
 فوجوانی میں دھماؤں ناز چرخ پیر کا
 یان گریبان ہی گلی میں امن شمشیر کا
 نزع عین ستا ہوں آتا اوس بیت بی پیر کا
 خواب ہی وہ ہوں شرجس میں نہیں تعبیر کا
 میرا ہر تالہ ہی نالہ بلب تصور کا
 بڑہ کیا کچھ اور دلکو وصل تقصیر کا
 ای اجل اب نازا وٹھو اتی ہی کیون تاخیر کا
 خون دل پینا مزادیتا ہی مجھ کو شیر کا
 دای نادانی کہ پر قائل نہیں تقدیر کا
 میں ہوں پرانہ چراغ شعلہ تقریر کا
 ہو گیا دل سرو اپنی نالہ شبگیر کا
 ہوں مگر خواب پریشان دیدہ زنجیر کا
 دیکھنا واعظ و بان رتبہ مری تقصیر کا

۲۲	ہمراں دشت ہی کوئی نہ آیا تا وطن ننگ لا یا جو شین باد می حشت طرح نہینختے ہیں لوگ بجو داغ ہی بیکسی پہیر کر سنتا ہوں افسانہ جنو نکا قید میں کنبہ مدفن بنا جب ملک یا میر خاک میں	۲۱
۲۳	یاروں میں بھی شیشہ ساعت ہوئی تو کیا نکلانہ گہری فاتحہ پڑھنی تمام عمر بہر حال میں جلی صفت شمع رات بہر کیا فائدہ کفن ہی چہا کر جو منہ چلی جو جو عذاب قبر میں ہوئی تھی ہو چکی محرم و دیدہ گئی اعمال کی سبب گلچین نے نسب کو پھول دی ہجو داغ دل	۲۰
۲۴	کیا مر کے شکل روز تہمت میں دیکھتا تسلیم یوں سحر شب فرقت ہوئی تو کیا	۲۰
۲۵	دل پر خون میں سیر سلسلہ ہو نکلا ہنس یا میں صفت زخم جگر خون و کر وہ تہی بخت ازل تہی صفت چشم جاب	۲۱
۲۶	پارہ لعل چرخ شب کیسو نکلا عین تکلیف میں آرام کا پہلو نکلا لاکھ ہم پہوٹ بھی ایک آئینہ نکلا	۲۲

مار ڈالا لب جان بخش کی باتوں فی نحو
بذربانی سے کیا اور زیادہ مفتون

میری قسمت سی سیجا ہی ہلا کو نکلا
حرف و شنافم ہی تاثیر میں جاو نکلا

لاکھ احباب فی چاہا مگر ایک تسلیم
اوشی ہرگز نہ کوئی صلاح کا پسو نکلا

۲۳

۲۴

مضمون نہیں لکھا وہن پیشال کا
نحسار آتشین پہ نہیں دانہ خال کا
اللہ ہی عروج تری پائسال کا
دامن کہیں پڑا ہے گریبان کسی پہ
مگر ہی داغ عشق پری وہی جلوہ کر
تہا شیفہ جو کیسو برہم کار و جگر
تشبیہ دی جو ابرو جانان سی جل کر
تقلید سی نصیب ہوائی صفت محال
کیا خوب بوسہ لب جان بخش اور تم
عکس رخ حسن سے اوچ جانے کیسے
یہ نہیں وہاں یار کو ثابت نہر کا
ثابت ہوا سکوت متاع صد سی
خونریز و کینی کی نہا شہر پسندین
کاہش سی اب تو ہون تجھی موی میان کھیل
مواہب سرخ ہی تری زلف سیاہ میں

عقلا شکار ہی مری دامن خیال کا
پروانہ جل بھگا کوئی شمع جمال کا
ہر ذرہ آفتاب ہی چرخ کمال کا
میری جنون میں جو ش ہی کئی خیال کا
وکیہا نہ سنہ کمال فی میری زوال کا
دینا پڑا حساب مجھی بال بال کا
ملتا نہیں مانع ملک پر ہلال کا
وکیہا نہ سنہ ہلال سپر فی کمال کا
سچ ہی نہیں جواب تمہاری سوال کا
پردہ ہی مہر کا تو گریبان ہلال کا
کیا کیا خیال تھا مجھی اپنی خیال کا
بہر تا ہی سنہ گہری خدائی سوال کا
کشتہ جہان میں کون ہی تیغ ہلال کا
مجھ تک گذر نہیں ہی میری احتمال کا
یا سر چڑیا ہی خون کسی پایمال کا

انکھون میں کہہ کیا صفت سے مہر کی خاک
روڑا زل سی قید ہوں آزاد کی سدا
پالا ہوا ہی عیش کا کس طرح خون تہین
شاخ شب فراق کا دل ٹوٹ جای گا
مرکز ہی جستجو کی تہستانہ کم ہوئے
ہر سمت جلو ہا ہی معافی کی دید کر

رتبہ ملا زوال سے ہر کوئی سال کا
کہ گہای تن پہ دیکھ لو عالم ہی جال کا
خوگر یہ دل نہیں وہی سنج و بلال کا
مژدہ نہ دیکھی شمع وصال کا
اوڑتا پہر اخبار نری پالیس سال کا
گہونگٹ اولٹ دیا ہی عروس خیال کا

تسلیم زابدون کو سب ارک غور زہد
مجھ کو تو آسرا ہے محمد کے آل کا

۲۵

۱۵

غفلت عشق میں سب کو بکا ہوں کیا
دل میں انصاف کرو سنی کیا ہی بیوش
بچھ کر تی ہی کیا ویکہلی گل کو بلبل
کل تو تھا غفلت جام می پر جوش کا عذر
پہر ہی چینی کے تہا دم محشر افسوس
جب میں کہتا ہوں کہ تم بول گئی عہد وفا
کیا کہوں کیا ہوئی راحت ہی نی ہی مجھ
ہر طرف کیوں نگران ہی شہنشاہی میں
آپ آیا خبہ وصل نہ لایا قاصد
ہا ہی ری بخودی شوق کہ اپنی ہرین
آج تک پہر کی نہ آیا سو پہلو شاید

ایک تم یاد رہی سارا جہان بھول گیا
تم ہی کہتی ہو کہ تو رہم فغان بھول گیا
دو ہی دن میں ستم و درخزان بھول گیا
آج ہی تو مجھی اوپر پیر نشان بھول گیا
گو رہیں میں ستم عمر روان بھول گیا
کہتے ہیں کہوئی ہوئی شبی کہ بھول گیا
یہ تو ظاہر ہی کہ سب درد نہان بھول گیا
چشم بیدار تجھی خواب گران بھول گیا
چارہ در دل غمزدگان بھول گیا
خانہ یار کی سب نام و نشان بھول گیا
مجھ کو میرا دن بیتاب کو تو ان بھول گیا

تیرم طینت ہین سو اسکر لوشنی ظالم
پوچھنی سیکڑون ہر باوہن اقص مجہ سی
ہوئی مین شلم جدائی کی موزن ہکا

خاک مین تل کی مجھی جو رہتاں دل گیا
خانہ ویرانی اگر میر اسکا ان ہول گیا
رنگ بدلا یہ سحر کا کہ اذان ہول گیا

ایک مدت ہوئی پوڑی ہوئی فن کو تسلیم
کیا کہیں شعر کہ انداز بیان ہول گیا

۱۲

ہمپا حسان ہی مزار پاک کا
ہون مصیبت دوست بہر عیش مین
صورت شعلہ ہون مین نازک مزاج
کونسا دل سوختہ مدفون ہوا
فرح ہو کر ہے نہ آزادی ملے
نے ثبات سے ہی ثابت نہ گے
اوڑکی پونچھے استان یارتک
ہون وہ خود ہین سامنی ہنگام فرح
وای بید روی نہیں کوئی شریک
لوگ رو دیتے ہین مجھ کو دیکر
مرگ سی شرم گنگارے بڑے
جیتی ہے صورت ندیکھی بعد مرگ

خاک نی پردہ کیا ہے خاک کا
نشد ہون اپنی دل صد چاک کا
نازاوٹسکتا نہیں پوشاک کا
بچھو دھوان دیتا ہی پہلو خاک کا
طوفان گردن علقہ ہی شراک کا
وعدہ ہون وصل بیت بیابان کا
حوصد دیکھو ہمارے خاک کا
آینہ ہی خجہ سہتاک کا
ماہیم صبح گریبان چاک کا
ماجرہ اہون خاطر عنناک کا
روز و شب ہی منہ پہ دامن خاک کا
لیا رہے ہین بوسہ روی خاک کا

خون کیساتلیم روز حشر سے
گرد دامن ہون شہ کو لاک کا

ہین غیاں برہمنی و ہری سامان کیا کیا
 شمع شہر و زہلا شام بہت بہت
 دی جو و دور دل پروردہ غم سی شب
 یکمان ناز سی کہتا ہی شہر صلیت ہین
 ہای ی ضعف کہہ اشک احسرت
 بی اجازت جو دربار کا کرتا ہوں پتلا
 سخت جانی کی ارادی نہوئی آتی ہی
 طعنہ ملی اثری نی جو نہت نہتے
 غم مقتول مین اک ترک حنا کی تو کیا
 دلف لہرائی جو رخ پر مجھی آ یا افسوس
 چل گیا آج کوئی غیر کا افسون نہ
 سیکڑون طرح کی صد شب رقت نہوئی
 یونہی شہنشاہ شہادت جو رہی گایلم
 پتک ہی ہی پیش سوز و روت ہی ہر
 ساتھ زخمون کی مجھی ہی چلی آتی ہی
 شب ہی شوق مین تھا سوز دل و آن
 خویش و بیگانہ مجھی و نون مجھی ہین لیل

چشم واد بہتی ہی حواہ پریشان کیا کیا
 طول و ملائی ہی لبت شب چہر کیا کیا
 بکری ہن ہنکی تری زلف پریشان کیا کیا
 مینری ارمان کی سواہین چہر کیا کیا
 نگران ہی طرف گوشہ و امان کیا کیا
 گورتا ہی نگہ قمر سی دربان کیا کیا
 رہ گئی قاتل ہر رحم کی ارمان کیا کیا
 پانی پانی ہوئی اشک سر مرگان کیا کیا
 رنگ لائی گا ہی خوب شبیدان کیا کیا
 ہای کافر فی لمی بوسہ شہد ان کیا کیا
 کل تاک تہی ہی شمع شہر کیا کیا
 کیسی کس کو بیان کہی ہی بیان کیا کیا
 ہون گی آباد ہی شہر خوشان کیا کیا
 نالہ آتا ہی جگر سی قاتل نشان کیا کیا
 گد گدائی ہین جگر کو تری پیکان کیا کیا
 گر میان کرتی رہی شمع شبستان کیا کیا
 موت آتی نہیں ہی عمر گریبان کیا کیا

قتل سی پہلی جہکا ہی سر شہنشاہ سلیم
 تیغ جلا دا ہی سی ہی پشیمان کیا کیا

عزت زدی کا بخانی میں طفت آکر اٹھا
 نیم نسل چور کر کیوں دیکتا ہی بار بار
 اضطراب دل کی صدقی دیکھتا بوت کو
 مختصر کر طول و نکودام میں لاتی ہی کیوں
 مجھ تو پیشہ سی آئینہ رو چہ پنا محال
 جز پیشانی نہیں غفلت ساری ہر بین
 مرنی ہیں دن رات تر زمین کان پر ابل نہ
 وای غفلت دتی ہیں باریں ساحل کہ بجھے
 کوی جانان میں بھی شست نہ دمنی پا
 دیکھنی والی ہیں ہم ہی تیری چشم ناز کے
 سبزہ روئیدہ بس ہے پردہ پوش بکسیاں
 کٹ چکی شام جدائی صبح وعدہ قریب
 بزم نوشا نوش میں اعطایاں نہ کیا
 بعد مردن بھی ہی باقی وہی گشتگی
 دیکھ کر آپ بکا کو مانگ مرنی کی عبا

خمسر شیشہ ہوا تعظیم کو سا عزا وٹھا
 حوصلہ کچھ اور باقی ہو تو پھر خیر اٹھا
 بہر استدعال شور و فستہ ششراوٹھا
 پاؤں پر پڑ کر نہ اتنا زلفت پر خم ہواٹھا
 پردہ چاہی چور چاہی سدا سکن اٹھا
 جو یہاں بیٹھا کف افسوس ہی ناکر اٹھا
 کیا یہ تعمیر گلی لیجا ینگی سر پیا وٹھا
 کشتی عمر روان کا جس گڑی لنگر اٹھا
 اگر وہی مانت بیٹھا صورت صرصر اٹھا
 دی اگر خصلت حیا گردن ذرا اوپر اٹھا
 ای صبا تربت سی مہری پھول کی چار اٹھا
 اور دم بہر صدمہ فرقت دل مضطرب اٹھا
 طاق نسیان پر کتاب پندر کہیا غراوٹھا
 خاک سی میری بکولا کہا کی سوچ کر اٹھا
 تشنگی کی ناز گرد و چشمہ کو شراوٹھا

ناکجا مہا نسر ای دہر میں تسلیم خواب

دیکھا آغاز بحر بیدار ہو بستر اٹھا

۱۶

۱۷

حشر برپا کے دم ہی کو چہ قاتل میں تھا
 پرورش کی ہی کنار بھکاری نی مری

ایک شور بھکاری سو وہ میری لید تھا
 ہوں وہاں مان توں جو پیشہ نسل میں تھا

کوئی صحبت ہو بھی چسپ کرتا تھا دیکھنا
 انکی تہنی ہا ہی جو تڑو کو کیس لکھا
 تہا نزل ہی میں پسند خاطر افتادگی
 شور بخشی فی کہا محرم عرض حال سے
 عاشق و معشوق ہوتی ہیں مقرر راز و ان
 شہرت بی اعتباری تھی جو حسن و خشنوع کو
 قسمتوں سے ملے ہوئی ورنہ بلا تھی ہر عشق
 غلط ہی یاد کرتی تھی مجھی تم بھر میں
 تہا تمنامرگ کی پرول میں حیلہ ساز

میں ہی گویا رنگ محفل تھا کہ ہر لہریں تھا
 آج وہ اسان نہیں کہلاتے میری ملیں تھا
 خاک میں ملنا بزرگ شاکت و کل فرین تھا
 ہر حباب بحر بخالہ لب ساحل میں تھا
 کہہ ہی ہو تم وہی جو آج میری ل میں تھا
 نجد میں لبلی تھی مجنون پر وہ محل میں تھا
 راہزن ہیر تہا رہن خضر اس منزل میں تھا
 غیر الفیض تہا جو آپ کی میں ل میں تھا
 مطلب آسان تہا لیکن پر وہ مشکل میں تھا

وہ ہوا تسلیم ثابت مجھ کو نفی غیبر سی
 حق تو یہی حق ہی پہناؤ وہ ہال میں تھا

۲۲

۲۲

پر خیال لب برہم مشک افشان ہو گیا
 ہجر میں خنجر ہلال عید قربان ہو گیا
 جب کیا شیر پس من بنی تری مارا پڑا
 پامی قاتل سی اوٹھا سر سبکدوشی کعبہ
 آشنای لذت زخم جگر طفلی سی ہون
 تافک پونچا ہی ہر گوش سین ہم اشک
 لاکہ چاہا پر نہ نکلا سینہ صد چاک سی
 لی ہا ہی مرگ کی غیند میں ہر اک طفل ہر شک

پر مرا مجسمہ سوئے خاطر پریشان ہو گیا
 غیب سے پیدامری مرنی کا سامان ہو گیا
 برگ خنجر تیر شاخیں غنچہ پیکان ہو گیا
 سا پیشیر مجھ کو بلدا احسان ہو گیا
 شیر کا قطرہ مری سنی میں پیکان ہو گیا
 کم ہی ہونی پر یہ قطرہ ایک طع فان ہو گیا
 در و دل مہی آپ کی طہنی کا ارمان ہو گیا
 گوشہ دامن مرا شہر خموشان ہو گیا

سیکڑوں کہا تا ہی میں اعتبار آتا نہیں
 انگلیاں اڑھتی ہیں جہنم پر پیکل ہلال
 پرورش کرتا ہی میری آہ کس کس پیار
 شہک یا ہی اک جان سونول بہت ہے
 کہ کیا دل میں جیناں جان فی ہفتہ
 التفات عشق سی دل کی خرابی ہی ہے
 داغ ناکامی غم فرقت جت ساری آرزو
 اک بہار تازہ ہی رنگین اب الی یار کے
 قتل ہی ہو کر کیا دشمن کو ہمیں سرفراز
 اعتبار ظلم کو یا انتہائی حسرتی
 دی کہی تکلیف صرصرنی کہی برسات
 اس قدر ہو ہی لپی سنگت ولد ار کی
 انتظار یار میں امید فی مارا سے مجھے

وعدہ محبوب ہی اہد کا ایمان ہو گیا
 ہفتہ درمیں کم ہوا او تنہا ایمان ہو گیا
 حلقہ زنجیر آشوبش عزیزان ہو گیا
 آفتاب صبح محشر داغ پھان ہو گیا
 رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہو گیا
 یہ وہ گہری جب ہوا آباد ویران ہو گیا
 ایک اس دل پر نہیں کس کس احسان ہو گیا
 داغ الفت سی مزانینہ گلستان ہو گیا
 خون اپنا خلعت شمشیر خزان ہو گیا
 چار آنکھیں جب ہوئیں میں خویشیاں ہو گیا
 میں چراغ تربت کو غریبان ہو گیا
 بدگمان آخر مری جاوے دربان ہو گیا
 پہر کیا جو دم دہن تک کی بیکان ہو گیا

اب کہاں تسلیم لطف صحبت جام و سبو

چند دن احسان و وارسی فرودشان ہو گیا

ملا

ہیں اشارت میں نقش سر کی پہلو پیدا
 ایک عالم پہ نہیں حسن و رنگ تیرا
 یا کونسی لب گلین کے رولانی ہی مجھی
 چاہتا ہی دل سونول ہو اسیر کا کل

بات کرتی ہی تری جہنمیں پرو پیدا
 فتنہ آنکھوں سی کہی ہی کہی جادو پیدا
 صفت لعل میں ہر آنکھ سی آس نو پیدا
 حسن کہتا ہی چراغ شب کیسو پیدا

پیشتر مجھے مرئی مرنی پاسے شہرت
 گر چہا مجھ سے تو کیا بہر نکاش صبا
 مژدہ ای دل کہ بر بھی تیری تپنی کی جگہ
 سرمہ آنکھوں میں لکایا تو یہ بھی عاشق
 یہ وہی لب ہیں جو اعجاز کا دم بہرین
 آہ و رونی کی شبہم فی چین میں کہلی
 درو پہلو میں غلش و لمین غرض عالمین
 پردہ گل میں بھی پڑھوری نکلتی
 کیا کہو جیل میں کس کی بدولت بیوش
 ہمسری کیا قد موزون سج کری گایری
 طائر جان پی پرواز عدم مقتل میں

گل سی پہلی ہوئی اس باغ میں خوشبو پیدا
 صورتِ رشتہ تسلیم ہوا تو یہ
 چاک پہلو سی ہوئی وسعت پہلو پیدا
 عین وحشت میں ہی گردِ رم آہو پیدا
 انہیں آنکھوں میں ہو کر تھی ہیں جاو پیدا
 چشمِ نر کس میں ہوئی غیب سے آنسو پیدا
 کچھ کچھ کرتی رہی جنیشا برو پیدا
 چپ کے نظر تو ہوا و روہ ہر سو پیدا
 ہوا کرتے ہے کیفیت جاو پیدا
 چال تو پہلی کری سرو لب جو پیدا
 اوڑکی کرتا ہی پر تر سے بازو پیدا

مازارِ بابِ ستر کی نہ اونھی ای تسلیم
 مرئی جبکہ ہوا یہ سرخ جفا جو پیدا

۱۱

۱۲

پہر مئی شِ جنون کا چار سو چرچا ہوا
 پہر ہی بندہ نوازی ناصح شفق فی کی
 پہر قدم رنج کیا بہر خلش قصاوتی
 پہر ہوئی پردہ وری شامِ مصیبت و لکیر
 پہر ہی جانا ہی مجکول حسدوں کی طوت
 پہر کمانی مجکوبیاہنی تی بجلی کی ترپ

پہر جان میں شوری تسلیم کو سودا ہوا
 پہر مری بالین یہ ہنگامہ وہی پر پا ہوا
 پہر بھی شتر زبان طعنہ اعدا ہوا
 پہر گریبانِ سر کی طرح میں ہوا ہوا
 پہر کسی کی چاہنی کا حوصلہ پیدا ہوا
 پہر مار و ناہیب نہ ابر کار و نا ہوا

پہر ہوا میں تازہ پروار فریب بخش غم
 پہر وہی بی اعتباری عشق فی سببِ محو
 پہر بتوں کی لہجہ انی سنگی ہوتا ہوں خوش
 پہر شکستا ہی مری تگہوں میں سامانِ طرب
 پہر محبتی بھائی کوئی بختِ خوابِ خیال
 پہر عدوئیں سنگی خوش ہوتی ہیں میری حال کو
 پہر رنگِ قسینِ حشری ہوا آرامِ دل
 پہر بھگتا ہوں اجل کو جہل عمرِ عزیز
 پہر کسی کی نظاری فی بنایا بستہ
 پہر بھی تازہ عدو و جنیب از گور ہی
 پہر ہوا جامی سی با ہر گت گلِ طرح
 پہر ہی کوئی بختِ صورتِ نمای تجو دے

پہر رنگِ خمِ خونِ رقی لگا ہنستا ہوا
 پہر میں اپنے وعدہ محبوب کا شکوہ ہوا
 پہر خدائی ویکتا ہوں میر میں بیٹا ہوا
 پہر بلایِ جان خیالِ شیشہ ویدنا ہوا
 پہر بنا افسانہ میں تقدیر کا بھولا ہوا
 پہر صدایِ خندہ معشوق میں گویا ہوا
 پہر غزالِ وادیِ غربتِ سگِ سیلی ہوا
 پہر امیدِ التفاتِ مرک چربینا ہوا
 پہر رنگِ چشمِ روزن چشم کا حلقا ہوا
 پہر بدولتِ آسمان کی خاک میں ملنا ہوا
 پہر کسی کی جھو میں کو بکو پہرنا ہوا
 پہر کسی کے یاد میں ہوں آگے بھولا ہوا

پہر سکوتِ مدعا قبل لبِ اظہار ہی

پہر حبا کہتی ہیں تسلیہ تکو کی ہوا

۱۶

۳۲

رنگِ لائی کا مقرر رنگِ لانا یار کا
 ہایِ جببِ بینی سنا مقتل میں آنا یار کا
 اب تو کیسان ہی مجھی آنا نہ آنا یار کا
 ہی فلک میرا نشانہ میں نشاننا یار کا
 کہ ہاں سے نہیں آئیں وہاںنا یار کا

خونِ ولایتی کا مجھی مہندی لگانا یار کا
 سرکھت وورِ خوشی ہی سہمِ استقبال کو
 نزع میں نظارہ دلدار کی وصتِ کمان
 ناوکِ فکرن ہی مجھے پیرا کش ہوں چین
 مہندی سا سنو پیر کمان ہر دہری مجھی

مرک کی باعث ہی یاد و بھجانی بعد مصل
ای غم تکلیف و دوری توان ایسا نہ
حشر تک خوابیدگان خاک کا اٹھنا
آتش باقوت شک و دوسرے ہوئی
خاک میری دشت غربت اور الائی صبا
گو بظاہر میری نظرون سے اپنا نہ گیا
خوب و یا قبر میں جسد ملی منکر نکیر
مدعی کو برق خرمین ہم عشرت میں ہوا
چمیرتا ہی ویکہ آشفستہ خاطر اور ہے
حرفِ نصرت سے گپا شہرِ پری پڑا روح

قتل کرتا ہی حیا سی سر جکانا یار کا
عمر بھر مجھ کو ابھی ہی تازا اٹھانا یار کا
سورہی مین چین سی سنکر فسانا یار کا
اک طلسم تازہ ہی مستے لگانا یار کا
مرکے ہی کچھ نہ چھوٹا آستانا یار کا
خاطر ناشاد ہی مشکل ہی جانا یار کا
یاد آیا مجھ کو تہا چھوڑ جانا یار کا
دیکھ کر دزدیدہ مجھ کو مسکراتا یار کا
سر حرہا ہی کس قدر زلفوں کی شاننا یار کا
مرک کا آنا ہوا پہلو سی جانا یار کا

ایک تو محروم ہی تسلیم ورنہ روزِ شب

چھوٹی رہتی ہی زلفِ یار شاننا یار کا

۳۵

کیا کروں اپنی غرض کو میں قیونشی ملا
ہر واد میں اثرِ سم ہی گمان ہی مجھ کو
عام ہی دولتِ نظارہ دمِ محشر ہے
ما تم مرک ہوئی عید کی شادی مجھ کو
کار سازی تو بہت کی ہی سنی یاشنی
دشت میں پس جب آ یا تو بکولا آیا
مکتب عشق کی تعلیم نہ چھو تسلیم

تب کہیں اسکا پتا آج نصیبو نشی ملا
ملک الموت کہیں ہو نہ طیبو نشی ملا
آج تو آنکھ شہ حسن حبیبو نشی ملا
جب گلی دوڑ کی وہ اپنی قریبو نشی ملا
شورِ فریاد مرا اسکی نصیبون سی ملا
عمر بھر مین انہیں بکشتہ نصیبو نشی ملا
جو ملا مجھ کو محبت کے آویسو نشی ملا

کیونکہ ہاں غم پر عالم بھی قاتل نور کا
 حشر میں بھی کشمکش عشق کی پیش نہیں
 اس طرح دنیا سہی یا گور تاکہ مر کی نہیں
 ساقیا سست لہو کیوں کیا کیوں بیکثیر
 یاد آتی ہی بیون کی ستر سہری کی ہی
 عالم اسباب کی ہی نیست اسباب حسن
 ہی اسیدِ وصل بایں نامرادی و درود
 اسقہ گہر تکی کیوں ہو تھر جہاں ہی تو جا
 و تلو ہی ظلمت سیخانی کی میری کہ نہیں
 مر کی ہی برہم مزاجوں ہی کار بطکم
 ہی کیا پہون کامری فریاد فی سکر جسے
 مال ہو ذی نوش کر بخوت پرش ہرین
 ہاں ہی ہمدردی الفت کے جاننے لگے
 بیکننا ہی ویکہ وظالم کہ میری حال پر
 کون ہی حمان مری کہ کون فیض حسن
 اسقدر نازک مزاجی نی مجھی کیسے چاہی
 نی فتنہ جل ہاں ہی کچھ ہوانہ یتا نہیں
 تم جو مثل قس غم مجہ تیرہ سمت کا کرو
 کیوں خوشی ہستی ہی بھیر پکیرنی ہی نہیں

کیا زبان تیغ فی چاٹا ہی پتھر طور کا
 رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
 جیسے منزل پتھر کا ماند مسافر دور کا
 جانی لہ پلو میں شمشیر ہی قہی انکور کا
 کیا ہی عین جلتا ہون نام ہاں ہی جب کا
 پاک ہی آرائش شانہ سی کیسو حور کا
 دل مرا گہری خیال شاہد سستور کا
 اور ہی دم بہر کپڑا عاشق رنجور کا
 ہو رہی ہی چاندنی دامن شب بچور کا
 استخوان اپنا ہی گاشانہ زلف حور کا
 دم بخود ہی صورتیں نالہ ہاں حور کا
 گہر بنا ہی لوتنی کی واسطی زنبور کا
 تیرہ تختی فی لیا دامن شب دیجور کا
 خون بہر لایا ہی دیدہ جو ہر ساطور کا
 روزن دیوار پر عالم ہی چشم حور کا
 جانتا ہوں نازا و ٹھانا کام ہی دور کا
 طور ہی میری چراغ دل میں شمع طوکا
 خیمہ لیلیٰ ہی دامن شب و بچور کا
 دل غنی کا ہون میں اراہون ہمیدور کا

<p>عاشق ہون و نون بکیان فقط التناہی ق پانوں جیل چل کر لہو بہتا ہی شمع قیدین وہ شوشی آشنا ہون ہی محنت کے صدا</p>	<p>مین بتو کا شیفہ دیوانہ زاہد حور کا دیدہ زنجیر اپنا دیدہ سب ناسور کا کاسہ سر کو بنائیں کاسہ گر تنہور کا</p>
<p>۳۶</p>	<p>اک بیت پر نور ای تسلیم ہی پیش نظر آنکھ کا ڈورا نہیں رشتہ کی شمع طور کا</p>
<p>اور کیا کا ہیدہ ہوتا لاشہ مجھ کے زور کا گہائی گہائی شمع کی مانند آخر جیل بچسا سوز غم سی ہون میں افتادہ سراپا ابلہ دکھنی کی خفا و جتنی میں شب بھر ضعف میں اف کوئی ندان سی ہلکوم نہیں بیکسوں آج رونی کوئی آنٹی گل ضرور نا توانی فی جگہ دنیا تو ان کی آنکھ میں کیا کری شکوہ مری روز محبت کا کہ میں نا توان ہوں زیرِ خاک مدفن بعد مرگ کوئی صد مہر می فلک شکوہ بان تک می کیا کسیچ لایا فاتحہ خوانی کی جلی سی نہیں وصف میں انکی وہاں لکے کیا کہولی بان</p>	<p>سایہ ہی جای کفن مرگان چشم مور کا منہ ندیکہ میری لاشی فی وہاں گور کا شیر کا ناخن بھی ناخن ہی پای مور کا خانہ آئینہ میں حصہ ندیکہ سا چور کا طوق ہی گردن میں حلقہ موج آہ مور کا بی سبب ہنسنا نہیں میری چراغ گور کا میل سرمہ ہی تن کا ہیدہ چشم مور کا بنگیا ہون آبلہ بینی وہاں گور کا بارہی سایہ بھی مرگان چشم مور کا میں لب تصور ہوں غم گزین میں شور کا نقش حب ہی ای اہل تعزیر میری رک نطق کام آتا نہیں بلین پر کشنی زور کا</p>
<p>۳۷</p>	<p>تیرہ دل کو نفع کیا یہ شمع صاف دکھنا بیکار ہی آئینہ چشم مور کا</p>

<p>آہ ٹکڑے کہنے جگر نہوا درد منت کش اثر نہوا پوچھنا ایک طرف خبر نہوا یاد اس وقت بام پر نہوا ایک سے زخمِ کار نہوا حیف اب تک ہو جگر نہوا اثرِ نالہ سحر نہوا آبِ خنجر ہی حلق تر نہوا گرم ہنگامہ شذر نہوا بارِ پاچا باہر شتر نہوا</p>	<p>ہدفِ ناوکِ نظر نہوا کرچکے چارہ گرمیجائے لاکھ فساد کی مکروہ شوخ مہر نکلائی کیا چمک کر حیف ویکہ سے مہربانے قاتل او غمِ ہجر اور کیا کہیے آفرین بادِ تجھ کو محروم تشنہ جانے کچھ اور کر تذمر ہوں وہ افسردہ سنگِ مدفن سے کاش فترت میں دم نکلی تھی</p>
--	---

سجدہ بت کی واسطے تسلیم
 مای پائی طلب سے نہوا

نٹا

<p>مجھ کو ہلالِ تیغِ ہلالِ صفر ہوا نوچا کیا جو قابلِ پرواز پر ہوا دن تو فریبِ وعدہ میں بدل نہوا جب دستِ و پستھکے تو ہمارا سفر ہوا نورِ نظر ہی دشمنِ نورِ نظر نہوا جینا تو بچہ میں تری امید پر ہوا آخر کو باز رفت و بال کس پر ہوا</p>	<p>آئینہ رو کی یاد میں ٹکڑی جگر ہوا کس درجہ تھی مجھی بھی اسیری کی آرزو ویکہ میں شبِ فراق گذرتی ہی کس طرح بیری میں لیچلی ہی قضا جانبِ عدم اندامِ بنا دیا مجھے جوشِ سرشکِ فی ملتا نہیں وصال میں اب کیا علاج جوڑا جو کھل گیا نہ اوٹھی فرطِ ناز سی</p>
--	--

بعد فنا بھی مہین ہی آتش مزاجیان اپنی ہی ہو حصول تمنا محال ہے	نخل چنار سبز مری خاک پر ہوا دریاسی آج تک لب ساحل نہ تھوہوا
۳۹	۱۳
مر کی بھی برون خیال اس بات کا آیا کیا بکتنی بکتنی ہو گئی تھی اس قدر بکتنی کی خو بی اجازت لی لیا تھا ایک سہ خوابین یا کیا صد می خیال یار بھی دیتا رہا کار فرما جتلیک تھی نوجوانی کی اُمنگ کس قدر تھانگ تھی مہین کہ میری قتل وای قسمت وصل کی شرج و تشکین باریک جستجو گشتگے کا عمر بہر جگر ڈار ہا غیر کی بیایگی کا درد پوچھو آنکھ سے کچھ تو تیری نازنی سمجھا دیا تھا ورنہ کیوں غیر کا احسان بھی ملامت آئے سوز عشق کے اُفت می بیتابی کہ مہین ہر روز سہکاتک	مہین لب شیرین پرو گئی زم زمیون کہا کیا مدتوں ناصح مجھی ناحی بھی سمجھا کیا مرتی دم تک مجھی میرا شوق شرمایا کیا روز جوش بخود می مین مجھ کو ترسایا کیا کیسے کیسے رنگ جوش آرزو لایا کیا استخارہ اونکو واجب مہر بہر آیا کیا صبح تک سنتا رہا اور دل مین گہرا کیا روز دل کہو یا کیا مہین و زوہ یا کیا دیکھ کر دامن کو خالی اشک بہر آیا کیا مدعی بنکر مار دل مجھ کو دھمکا یا کیا حشر تک پانی لحد پر ابر نہر آیا کیا شوق مین جایا کیا مایوس بہر آیا کیا
۴۰	۱۴
پیام مرگ جو پیغام پر عتاب ہوا	جواب نامہ مجھے نامی کا جواب ہوا

بنا میں خوبی قسمت ہے چاہا ہوا
 مری سب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا
 حباب بھی مجھی پیسا نہ شراب ہوا
 خیال یار بھی آنکھوں کو میری خواب ہوا
 حباب میں اثر سا غش شراب ہوا
 تمہاری زلف کو ناحق ہی بچ و تاب ہوا
 اوہ ہر نقاب جو اوٹھی اوہر حجاب ہوا
 یقین کیا ہو زمانی میں انقلاب ہوا
 جہان میں ہم نہیں ہونی کی کشتیاں ہوا
 حباب کیا لب جو پیشکر خراب ہوا
 دم اجل جو مری دروسی حجاب ہوا

مٹا حباب کی صورت تو بحر آب ہوا
 بچھا دیا عسرق شرم کی تلاطم فی
 شکست توبہ کی نہ آئی دیکھ کر دریا
 شب فراق میں کوئی نظر نہیں آتا
 نگاہ بست سی دیکھا جو اوٹنی ریا کو
 مثال ہی نہیں عمرِ حضریٰ دی مٹی
 وہ دیکھتی ہیں مجھی میں کفن میں پورے پورے
 ہوانہ دوست مرا وہ کہی بھی نہیں سے
 ابھی سنی دمِ خدام نے یہ آفت ہے
 فنا ہی ساتھ قیامِ جہان فانی کے
 دکھایا منہ نہ مسیحائی آج تک پہرے

نہ سوئی چین میں تسلیم کج مدفن میں
 بلای جان ہیں مگر بھی اضطراب ہوا

۱۲

۱۱

مجھی دم بہر بھی اجل نہ تقاضا اوٹھا
 خاک اوڑائی کی لپی سر پہ بکولا اوٹھا
 بدلی کروا کے دریا میں بکولا اوٹھا
 جس جگہ بیٹھ گیا پہر نہ اوٹھایا اوٹھا
 بہول کر بھی نہ کہی دست تمنا اوٹھا
 نہ ہی تاب دل عید کو چلا اوٹھا

آگے بیٹھا ملک الموت میں سید ہا اوٹھا
 تنہا وہ سرگشتہ کہ سبکدوش مری
 خاک اوڑائی لبِ ساحل جو تری محنوں نے
 صنعتِ چین نقش قدم توڑ کی پون
 تنہا وہ تاکام جو پسرخ و عا کی خاطر
 سبکی مری لب پر شوز کی افسانی کو

خارجی کو ہوا بارش نیاں کا خیال
عاشقی میں بھی ہمیشہ رہی عشق و مزاج
تم نہ آئی دل محروم تنہا آخ
ہوں وہ شوریدہ کہ دم ہی مری محفل میں
چشم مجنون کو ہوا محل لیلی کا گمان

جس گری سیر کو میں آبلہ فرسا اوٹھا
ناز بیجا نہ کہی ہمسے کا اوٹھا
بیٹھی بیٹھی شب تنہائی میں گہرا اوٹھا
بیٹھی بیٹھی سو طرح کا فتنا اوٹھا
جب کوئی واوی و جشت میں گہرا اوٹھا

دل گم گشتہ اگر تھا تجھی پیار تسلیم
پاس کیوں اس نیت عیار کی بیٹھا اوٹھا

۴۴

۱۷

قریب کام بُری وقت پر نہیں آتا
کہان گئی جو عیادت پہ جان پتی تھی
حجاب دیدہ نہ گیس سے باغ میں نہ کرو
بھد کو نشہ دولت میں ملی ہیں منعم
بہان میں صورت تصویر ہوں سراپا خوب
وہ شمع ہوں کہ جلاتی ہیں دست و شمع
حیا ہوئی سبب تو بہ جفا شاید
خیال کر یہ جہی تک سے ابر و طوفان کو
جو پوسہ و ولب جان بخش کا تو احسان ہے
تپ فراق اسی ہی جلا چکی شاید
سناکی یاس کی باتیں نہ جینی می گاج
خیال خام ہی اپنی ہی مستفع ہونا

بہانی دل کی لگی کو جگر نہیں آتا
مزار میں کوئی لیسے خبر نہیں آتا
یہ دیکھنی کی ہیں آنکھیں نظر نہیں آتا
خبر نہیں کہ وہاں کام نہ نہیں آتا
مگر یہ عیب ہے کوئے ہنر نہیں آتا
کسی کو حم مری حال پر نہیں آتا
کہ تیرے ناز کوئی تا جگر نہیں آتا
کہ اشک دیدہ تر جوش پر نہیں آتا
وگرنہ قرض مرا آپ پر نہیں آتا
کہ دم کی ساتھ وہ وود جگر نہیں آتا
فرشتہ موت کا ہی نامہ پر نہیں آتا
صدف کا کام بیدن گھر نہیں آتا

<p>غضب کے بلبل بکیں سی پڑ گئی تھی ضد اجل خفا ہی فلک مدعی زمین دشمن ہنسائیں کیا تری ٹکھیلیاں مجھی گھونڈ قفس میں تھی یہ رہائی سی یس بلبل کو</p>	<p>چمن کو چوڑ کی صیا و گھر نہیں آتا مہمان میں کوئی نظر نہیں آتا تجھی وہ ناز نسیم سر نہیں آتا کہ آشیان میں ہی باور مگر نہیں آتا</p>
--	---

۲۳	<p>ابھی سی کیا کرین عوامی شاعری تسلیم یہ کام وہ ہی کہ جو عمر بھر نہیں آتا</p>	۲۴
----	--	----

<p>بیجا بانہ ہی کیف جوش ستانہ مرا تاب وی آتشیں سی دل غ ہوتا ہی جیتے جی گمنام محلو کر ویا تقدیر فی جلوہ گر ہی ربط عشق ہریم عیش میں</p>	<p>چو ستا ہی لب مریستی میں پیمانہ مرا سبزہ برلاتا ہی سوز شعلہ سی دانہ مرا مجھے پہلے اوٹھ گیا دنیا سی فسانہ مرا شمع تیری ہمیشیں سوز پر دانہ مرا</p>
--	---

۲۵	<p>نازاوٹا ہا ہون کس ناکس کے اسی تسلیم میں اب کہاں اکلام مزاج مسینہ رایا نہ مرا</p>	۲۶
----	--	----

<p>دل ہے مفتون بیت سکر کا عشق وندان ہی زندگی ہی مری سخت جانے کے کشمکش و کھو کیوں اکڑتا ہی سر و قد کے حضور زند ہوں چاہتا ہوں عالم میں نہ لگائے گا پھر گلے کوئے پر وہ یوسف شے روای اشک فی کی</p>	<p>شیشہ دم بہر ہا ہے پتھر کا آب و دانہ ملا ہے گھر کا دم سانا نہیں ہی خجھر کا یہ ہی ای گل ہے کیا برا بر کا اونج ساقے کا دور ساغ کا میری دم تک ہی ناز خجھر کا ہا ری پاس وید ہ تر کا</p>
--	---

صورتِ نقشِ پاہون خاک نشین	شوقِ بالین کا ہے نہ بستر کا
برقِ لائی کھان سی بیستابی	سب یہ صدقہ ہی جانِ مضطر کا

۲۵	حالِ تسلیم کیون نہیں سُننے	۱۱
	کیا کوئی شکوہ ہے مدتِ کا	

اندری احسان ستم ضبطِ زبان کا کیون یاس ہی تکتا ہی تو منہ ضبطِ نہا کا مرستِ ازل کو نہیں کھٹکا رمضان کا جز نام نشانِ تن لاغ نہیں کہتا تصویرِ خیالی ہی نظر آئی گا کیونکر کیونکر میں شبِ وصل میں خوش ہوں کہ صبح چپکی سی بیان کر خبرِ حصتِ گل کو کیون ڈھونڈتی ہیں بہت مہینے چاہ محروم رکھا وصل سے تکرارِ عبتِ فی برباد مجھی رکھتی ہی کیون گردشِ تقدیر	ہو ٹھون فی مری خواب بھی کھانا نہ بکا اہی نالہ بیابِ ارادہ ہی کھان کا کیا روزہ ہو پنبہ کشتی شیشی کی ڈان کا مجھ پر ہی پڑا سایہ تری موی میان کا تن نام رکھا ہی مری کا ہیش فی گمان کا دلیرا ہی ہونا ہی ستم شورِ اذان کا گلچین کہیں بلبل نشینی نامِ خزان کا کوئین ہی باہر ہی پتا میری مکان کا لو صبح ہوئی آہی گیا وقتِ اذان کا عنصرِ مٹی خل ہی کیا ریکہ وان کا
--	--

۲۶	دم بہر ہی نہیں ہی کہی اک حالِ تسلیم	۱۲
	چری کامری رنگِ بنارنگ جہان کا	

سترے ماتمکد کاشن ہوا ہو کیا صد چاک بی ہوتِ جنوں سزا و تارِ قید میں قاتلِ فی آہ	شندہ گل نالہ شیون ہوا اپنا دامن صبح کا دامن ہوا آج حبیبِ اطونق بنے گروں ہوا
--	---

تیرے اوڑھنے و فانا آشنا
 پہرہ اوٹھی قصف سے ہائے اشک
 کچھ نہ تھا چہ تک ہم سے تھا
 دیکھتے ہی زخم دل کے کہل گئے
 تیر کی ہے شعلہ رویوں کا آل
 کیا کہیں سوزِ محبت بعدِ مرگ
 وقت گر یہ اشکِ پکی اس قدر
 دیکھتے جب دیکھتا ہی یار کو
 مثل طفل اشکِ سرِ یان ہی رہے
 ایک عالم ہے شہبِ تیغِ ناز
 اور بھڑکے رونی سی دل کی لگے
 جس جگہ عکس رخ روشن پڑا
 کیوں نہ ہو ترکِ محبت غیر سے

تو بھی میرے جان کا دشمن ہوا
 ہم ہمسایان پر گر پڑی مسکن ہوا
 پیار جب کرنے لگے بد ظن ہوا
 چشمِ بد بین دیدہ سوزن ہوا
 شمع کے بجھنے سے یہ روشن ہوا
 خاک جل کر سبزہ مدفن ہوا
 اپنا دامن ابر کا دامن ہوا
 آنکھ میرے دیدہ سوزن ہوا
 ہم چکب احسانِ پیہر ہوا
 آفتِ جان یار کا جو بن ہوا
 اب گر یہ آگ پر روغن ہوا
 دھڑ دھڑ شعلہ ایمن ہوا
 تو ہلاک کا بت پر فن ہوا

گر نہیں تیرے عیش و شعلہ رو
 سوزِ غم سے سینہ کیوں گلشن ہوا

۲۴

۲۴

آتشِ گل بھڑکی کی سارا چین جل جائیگا
 جسمِ ناک آبی نیپائی کا کفن جل جائیگا
 مفتِ یقینِ نئی بان تیرا دہن جل جائیگا
 آتشِ نگہِ جناسی جانِ من جل جائیگا

جب بہار آئی گی پھلِ گل وطن جل جائیگا
 گر بھی سوزِ محبت بعدِ مرگ ہی ہوا
 سوزِ دل میرا نہ کہنا شعلہ تو ہی نامہ بر
 دستِ نازک کو ابھی تکلیف آرائش ندو

ضبط کرنا آہ آتشناک کا پہا نہیں
 سوختہ قسمت سے ای قاتل اگر برسی گا
 عکس میں آتشیں سے آئینہ بھی ایک دن
 سوزِ غم سے ہون لاپشتعلات ہو تو بازہ
 یہ تو کیا وہ سوختہ قسمت ہو نہ ہو گا اگر
 کیون میں کرنا نوجوانی عین سنا عیش
 تابخ سی شعلہ بھی محفل جمی قریب
 ان بتوں کو بیروت ہو فامیں کیا ہوں
 پروردہ پوشی ہی مجھ سے یقین شمع پرچہ تھا
 اپنی خون گرم کی چیشیں شری گرم نہیں
 میری سوزِ عشق کی کہانا تو ہی جہنم
 چمکی گا ہنگام پری داغ سوزِ عشق کا
 دیکھ کر دندانِ لب تیری شرم و شکستہ
 اسی جنونِ جہنم میں گئی رو کا میں آتش قدم
 کچھ تو آہ گرمی کم ہوتی ہی ل کی جلن

استخوان مانند شمع انجمیں جل جلی گما
 سبزہ کو شہیدِ سستہ تن جل جلی گما
 وکیتی ہی وکیتی ہی سہم تن جل جلی گما
 دم میں ظالم حادہ تار سر جل جلی گما
 چادر آب و دان کا بیرہن جل جلی گما
 کیا خبر تھی دیکھ کر چرخ کس جل جلی گما
 صورت پرانہ شمع لسن جل جلی گما
 آگ بجائی گا شکر بہمن جل جلی گما
 مثل شمع کشتہ خون کو بدن جل جلی گما
 کیچ و اس و نہامی شمشیرن جل جلی گما
 منہ ترا کدن بت بیان شکن جل جلی گما
 قدس را صورت نخل کس جل جلی گما
 پانی پانی ہو گا در لعل میں جل جلی گما
 جادہ مثل شمع جسم جل جلی گما
 غم نہیں وقت میں کریت نہ جل جلی گما

لکھی ہی تسلیم نہی نوک شعلہ سی غول

دیکھ کر بد بین یہ انداز سخن جل جلی گما

۴۸

چارہ ساز زخم دلِ قوتِ نور و سنے لگا
 بسکہ تھی مٹی کی عادت صول میں باری ہی

جی بہر آید سوزن ہمو و سنے لگا
 لکھی اپنا آبِ حیات زور سے لگا

ہجر میں اس سر و قد کی جیسا گلشن کو پہن
 صدمہ ہر حسی ساقی ندا و ٹہا برزم میں
 خندہ زخم جگر نے دل کو امایا اور ہی
 اکیا زاہد کو بھی زہد ریائی کا خیال
 نبض تک بیا رفت کی ابھی کوئی نہیں
 تہا صیبت آشتیا بغیر مطلب حشر میں
 ہای کیوں شرم فاتا تیر بخش دل ہوئی
 کیا اثر اولیٰ تہا میری سر گذشت عشق کا
 تہا عدم میں کیسے لایا آتے نہ جب یہاں
 کیا کہوں نظارہ سنبل کی کیا تکلیف ہے
 ہوں خواہ اسیری جب آتے ہاں

بیٹھ کر تنہا قریب آبجو سے لگا
 جی بہر آید دیکھ کر خالی ہو رفتے لگا
 جس کمرے میں ٹوٹا کوئی تار رفته لگا
 سہری اپنی توڑ کر ظرف ضو سے لگا
 امی مسحا جیتی جی کیوں مج کو روئے لگا
 جاتی ہی پراو کر کی روبرو سے لگا
 قتل کر کے مج کو یا جنگ روئے لگا
 دوستوں نے ہنس دیا سر عدو سے لگا
 دیکھ کر بیچارگی ہی چار سو روئے لگا
 یاد آتی تیری زلف مشکبورو سے لگا
 میں سمجھ کر ایک طوق پیکلورو سے لگا

اکیا کہے میں جب سراپت و کا خیال
 بیٹھ کر لیختہ قید و روئے لگا

۱۶

۴۹

آتی آتی اہ سی دل سوی لب پہر گیا
 گرو شوق تقدیر ہی ہمراہ بیتابی ہے
 اس قدر تکلیف بہر پند بجا کیا ضرور
 سخت جانی کیا شرمندہ قاتل ہی مجھے
 بحث کرنی کو جو آیا بام پر وہاں حسن
 کس قدر غفلت فیتا تھا خواب غوش مزار

لو وہی پہر کی وہیں بیتاب ہو کر پہر گیا
 شوق لایا بار بار محروم کشت پہر گیا
 سنتی سنتی ناصحا جی پک گیا سر پہر گیا
 دم چرا کر رہ گئی شمشیر خنجر پہر گیا
 فرط غیبت ہی رخ خورشید انور پہر گیا
 ہم نہ چونکی آکی سر پر شور محشر پہر گیا

مجھے فیضِ عالم میں بھی نخلِ ساقی ہی
 حوصلہ کٹیا کیا تھا عیسے کو لیکن شکر ہی
 پہنچ رہی تھی توڑیں جوئی بیڑیاں
 گر پڑا نامہ کہیں یا بھول یا خطِ شوق
 میری ترسانی کو عہدِ وصل ہی کچھ کہتا
 فہم میں آتا نہیں کیوں آج میری خاک پر
 جب ملی جھک کر گلی شمشیرِ قاتل دویا
 بوسہ لبِ تلخا کچھ اور رخصت دیجئی
 تھا فریبِ اشکِ تائیدِ آبِ خضر میں

جب می نزدیکِ یالی کی ساغر پہر گیا
 سنکے اعجازِ لبِ جان بخش و بھر گیا
 میری پہرہ کی لمبی محسوس ہی مقدس رہ گیا
 کیا کہوں کیوں دیکھ کر مجھ کو کبوتر پہر گیا
 جب یقین آنے لگا مجھ کو شکر پہر گیا
 چند قطری اشک کی ظالم بہا کر پہر گیا
 آنکھ میں طرزِ تپاکِ اہل جوہر پہر گیا
 ذائقون ہی شہد کی لہندہ ویر پہر گیا
 چشمہ حیوانِ تالک اگر سکندر پہر گیا

رخصت امی دربان اگر آئی تو کتنا پار سے
 آج بھی تسلیم اگر تیرے در پر پہر گیا

۵

سکوتِ غیر سی سوزِ جگر بیان ہوگا
 فریبِ عشق پس مرگ بھی عیان ہوگا
 نہ مرنی دی کی تمنایِ وعدہ جاناں
 دکھائی کی سحرِ ہجرِ شر کی سامان
 سحر میں داغ دکھائیں گی جلوہ مہتاب
 پس فناء یہ جنائیں کبے نما نوں گا
 گھڑی گھڑی زولا چارہ کر کہ پہر مجھ کو
 بلا نصیب ہون کیا مہر کی کہوں مہید

زبانہ شمعِ سحر کا مری زبان ہوگا
 مرا فسانہ بنے گا تری زبان ہوگا
 فریبِ خضر مجھے عمر جاوداں ہوگا
 صدایِ صورتِ مجھے نالہ اذان ہوگا
 مرا کفن مری آغوش میں کتان ہوگا
 یہ زمین سحر کو سنے آسمان ہوگا
 نصیب خندہ زخمِ جگر کہاں ہوگا
 خلافت ہوگا فلکِ سختِ بگمان ہوگا

جس کہان ہی بیابان میں چ طرف لانا
 جلا کی شمع جلاؤ نہ بیگے کو مری
 لگا میں لاکھ فشتی خدا سی ڈر کیا
 گھڑی گھڑی نہ قسم لی کہ مجھ ہی ظالم
 عدو نصیب کیونکر کہوں پہاڑی کی
 دہان ہی شوق میں پا چلی تکتا بکھین
 صنم کہہ ہو کہ ہو کعبہ بہتو شوق ہیں
 چھپاتی کیونچ تہ خاک یونہی میں رہی
 ی میں پہلی گا کیا خاک دل شے
 مجھی سیر کیا ہی تو پہونک جی صبا
 مزار پر مری لاؤ نہ پھول کی چادر

مری طرح کوئی کم کردہ کاروان ہوگا
 کرو نہ غم کہ لب گور نوحہ خوان ہوگا
 گواہ عذر مرا جاو و بہتان ہوگا
 مرا کہان ہی تری طرح بد کہان ہوگا
 مری دعا کا مرا بخت پسبان ہوگا
 بتاوی عرصہ محشر میں تو کہان ہوگا
 کرینگی سجدہ ترا نقش بابہان ہوگا
 کوئی لاش غریبان پہ نوحہ خوان ہوگا
 نہ راز دان کوئی ہوگا نہ ہم زبان ہوگا
 جو میں نہ توں کو پہر کیا یہ شیان ہوگا
 مرا چراغ محم مجھ پہ گلستان ہوگا

خبر کسی ہی جو دل پر گزرے کہ تسلیم

مرا فسانہ مری بعد کیا بیان ہوگا

۵

۵

آرزو رہ نہ گئی موت کو مر کر دیکھا
 بس تر احوالہ او پسرخ ستگر دیکھا
 جی بہر آیا کوئی لب نہ جو سا غرو دیکھا
 میں کہتا تھا تجھی او دل مضطرب دیکھا

غم نہیں گریستم کاوش خیر دیکھا
 ایک صدمہ کئے بے دینی میں تامل اتنا
 ہجر میں ریزش می دیکھی ٹپکے آنسو
 ان جبینوں ہی پہی طہنی کی تمنابیکا

مجلو ندی پہ تری آتا ہے رونامہ

نیکدی میں عوض نقش قدم ہر دیکھا

۵

۵

کیا کیا فریب کر یہ بہت است بہر نہ تھا
 بلبل نے بچہ نہ تھا نفس سے کیا نہ کیوں
 باغ جہان میں سر و چراغان کی طرح میں
 کیوں سُنکی شعلہ غضب اتنا بہر کاوٹھا
 بہر کار ہی ہی آتش غیرت کو بوی رفت
 آوارگی میں عمر و روزہ گزر گئے
 کیوں سُنکی وودی مری آمدہ بزم میں
 طلی کی برنگ شمع رہ منزل عدم
 کاہنش نے بی نشان مجھ کس لیے کیا
 کیوں نہ خم ہنس پر لب قار کی طرح

دیکھا تو صبح کو سر مڑگان ہی تر نہ تھا
 چاک قباہی گل کوئی زخم حکم نہ تھا
 وہ نخل تھا جو موسم گل میں ہی تر نہ تھا
 ذکر وفا تو شکوہ سوز جگر نہ تھا
 کیوں نہ کہوں کہ زانو دشمن یہ سر نہ تھا
 اپنا کہیں بار کی مانند کھ نہ تھا
 میں کچھ نوید مرگِ عدو کی خبر نہ تھا
 کوئی سواری سوز جگر ہمسف نہ تھا
 نقش و بہن نہ تارک موی نہ تھا
 پیغام وصل یا رخِ دنگ نظر نہ تھا

تسلیم بات بات پہ قول و قسم ہی کہیں
 ایسا تو بد گمان تو کہے پیش تر نہ تھا

۳۲

۵۳

سنگِ طفلان نہ کہی تا شمشاد آیا
 اپنی سابی کو سمجھتا ہوں کہ جلا و آیا
 وہو کی دی دی کی بھی باغ میں صبا آیا
 چھیرنی پہر بھی ہنگامہ نہ آیا
 کیا کوئی عہد وفا ہی کہ تجھی یا و آیا
 صورتِ قالبِ تصویر ہوں آزاد آیا
 نغمہ خوان میں ظرفِ خانہ جلا و آیا

بی تعلق ستم و ہر سے آزاد آیا
 بدگمانی یہ بڑھی ہی ستم دشمن سے
 تھا وہ آزاد کہ حسرت ہی ہیری رہی
 تو ہی می کہ عدو باعثِ حسان ہو جا
 کیوں ہشیان ہی می نام کو سنکڑا لم
 صحبتِ وح بھی تھی سنگِ سحر و مجکو
 شادی مرگ سی بھولا غم ہستی دل کو

کس قدر شوق شہادت کیا ہی ہوش
 کیا عداوت تھی کہ جہنم میں لاقسمت
 خندہ تھا وقتِ لاوت مہمرون گریہ
 بی سبب آنکہ نہیں پڑتی ہی خنجر پتری
 قد شعلہ کہی منت کشتن بوشاک نہیں
 سببِ گم ہوا چہر کی زخمِ دل آ
 دعویٰ خون ہی اوستے زبان تک لائی
 دہنِ خم میں حسرت بہر آیا پانے
 ماتم عاشقِ ناشاد کیا شیریں فی
 قید میں حوصلہ آہ کووتا نہیں
 نیک طینت کو نہیں صحت بد چارہ
 تو عین سروان تیر قدم تھا کتنا
 رحمت کشماکش جو سن جنون کیا ہی
 عمد پیری میں مین آغاز جوانی کی گلے
 دہنِ خم سی طعنہ نہ سنون میں کیونکر
 کیا بیری ہوتی ہی مرنی کی تمنا ظالم
 بی سبب روشن خنجر نہیں حشر کی ن
 کس قدر سنج فراموش ہی ہستی میری
 نیند آئی نہ کہی امین مدفن میں مجھے

آپ جلاوسی کہتا ہوں کہ جلاو آیا
 دیکھتا ترچی نظر سی بھی صیباو آیا
 خوش عدم سی میں کیا دہری شاد آیا
 پہر کوئی آج فراموش قضا یاو آیا
 زیب ظاہری ہری بیری حسن اواد آیا
 چارہ گر کا ہی کو آیا کوئے جلاو آیا
 کیا فسوں حشر میں پڑتا ہوا جلاو آیا
 بوسہ تیغ ستم کا جو مزایا و آیا
 کامِ آخر اثر بخشی فرما و آیا
 تنگی کینج قفس کیہ کی دل یاو آیا
 دامنِ وح سی لپٹا ہوا ہمزاد آیا
 اک تراری میں تیر عیب مآب و آیا
 ناصح اوٹھا نہیں بالین سے کہ فصا و آیا
 قصہ شام جمی قوتِ حیرت و آیا
 غیر کنی سکی زبان نشتر فصا و آیا
 سرکھٹ آپ مری سامنی جلاو آیا
 فلک پیر کو پہر کچھ سراپا و آیا
 ظلم جب متنی کیے شکر خدایا و آیا
 تیری پہلو میں ہونے کا مزایا و آیا

وہ ہوا خواہ قضا ہوں کہ عدم چمپے
ماہم عاشق ناشاد کی شادی دیو
بگڑی تقدیر کی تقدیر سی بنتی دیکھی
تھی وہ آفت تری تصور کہ پھر کی غفلت
تیری محفل ہوئی تعلیم کہ سوز مجھے

سایہ تیغ میں تاخانیہ جلاو آیا
سرخ پوشاک پہن کر ستم اچھا آیا
غیر کی ضد سی مری گروہ پر پڑا آیا
آہ کہینچی جو کہی ہوش میں بہراو آیا
شعلہ شمع نظر سیلی اُستاد آیا

نکست گل کی طرح باغ جہان میں تسلیہ
خانہ پردوش کیا صورت آزاد آیا

۷۶

۷۷

سلامت کن پہر کوئی قاتل سیہان آیا
وہ ہونے لسوختہ جسم قریب شمع جلا
کفر سے مجھ کو بوجہ پیرا ہونے سے اتنی ہی
بتاؤں کیا شر کی طرح گر پوچی کوئی مجھے
خیال خاکساری عالم بالاسی بالاس تھا
نکری شمع بزم و بست گریبان مجھ ہی
جنون میں ہی لیا احسان نہیں بل افعی کا
رہا قفل ادب فکر و دان باری میں لب لب
کما انضمت نے مجھ کو تکلیف احسان دے
محبت جو نوخیز ہوشی اکثر و شت بہت
کری گزیر بھی کوئی تو مٹنے سے چہ نہیں کہتا
گرفتار میری میں با بعد رائے سے

کوئی بیس کوئی مجروح کوئی نیجان آیا
اوٹھا تعظیم کو شعلہ کلی ملنی ہوان گیا
طوائف قبر کو کس کا غبار کاروان آیا
غرض کیا ہی ہر جاتا ہوں کہیں آگیاں آیا
زمین بھائی کی زیر قدم جب آسمان آیا
شر کی طرح کچھ دم کی لٹی ہون میں آیا
ہمیشہ طوق بن بنکر مال آسمان آیا
طبیعت چچ کہانی با وجہ سیہان آیا
اوٹھانی بخش بعد مرگ مور ناتوان آیا
خضر جب سامنی با مری بنکر جوان آیا
عدم ہی ہوئی ہستی مثل ہی ہزاروں آیا
قفس یاد آگیا جسم قریب شمع سیہان آیا

وہ ریاضا خشوک میں نہ جاتے ہوئی کیا

و میخانه کلسینی محبی پرمیخان آیا

محرمی منتظر بی بی جو جو است اسرار جانا

مختص ہونے لگا۔ لیکن یہ کہانیاں ان کے

وصل کی شب کو ادایِ رسم جوان میں لایا
 ایک دم بہتی نہیں صیاد گلچین سے اگر
 مگرئی لاکھوں شہیدِ ناز کچھ پرواہ نہیں
 چہ پیر کر ہوتا ہی رہو اوستِ حشمت کو غمبشت
 شکلِ کاملانی نہ طفلِ اشکافِ فی ثمرِ کربھی
 زخمِ تن پہن منس کی بہلا یا کی کفرِ قائل کی
 صبح ہی تاجِ رویا ہوں فراقِ مابین
 تیری لب کے سامنی پاتا فرغِ قدر کیا
 کب سےیں فراق ہی پست بلند و ہر
 زخم کی پہنٹی سنی گزری ہیرن ہی ہو گیا
 بعدِ مرن ہی ہی تکلیفِ ہستی عشقِ مین
 ہونِ حیران کس توقع پر دل امید ہو
 اختلاطِ شمع و پروانہ فی پہونکا اور بھی
 سو نگہ میرا گریبان کتا ہی ہر گمان
 کامل پنا کر چکی بیماری عشقِ مبتان
 واہ ری پاسِ فائدہ ری شرمِ آرزو

صبح تک میرا تماشای تو بیان میں
 کیا مزا مہنی کا پہرہ بیل گلستان میں
 وہ تماشای ہلالِ عمیدِ قربان میں
 ای جنون اب کیا مری جیبِ مبارک میں
 دیکھتی کوہِ تون آغوشِ مرگزارِ ہریت میں
 عمر بھر میں نازِ یواری پہچانِ ہریت میں
 روزِ ششگلِ فوقِ میری چشمِ گریان میں
 لعلِ آخرِ شرمِ ہی جا کر بدخشان میں
 چاہے ہی نکلا جو پوسٹِ کفِ زندان میں
 شورِ الفتِ خندہ چاکِ گریبان میں
 ہنکی میں فکرِ وفا بزمِ حسینان میں
 آج تک تیری فریبِ عیدِ و بیان میں
 شعلہ زنِ داغِ متناہرِ گلابان میں
 سچ بتا تو پاسِ گل کی گلستان میں
 میں فریبِ نسخہ و تاثیرِ دسمان میں
 ہر نفسِ ہمراہی عمرِ گریبان میں رہا

۱۱	کیا پڑ ہے اشعار تسلیم جگر افکار سے شور تحسین ہر طرف برقع سخن ان میں	۱۱
۱۱	محل میں کیا عرض غم کا سلسلہ جاتا رہا دور بھی آپ کو بیٹھی اگر آ کر قریب ہمسفر پونجی عدم کو میں سوال گور میں اب بجاؤ اونکو بھائی اہل ہی غم قریب نامیدی اہل قدر نخل فلک سنی ہ گئی پھوٹی قسم سے زلایا جگو کیا کیا شہین پہاڑ گروہن کیا دیوانگی نی چاک چاک ہوش میں بھی اضطراب دل ہی بیتابی رہا مفسر سی اہل معنی کا نہیں کہتا وقار چاہتا ہوں جوش پیری میں جہان کی امنگ	۱۱
۱۲	اس قدر فکر سخن تسلیم کسکے واسطے قد روان ہی لطف احسان جملہ جاتا رہا	۱۲
۱۲	یہ غنچے مسکراتے ہیں جب کیا اواؤ ناز و طرب ز خود نمائے نہ کی تھے بی نیازی کچھ گلونے شراب جگہ شمع عدم تھا تمنا ہے تری یا میں سینہ سخت	۱۲
۱۲	کوئی تازہ چمن میں گل کھلا کیا سکھایا تپ کو آئینے نے کیا کیا دم گردش ترا بخبر رکا کیا فروغ زیست پر اپنی ہنسا کیا شب تنہا بے میں ظالم حیا کیا	۱۲

وہی نے پروں کی شیشے میں بھی ہی
 ورم آتے عجب تکلیف و رمان
 غبارِ کاروانِ بی نشان میں
 میں عاشق اپنی مطلب کے کہیں گے
 ہوا کیوں سننے کے پر ہم باز جانی
 جہان میں ہر بشر آتا ہی عریان
 اگر سواری عالم ہے نہوں میں
 غورِ حسن ہی کچھ دن کا مہمان
 وہ افتادہ ہوں تنگ و ستیری
 اگر چیرا نہیں باوجود نہ
 ہمیں جہنم داغ تو کیا اور وی
 عجب قاتل نے کیسے تیغ ابرو

بھی ہے دخترِ زبا پر کیا
 ہلا امی چارہ گر مجھ میں رہا کیا
 ہمارے ہر ہی بانگ و کیا
 تمنا کیا ہمارے دعا کیا
 بتا امی نامہ بر تو نے کہا کیا
 عدم ہی ہی کوئی دشت سزا کیا
 تو پہ اس دل لگائی کا مزا کیا
 سے عالم سب کا یہ کیا
 جو اڑتا ہی تو مثل نقش پا کیا
 ہر اک غنچہ چمن میں ہنس پڑا کیا
 ترا چرخِ سگر چملا کیا
 شکستِ رنگ عاشق دیکھنا کیا

عجب تیرے مشقِ غیبتِ غیر

بڑا کہنے سے ملتا ہے ہلا کیا

۷۹

بتائیں کیا کہ ہوا غفلتِ شباب میں کیا
 پر کی مالق پہوئے نہ بد نصیب سپر
 کیا ہی وعدہ فدا سحر کو آئیں گے
 وہ دیکھ کر جمی ہی پروہ کیوں ہوئی لیل
 ابی جو وعدہ تکلیفِ حشر باقی ہے

خبر نہیں ہی کہ ہم دیکھتی تھی اب میں کیا
 متلع بحری ہی خانہ حباب میں کیا
 ابی ہی ہی دل بیضا بظرب میں کیا
 نگاہ شوق فی سہما ویا تھا میں کیا
 عذابِ وز جدائی نہیں حباب میں کیا

۱۵

پہری نہیں طرفِ چشمِ غمِ ظرب تک
جنگ کی خوابِ جل سی جلاؤ کی اب کیوں
گلہ کیا ہی تو اپنی سیاہِ خستے کا
ہمیشہ پاس کسی آگ کی دیکھ جاتی ہے
کہی ہی مرگ کا رونا کہی نہ شایہ جیات
وہی سوال و فائے جو روزِ منتی ہو
جلائی گئی پیشِ جبرِ ارب کو
اوتر کی خلق سی بیوش کر دیا مجھ کو
پس فنا بھی کیوں ہی یقینِ جنت کا

نگاہِ شوقِ فی سماویا نقاب میں کیا
پہنساؤ کی بھی پھر تم کسی عذاب میں کیا
تمہاری کہو شکون میں بیچ و تاب میں کیا
کوئی امید ہی باقی دلِ غراب میں کیا
پہنستے ہوئی ہیں رنگ کی ہم غلاب میں کیا
سکیت ہی اپنے دوش کو جواب میں کیا
رکھا ہی ہو زللم فی دلِ غراب میں کیا
بچی تھی تیغِ جفا آگنی شرب میں کیا
بہی کی حوری روح انقلاب میں کیا

خیر نہیں چینِ سلیم کے نامے کو

پڑا ہی شوق میں کیا کہا اضطراب میں کیا

۷۹

ہنس کے آیا وہ بہت ہی پیر کیا
اوڑ کی پونجی خاک کو یار میں
بعدِ مرون گہات میں ہی دیکھیے
آسوؤں کو وون جگہ امن میں کیوں
شوخیان ہوتی ہیں ہلہ بجاو میں
ہون میں وہ آتشِ قدم کہتا ہی قیس
روز کیوں دیتی ہو صدی پھر کے
ایک دم میں سیکڑوئی تھی میں قتل

آج بکڑی غم کی تقدیر کیا
کام آئی گردشِ تقدیر کیا
خاک اوڑا سئے خاکِ دمنگیر کیا
آبرویِ اشک سے تاخیر کیا
نوجوان اب بھی تھی چرخِ پیر کیا
پہونک دوو کے خانہ زنجیر کیا
پہرے نو کے نالہ شبگیر کیا
چال تیربی چلی تھی شمشیر کیا

۷۹

دل نہ نہ نقش و نگار دوس کو تو وہ کہتا ہے کہ جو ممکن نہیں پاؤں سو چاتی ہیں سنگ کیون چٹون چپ رہی آنکھوں ہی کر خاک میں	استبار کشن تصویر کی میں سنون تیری دل لگی کی دستان ہی ناز نہ پیر کی منہ دکھائے اشکابی تائیر کی
--	--

بی ادب تسلیم رحمت سے نہو لیچا ہے اتنی کسی تھک کر کیا	۳
---	---

وہوتا ہی غیر لشک سی لوح مزار کیا کیون انتظار یار میں غفلت کے چٹون میں ہر بات میں فریب تلون ہی جلوہ گر اکدم میں گل کہلی ہی ہوئی پیمان ہی جتنا پسین کی اور سوا رنگ لائیں گے آغوش رنگی لیا ہی حد سے کیون انوار شام ہی وہی ابتک فراق میں	سمجھا ہی مجھ کو ہی تری لک غبار کیا بیداری شباب ہی خواب مزار کیا میں ہوں مزاج یار مراحت بار کیا لائی خزان کو ساتھ نسیم بہار کیا ہم کو حنا کی طرح غم روزگار کیا لطف وصال دی گا عذاب فشا کیا ہونی سحر نہیں مرے پروردگار کیا
--	--

تسلیم آئے کا بت پیمان شکن نہیں تم فیکتے ہو جاتے دربار کیا	۶۱
--	----

قید اپنا وہ آپ پڑ فن تھا خاک بھی ہو کے سر بلند رہا مینہ چاک کے مجھے عجبت بخشنے جلوہ گرداغ دل نہتاپس مرگ	حلقہ زلف طوق گردن تھا دوش باوص باکاسکن تھا نہ کر بیان تھا میں نہ وہاں تھا او جڑی گہر میں چراغ روشن تھا
--	---

جیتی جی سب تھی مری جب دیکھا
کسکے آئے کے تھے خوشی بلبل
شب کو دسو زری جھٹ پہ مری
کیا دلایا تھا تنہا آنے آکر یا د
کچھ نہیں تھا تو یوں پس ہوا
مر کے تھے ہم سبے اسیر جنون
پوچھتا کون حال بیستامی
اک جہان دیکھتا تھا حیرت سے
غم بلبل میں غم بھر سیا
خال و مرگان عشق ہی دل میں

نکوئی دوست تھانہ دشمن تھا
آج کچھ باغ باغ گلشن تھا
جل کے ہنستا چراغ مدفن تھا
مسکراتا شکاف مدفن تھا
میں سب کو لے کر دشمن تھا
طوق تسمری کہ طوق گردن تھا
تم خفا تھے نصیب دشمن تھا
ہیکے پرستے میری جو بن تھا
ماتھے تھا تو برگ سون تھا
سیکڑوں دل غلام کون وزن تھا

عذر مانع نہ تھا کوئے تسلیم

ترک شعہ و سخن قصداً تھا

۶۲

۶۱

مصرفات ہر بے ضبط ہو میں تھا
سکر سوال و سئل نہ انکار کرتے
پیرِ خان کچھ اور بھی خیرات سیکھ
بیابان ہو کی غنچہ قاتل لپٹ گیا
خالی نہیں فریبے اپنی کی دوستی
مقتل ہی بوسہ گاہِ قضا بعدِ مرگ ہی
کسکو کیا تھا شوق اسیری غرق آب

نالہ برنگِ قفلِ سینا گلو میں تھا
گویا لہجہ غیبِ مری رز و میں تھا
کہتا ہے مجھ سے ہوش مرا کیا ہو میں تھا
سو سو طرح کا ناز ہماری گلو میں تھا
دل ہی قیہ تھا کہ تری جستجو میں تھا
تیری خاک کا رنگ ہماری لہو میں تھا
گردابِ شکلِ طوقِ گلو آہو میں تھا

تو بھی پہلی بخش تقصیر چاہیے

سجدی کچھیں اشک نے جب میں وضو میں تھا

۱۳۳
تسلیم اشک دیدہ عاشق نہ تھا کوئے
۱۳۴
میں اے کس بار کس لیے چشمِ عدو میں تھا

پہل میں کروٹ جو وہ شوخ جوان لینی لگا
گور بظاہر ترک تھی الفت مگر جب گئے
ہر دم ساقی آگئی تھی باؤ کس سینویش کو
فصل گل آئی نہیں لیکن جنوں کی جوشن
بیشمار ہیں جس دم درخرو و تچ و کیا جھی
ہوں ہر رند باد و پیا جب کہی آیا نظر
گریم مطلب کیلک کہتی ہیں سوسو تاز
واہ کیا اعجازِ ساقی ہی کہ مسجد چوکر
وقتِ آخر ہی دکھا جا آ کی صوٹ بیوفا
کچھ عجیبُ نیا یہی مہمانِ لڑی لفریب

منہ بکسی لخصتِ آہ و فغان لینی لگا
شوقِ تنہا پائی ولیم چٹکیان لینی لگا
جامِ ہلاکِ شیشہ می بچکیان لینی لگا
دستِ جشتِ پیر میں کئی ہجیان لینی لگا
خوری مٹی کی قسیم بد گمان لینی لگا
دوڑ کر میری قدم پیرِ سخاں لینی لگا
جب ملایا پاس تجکو چھیاں لینی لگا
میفروشہ کی لیے زاہد و کان لینی لگا
ابتوا و لٹی سانس تیرا نیچان لینی لگا
جو چلا ملکِ عدم می مہمان لینی لگا

۱۳۵
جمع دیوان نہیں اب تک تھا پھر بعدِ مرگ
۱۳۶
کوئی کیوں تسلیم نام سے نشان لینی لگا

دلِ مرقِ درو سی جب آشنا ہو جای گا
عندلیبِ تنہا بہار چند وزہ پتر پھول
آرزو مجھیں گے ناکامی سنی کامی کو ہم
گرتی ہی روزِ بشتِ قتلِ عاشق اکین

شکر ہی منہ سی جو نکلی گا کلا ہو جای گا
چارون میں نکتِ دی گل ہو جای گا
انتہا کو جوشِ حسرت بدعا ہو جای گا
رفتہ رفتہ تیرا کوچہ کر بلا ہو جای گا

آرزو مند فوجیو جہ زخم تن نہیں
 ایک بوسکی نہیں کچھ اصل دمی اب مجھے
 کر ہی ہی انتہائی سخت جانی دیکھنا
 جس طرح ہوتا در تاثیر حسرت جانی
 وای غفلت ابتدا میں وصل کو بھی تھی ہم
 قتل کرنا مجھ کو تیغ تیر ہی اچھا نہیں
 ہونہ گشتہ کہ مجھ کو خضر کی حاجت نہیں
 ہو کی برہم بزم سی جب میں چلا کہنی
 قتل کر تیغ تبسم سی دیت کا غم کھا
 جذبہ دل ہی عطا کرد و بخشا ہی اگر
 مان بان تیغ رہنی دو دمان زخم میں
 ہونہ مضطر بعد مرن امتحان کی وسط
 دل یا اوس بیوفا کو سخت نادانی ہوئی

جامہ ہستی پُرانا ہی نیا ہو جانی گا
 تم سخی کہلاؤ گی میرا پہلا ہو جانی گا
 قطرہ زہر اب بھی آب بقا ہو جانی گا
 نروبان آسمان دست دعا ہو جانی گا
 بیشتر حیا ہن کی ایسا بار بار ہو جانی گا
 غیر کو بھی اس ستم کا حوصلہ ہو جانی گا
 گرد باد وشت غربت ہنما ہو جانی گا
 اوہ جی اک تم نہ آؤ گی تو کیا ہو جانی گا
 جلوہ لبہای رنگین خونہا ہو جانی گا
 ورنہ ای تقدیر نالہ نارسا ہو جانی گا
 شکر احسان ستم کچھ تو ادا ہو جانی گا
 پہلو و مرقد میں پہلی زلزلہ ہو جانی گا
 کیا خبر تھی اس قدر ہنما ہو جانی گا

شکوہی زلف پر ہم اس قدر سیکم کیون
 میں نہ کہتا تھا گرفتار بلا ہو جانی گا

۲۲

۶۵

جسم لاغر بنی رشتہ تاریک ہو گیا
 قاتل بیرحم کا تہرہ شہر ہو گیا
 قطرہ نیسان صدف میں آگی گونہ ہو گیا
 دوپہر جینا بھی وقت میں دیر ہو گیا

کا ہشون بھی حال اپنا نوع دیگر ہو گیا
 قابل پرواز صید جان مضطر ہو گیا
 آبرو گر چاہتا ہی کنج خلوت قبول
 چھوڑ کر تنہا گئی جسد مہ آویہ اتھی

سخت دل کو نور کر دیتی ہیں رباب ضیا
مٹتی مٹتی دشمن جان کی بھی نریری و
ایل دنیا سی ملا جب آئینہ عبرت ہوئی
یا خود بین فی جہان میں کیا ملک کار
صدقی کا شیر الفت توئی کیا بھادیا
مر کی ہی دم بہر پہلو سی کیا میں جدا
ہجر میں حیرت برستی ہی درود یوار
ہر گہری زیر فلک حاصل ہی بربادی
وہو پ ہو یا چاندنی دنوں پہ کتنا ہنسا
کاتب لوح جبین سی انتہائی وقت میں
باعث راحت ہوئی بیانی فرقت
کسفی جہان کا آج وقت صبح ہو کر فی نقاب
سبھی تھی مگر گرا ہناری ہی چٹ جائیگی ہم
جسکو تو چاہی ہم نہ لطف مخیلی نہیں
سنگی دوست تری حال پر بخدان کی صفت
اک جہان پڑتا ہی کلام سنست کہ پیش کا
سبھی تھی دل کی حقیقت کو فقط و جوش

مر کی فیض نظر سی لعل تھیں ہو گیا
نیچے قاتل کا ٹوٹا ہی تو بخش ہو گیا
صاف ظاہر ہو گیا باطن مگر ہو گیا
عکس و سی آئینہ خورشید چھتر ہو گیا
آج قتل غیر پر راضی وہ کیوں کر ہو گیا
آپ کا پیکان بھی دل کی برابر ہو گیا
نی تری گہ آئینہ خانی سی بدتر ہو گیا
فرہ ریکت وان طالع کا اختر ہو گیا
قبر کا دامن مجھے دامان ماور ہو گیا
لکھتے لکھتے مصرع ابرو مگر ہو گیا
استقدر تڑپا کہ دل پہلو سی باہر ہو گیا
روزن در مطلع خورشید خاور ہو گیا
قسمتوں میں سر پر خاک پتر ہو گیا
نور و مست حضرت موسیٰ میں اُخگر ہو گیا
پانی پانی حلقہ گرداب کو تر ہو گیا
خط صحیفہ ہو گیا عارض ہمیر ہو گیا
لکھتے بیٹھے جسکڑی خط ایک فقر ہو گیا

یہ تمنا ہی کہ مگر جو حینت سی سنون

شکر ہی تسلیم خاک پای حیدر ہو گیا

میں کہان کشکش عشق سیل جاؤں گا
وہ سبکدوش ہوں کہ زندان ہی کہی تنگ
ہای کبتک میں گہراؤں گا امی ستین
مجسی لیتا ہی جبت عہد فاکل قسین
آتش داغ جاہری کی فصل گلین
آہی جائی گا اونہیں کسین و کھکی حم
مجسے کیا رازی ہونگی عیان سستی میں
شجر شمع ہون بہ اشک شری میرا
چارہ کر باتہ اوٹھا چارہ کری ہی میری
آج تیک کل ہی کل و پتی رست ہوگی

کیا تری تنک قباہوں کہ نکل جاؤں گا
صفت نالہ زنجیر نکل جاؤں گا
اب تو دامن ہی نہیں ہی جویل جاؤں گا
میں کی کیا تیری نظر ہون جیل جاؤں گا
وہ شجر ہون کہ بہا رانی ہی جیل جاؤں گا
ہون قریب ل شمع کہی جیل جاؤں گا
کچھ خم بادہ میں ہون جیل جاؤں گا
جب جلا دو گی بھی ہے جیل جاؤں گا
چشمہ بیار نہیں ہون جو سہل جاؤں گا
میں ہی اک گناہ مانہ ہون جیل جاؤں گا

شور یا تم ہوں کہ ہون خاک کراہی شلیم
جس طرح ہو گا میں و سر کو حی میں کل جاؤں گا

۱۲

۱۳

کر دل کافر مرا جسے میں دلبر مانگتا
مخل ساتی ہی ارادی کہ رہی رتہ ہی
و کنا تیغ نگاہ ناز کا آسان تہا
خار ہوتا بلبون کو آسمانی لگو داغ
ننگ ہست تہا جہان میں جاہرون کیو اطمی
تو خفا تا کہ شیدہ آرزو میں گمان
میری ہمت نی گہا پہلو کو خالی عبد مرک

ایک بت اللہ سی بہر چسب مانگتا
چلتی چلتی اور میں دو چار ساغ مانگتا
نہیں تو کیا ہون خضر ہی پانی نہ اوٹکر مانگتا
خاک میں کیا ملکی میں پورا کی جاہر مانگتا
کیا فلک سے جاہ و منصب تخت افشاں مانگتا
ان نصیبو نہ و عای وصل کیونکر مانگتا
ان ہون ہی کیا دل سے چاک کی مانگتا

خاک میں گردون ملا تا صوتِ طفلِ شکر
ایک سو پہنچیں تہی غرورِ حسنِ بہت
عمدِ طفلی ہی عدو میرا چرخِ پیر ہے
وہ بلا بالا ہی تو کر دیکھتا وقتِ خرام

میں اگر ہوں ہی ہی اماں پاور مانگتا
ان بتوں سے ہی خلی کیا خاک پتہ مانگتا
نہوں دل دیتا اگر میں شیر مادر مانگتا
فتنہ قدسے اماں آشوبِ محشر مانگتا

آپکا کہلائی تھی جگت شہ غلام
غیر سی کیا جام ای ساقی کوثر مانگتا

۶۱

۱۵

اولیٰ ہوتی جو وعایں تیرہ قسمت مانگتا
ہون ہضطر سنی نالہ صورت ہی انڈی
بکھمہ تو رہتا اتحاد جو رِ قاتل بعدِ مرگ
ہوں وہ ایدہ آشنا پاتا اگر دل میں حکم
ہمتِ یوانکی ہنستی و کرنے مر کے چین
رکھ لیا شرمِ گنکاری فی پردہ شکاری
اکیا کچھ پاس رہے حشر میں بدستِ بزد
صورتِ تصویر میں ہون شکلِ آئینہ جہان
اس قدر مجھ و قسمت تھا کہ ہو جاتا لہو
بڑھتی دیتا کب بھی ویرانِ نصیب کا اثر
پیشتر کہنی ہی تو نہ کر ہوا اب کیا کہوں
گر نہ محروم اثر ہوتی بے ماسیری تو میں
کچھ سمجھ صورتِ نقشِ قلم لغتِ لغت ہوں

دلغ دیتا آسمان گشتمع تربت مانگتا
منہ چھپانے کو داماں قیامت مانگتا
کاش آبِ تیغ بہر غسلِ میت مانگتا
اور میں اسدی اک دلغِ حسرت مانگتا
خاک اوڑانی کعبیا بان قیامت مانگتا
اہلِ محشر سنے ہنستی گر میں جنت مانگتا
دلِ کہانی کو تری دشمن کی صورت مانگتا
کیا طلسمے گہر میں بکھر غیرِ حیرت مانگتا
شیر وایہ ہی جو ہنگامِ رضا عت مانگتا
گور گہدلی آسمان ہی گریحارت مانگتا
خیر جو کچھ مانگتا ہی بیروت مانگتا
مازا وٹھانی کی لہی کچھ اور طاقت مانگتا
خاک میں گردون ملا دیتا جو صورت مانگتا

ہونٹ و عاشق گر خداویسا تو میں دنیا پر
پیار کرنی کی لہی اک حورِ جنت مانگتا

تہا حبابِ بحرِ امی تسلیم جو رچنے سے
کیا میں اس طوفانِ مین و مہلنی کی نصرت مانگتا

۴۹

یا و چشمِ ہم عیار سے سوئے ندیا
چشمِ وزنِ نیچ و کیا اوسے شب بہرِ محبو
رات بہرِ فتنہ نصیب سے ہی شک و ان
روزِ محشر کی عائن یہ مدفن مانگین
مرگ کی مین دین بھی نکتہ چبکی دم بہر
نہند صیاد کو آئے نہ پھر کنی سی مری
کیں جس تک غمِ جانان بھی لی ہاں
ہجر میں اور بھی بچیں ہوا شک میں سے
شکلِ تصویر نہ چبکی شبِ صلیتیں بلک

عمہ بہرِ فتنہ بیدار سے سوئے ندیا
غیرتِ عشقِ فسوکاری سوئے ندیا
گردش کو کب تیار سے سوئے ندیا
مرگ کی بھی وعدہ دیدارنی سوئے ندیا
اضطرابِ دل بیمار سے سوئے ندیا
وحشتِ تازہ گرفتارنی سوئے ندیا
داستانِ دل بیمار سے سوئے ندیا
ایک دمِ ناصح غمخوار سے سوئے ندیا
جمع تک لذت دیدار سے سوئے ندیا

کیا نزاکت تھی کہ اوس بیتِ سحر تک تسلیم
خلشِ شش زار سے سوئے ندیا

۵۰

جان ہی لی کے سرِ تیر جگر سی نکلا
تنگ آیا ہوں وطن سے میں شہر کی صورت
واہ ری شورِ جنوں و کمینہ و وڑا عالم
بوسہ شد دیا اوسے زبردستی سے
بدگمانی کو نہ کیوں ملے غیبی مین و ن
بیر اہمان مجھی لوٹ کی گہ سی نکلا
پہر نہ آؤں گا نظرِ جگر ہی گہ سی نکلا
فتنہ حشر ہوا ساتھ جد ہر سے نکلا
خیر کا کام جو نکلا بھی تو شر سے نکلا
غیر کا خط مری قاصد کی کمری نکلا

دلِ غم میری جوانی دم چیرتی چسکا	لو بہ شام در بیان سحر سے نکلا
۴	۵
نہوا کہ کسی تدبیر سے چکر سیرا چس کی لہریں تہنابھی ایجان معلوم کیون نہ پامال کہی پستی طالع مجکو شوکت شور جنون فی ذہانت بخشی	جب تہکی پائی جنون پہر فی لگا میرا تھ ہی ایسی ہو نہ ایسا ہی مقدر میرا وہ خاک گذر گاہ ہے اختر میرا چپ نہا دیکھ کی منہ فتنہ اختر میرا
۶	۷
قیس کیا فرما وہی محو دل انگاری ہا حاصلہ کوئی نہ دل تک غلشی ہی آسکا لاکھ واعظانی کہا تو یہ نہ کرنی تھی نگہ اوسکی کوچی میں پڑا ہوں نقش قدم رو کی ہی ترسا کئی آئینہ کو ہم مثل حلیب	سکہ داغ جنون ہر وقت میں جاری ہا پارسائی کا سبب احسان داری ہا مر گیا لیکن وہی پارس گنگاری رہا خاک میں ملکر بھی فوق ناز برداری ہا دیدہ ترکو ہمیشہ عذر ناداری رہا
۸	۹
۱۰	۱۱
۱۲	۱۳

لشما سقد رتہ بہرکت کہ جمل مجھون
کہتی ہی موج دل ہی ہم منع ہوشیار
یونہیں سحر کرون نہ اگر رخ کی باوین
استداری اضطراب تنہائی دیدار
سیری خطا نہیں ہی خدا یا جو کچھ کہون
موسیٰ کی طرح کیا اگر فی شوق میں کہون
کافرین عشق نیت محمد کی روزِ شتر

سیری طرفت تو کرمی بانہار دیکھنا
ہم تو عدم کو جاستے ہیں گہراہر دیکھنا
صورت نہ پر مری تو شب تار دیکھنا
فرصت میں اک نگاہ کی ہواہر دیکھنا
پہر پیسہ شراہی نہاہر مگسار دیکھنا
لازم ہے پہلے ملاقت دیدار دیکھنا
جنت میں ہون کی جسے سید کا دیکھنا

تسلیم روی یار کو حسرت کی آنکھ سے
اچھا نہیں ہے شوق میں ہر بار دیکھنا

۴۰

عدم کو دوش عزیزان پہ تامل آ یا
تہاری دید کو کوی رقیب میں شبکو
برنگ کشہ سیاہ چین مر کی ملا
وصال ہجری غالی ہانہ دم ہر دل
سنار ہی ہی بتنگ کی یہ گراخان
ففس میں داغ چٹائی گل سی ہونگی
ہم اس چین میں ازل شاخ خشک ہو
جلایا دوست فی محکویہ سرد مہری سے

خدا کی شان پیادہ کیا سوار آ یا
ہزار بار گیا میں ہزار بار آ یا
قریب سے مجھے آیا تو کیا قرار آ یا
چھوٹا لب تمنا گیا قرار آ یا
کہان ہی خنجر بیدم گلے کا مار آ یا
نہو نوید سے مجھے موسم ہزار آ یا
ہری ہوئی نہ کسی روز برگ و بار آ یا
کہ دشمنوں کو مری جاری ہی پھا آ یا

بتوں سے پاکی و غایب یقین ہو تسلیم
ہماری کہنی ہی تنکو نہ اعتبار آ یا

۴۱

۴۲

اوج فرا حسن و می غیرت گل ہو گیا
لا چکی تھی تیغ بہر قتل لیکن انی سخت
مگرئی ہم نوجوانی میں اسیر و ارم زلف
بی تری گلشن نظر آیا مجھے ہمسکہ
جیتتی جی بیتا بی دل سی یہ کب سہید
دیکھ کر اوس نو نہال حسن کے شہادہات
لوٹتا ہی بیٹھ کر مسجد میں اب خلق کو

آسمان پر مرغ زرین بال بلبل ہو گیا
کھدیا کچھ ناز سے پہر کچھ تال ہو گیا
شام سی اپنا چراغ زندگی گل ہو گیا
دو دو آہ بکیساں ہر برگ سنبل ہو گیا
ای اہل صدق تری تری کچھ تو تحمل ہو گیا
رنگت وی گل چمن میں پیش بلبل ہو گیا
دست و زوان حرم پائی تو گل ہو گیا

بیعت پر مرغان میں آگئی تسلیہ آج

سنکی قاتل تو یہ صد سالہ کا قتل ہو گیا

۱۱

۱۲

گلہ کیا عشق میں بکلیت یا آرام ہونا تھا
ہو امی بوسہ لبہامی ہو کیون تھی گراں فی
شکایت کیا مجھی بیرحمی و ظالم سی
کوئی تو چین پاتا آگئی مہر بلا فانی سی
نگین نقش کی صورت نہ کیونکر غیر سی
جنون میں کیون نہ قسمت یہی کجی کو لیجائے
گلہ کیا وہ نہ آئی کل کئی عدی پر اگر ٹالا
جو تھی منظور خاطر عند لب و مضطر کی
وہ شک مہر و مہالین پر آیا نزع میں شاید
وہ کچھ ملا علی مہی پر نہ آبات دہ جانی

ہوا جو کچھ مری قسمت میں کلفا ہونا تھا
تو موج بادہ ہونا تھا تبھی یا جام ہونا تھا
مری تقدیر میں کدن اسیر و ارم ہونا تھا
تجھ ہی ظلمت میں فن شب آرام ہونا تھا
کہ او سکی رو سیاہی میں ہمارا نام ہونا تھا
کہ ٹکری ٹکری اپنا جامہ احرام ہونا تھا
انہیں ناکامیوں میں آج اپنا کام ہونا تھا
رگ گل تجھ کو چند ہی رگ اندام ہونا تھا
چراغ صبح کو میری چراغ شام ہونا تھا
شریکیت عاشق تمہیں گل ہونا تھا

مری پہلو سی ڈھکیونگر نجاتی پاس غم یونک
کسی جا عید ہونی تھی کہیں کہرام ہونا تھا

ملا کر خاک میں تیلہ کو ناحیہ پشیمان ہی

یہی امی چرخ میرا ایک دن اپنا مونا تھا

۵۷

ہر گولی میں ہی عالم گنبد افلاک کا
شامیانی کی عوض سایہ ہی ٹھٹھک کا
دی باہی بوی گل دامن ہماری خاک کا
شام سی ماتم ہی یان صبح گریبان چاک کا
میری عریانی اوٹھائی ناز کیا پوشاک کا
خاک میں ملنا ابھی تی ہی میری خاک کا
حشر تک بگڑا بنا پتلا ہماری خاک کا

مرکی ہی باقی ہی چکر میری مشیت خاک کا
میں ہند بادہ پیسا تھا کہ میری قبر پر
چھو گیا ہی کس چمن آرا کی پیرہن ہی آج
وقت طفلی وتی مہین سووائی پیری کو ہم
بوی گل دامن کہتی ہی بی بی بگی مجھ کو نہان
ظلم سی تو بنگر پر باد ہون امی آسمان
نیستی ہستی ہی نہ صحت و نون عالم تیرے

برق جب چمکی ہی تیلہ سمجھی دل میں ہم

اک شریہ بھی ہی اپنی آہ آتش ناک کا

۵۸

ہمیں ہی گریہ بیچارے کے خبر کرنا
تم اپنے گھر کا بخت عمر بھر کرنا
سہرا نہ بیٹھکے امی بیکسے سحر کرنا
مرا بھی صورت آئینہ ہی نظر کرنا
تمہاری یاد ہی سیکھا دلون من گھر کرنا

جو ٹوٹی آبلہ دل تو چشم تر کرنا
وہ کہتے ہیں یہاں افسانہ الملو
ہماری لاش کو تنہا چھوڑنا شب گ
میں گھورتا ہوں جیسی بدگمان نہیں ہوتا
عجب ہی کیوں اثر نالہ حوزین ہی مرا

خدا کیو اطمی تر پو نہ اس قدر تسلیم

ابھی ہی شام جدا سے تمہیں سحر کرنا

۵۹

و تیرن جان و شست مین پیر توان ہو جای گا
 تیر کما کر ہم کریں گی شکر قاتل کا ادا
 لطف مین بیدارونی و شوا چینا کر دیا
 اس قدر گہرا نہ ای ولانی وی خطیار کا
 کثرت کریہ بہا لیجای گی اکدن مین
 وانی قسمت برق ہی کرنی غلطی کتم سیر
 خط کل آئی گا اکدن روی آشنائی
 شوق کا ایسا ہی پیکا نکول بسمل چھوڑ
 کچھ بھکرول دیا تھا بیوفا کو وانی تخت
 دیکھ پہلی کار وانی جس طرح ہیں آج خاک

دورہ ایک پریدہ آسمان ہو جای گا
 زخم تن ہو گا دوان بیکان بن ہو جای گا
 ہا ہی کیا ہو گا جو تو نا مہربان ہو جای گا
 جو لکھا ہو گا مقدر کا عیان ہو جای گا
 بستر اپنا چا و آب روان ہو جای گا
 ہم یہ بھی تھی کہ روشن کچھ کان ہو جای گا
 شعلہ ہی میری ولانی کو ہوائ ہو جای گا
 بدگمانی کہہ رہی ہی رازوان ہو جای گا
 کیا خبر تھی یوں نصیب دشمنان ہو جای گا
 ایک دن تو بھی غبار کاروان ہو جای گا

رہنی دوست سہم چندی بیکدی مین کہنا
 شیخ بھی اکبت نہ پیر مغان ہو جای گا

۵

۵

آج ہمنے گل چراغ لہجے سے کر دیا
 بند اسیران قفس کل دانہ پائے کر دیا
 مدتین گذرین کہ نذر نو جو اسے کر دیا
 موت کو میری خدائی نہ گائے کر دیا

بوسے لیکر نیلا روی ارغوانی کر دیا
 گل چری کا سامنا ہی آج سی صبا کر دیا
 بھر خرابائی کو واعظ پائے تھوڑی کہان
 کیا کروں کیونکر حسینون پر نہ میر تار ہوں

اس قدر تسلیم لکھا شور بیتابی کا حال
 یک قلم نامے کو دیوان فغا نے کر دیا

۷

۷

جس طرح بانگ اساتہ نہ زہار جدا

کثرت و حدت کی ای بار جدا

مرکی ہی زیرِ حد چشم متناسب کھلے بای کس کسکو مناؤں نہیں رگ کتا کوئے دہ جگر سوزِ عنادل ہی پیسوزِ جہان مجاویدل نہیں منظورِ جہان میں ہنا ایک سوزِ جگر سی بھی جینا ہی محال	نہوئی مجھے مری حسرتِ دیدار جدا ہٹ پٹالہ ہی جدا آہِ شمر بار جدا آتشِ گل ہی جدا آتشِ خسار جدا بیٹہ پہلو سی مری اوتِ عیار جدا پھونکی دیتی ہی تری گرمی بازار جدا
---	--

۱۲۷

ضعف فی صورتِ تصویر بنایا تسلیم
لب سی لب ہو نہیں سکتی دم گفتار جدا

۱۲۸

ہر محفلوت میں میری اک نیا ماتم ہوا غم کی تیرنگی ہی میرا کچھ عجیب عالم ہوا گر یہ پیہم سی خالی میں تکی کوئی دم ہوا تھا وہ محزون عمر بہرِ محرومِ عشرت ہی ہوا کسے چہڑا اونکی زلفونکو جو ایدل اسے ہمنی طی کی آہِ استقبالِ پرپی کی بل دروندانِ انزل کا غیب سے کیا علاج چشمِ تر میں کیا کروں بیابانی قسمتِ سیر حور کا چہرہ سراپا میں پی کی شوخیان	شمع کشتہ کا مجھے اپنی برابر غم ہوا بنگیا فریاد جو کچھنے کی قابلِ دم ہوا خون ویا جس کھڑی شکون کا آنا کم ہوا یار جب آتا تو ناکامی کا اپنی غم ہوا سلسلہ تارِ نفس کا خود بخود برہم ہوا سروساقد مثلِ شاخِ بید مجنون غم ہوا پنبہ زخمِ گل تر قلم سر و شبینم ہوا فوج کا طوقان ملا روئی تو بھی کم ہوا مجاویرت ہی کہ تو کیونکر بنی آدم ہوا
--	--

۱۲۹

می کی پیتی ہی دو عالم کی حقیقت کھل گئی
ایک ساغر میں دل تسلیم جامِ جم ہوا

۱۳۰

گلہ کیا دل میں آخر کچھ نہ کچھ املی ہو ہوتا اگر حسرت نہ ہوتی کوئی داغِ آرزو ہوتا
--

ہوا بی پڑہ از عشق تیری دگر نی ہی
 دکھاتی گر محبت ہجر میں تاثیر نیرنگے
 غلط ہی جذب الفت کا فسانہ ورنہ بیچ
 نہ تھا بیوجہ رگنا سوزن گانِ بلبل کا
 دلون میں حشر برپا ہی عیشون غائبانہ
 گندکارون کو ای و اعظا نکرا یون جنست
 گرا ناضف کا کوچی میں اسکی عین جکست
 تماشا دیکھتے گردیدہ عبرت سی گلشن کا
 یہ حسن عشق کی امی و مست سب نگاہین
 سنائی لبتانی گریں پیچ وہی کیا حال
 مقدس میں لکھی ہی تشنہ جانی ورنہ قاتل
 یہ میں بید و کتالی کیا کیوں سبب وہ ظالم
 نہ کیونکر آئی رونا کشت ل کی شوربختی پر
 محبت میں یہ بیرحمی کہ جینا ہو گیا شکل
 زبانِ فشت کیوں ہو کہتی لبت تشنہ جانی
 اسیدِ طغیانی کیا جھک کی ملتا اہل دوست
 کتابوں کی غفلت نہ تھا اسن سات میں واعظ

نہ کہ میں بیٹھا چپ نہ رسوا کو بھوتا
 ہر آنسو آتی آتی تا سرِ مرگان لہو ہوتا
 گریزان ہی جو مجسی آج بیٹھا رو برو ہوتا
 ہزاروں زخم نو ہوتی جو زخمِ کل فو ہوتا
 نہیں معلوم کیا ہوتا اگر وہ رو برو ہوتا
 یہ سچ ہوتا تو کیوں قرآن میں لفظ ہوتا
 پہاڑی گردش تقدیر نامِ جستجو ہوتا
 بجایِ اشکِ حسرت چشمِ بلبل میں لہو ہوتا
 نہ تو ہوتا نہ میں ہوتا نہ میں ہوتا نہ تو ہوتا
 مزہ جب کہ میری طرح تو ہی رو برو ہوتا
 کہی تو میں ہاں آبِ خجریہ کلو ہوتا
 جو ہونا تھا دل مضطر یہ میری رو برو ہوتا
 کہی تو پہلوست پہلنا جو نخل آہر ہوتا
 خدا نا کردہ کیا ہوتا جو وہ کافر عہد ہوتا
 رگ سودا میں ای قصا د اگر باقی لہو ہوتا
 میں کیونکر آبرو کی واسطی بی برو ہوتا
 کوئی پہلو میں خم ہوتا نہ خم ہوتا سب ہوتا

لگا لیتا کلی اوس کو کسی نون نہانی میں
 نہونا کا ش میں تسلیم موج آج بھو ہوتا

کیا پوچھتے ہو عشق میں کیا فایدا ہوا
آیا ہی تھا جواب میں پر زری اور ہوا
کیون سنکی ذکر غیر جبین شکن پر
دیتا فریب کیا مجھی و اعط بہشت کا
آتی تحدید وہ ہی نہیں بات ہی امید
شکر جہای یاری فرصت کہا نصیب
مدت کے بعد سنکی وہ غمگین ہوئی تو ہون
سو سو لگا وین میں شربت و نیکو کھانا
پایا عدوی خانہ مولد ار کا بیتا

اک چراغ دل ہی وہ بھی ہمارا دیا ہوا
پڑھتا ہوں میں نصیب کا اپنی لگا ہوا
کیا یہ بھی میری بخت نہ بون کا کلا ہوا
میں رند بادہ کش نہ ہوا پارسا ہوا
اچھا ہوا مریم محبت برآ ہوا
جتنا ادا کیا اسی او تناقصا ہوا
اتنا اثر فغان میں ہوا ہی تو کیا ہوا
سرمہ ہی چشم باریہ کیا ہی پسا ہوا
قسمت سی غول بھی خضر رہنا ہوا

تسلیم کیا کہون بہت نا آشنا کا حال
اغیا کر کا ہوا نہ ستگر مر ہوا

۱۵

۱۵

سما یا ہی نظر میں اس قدر عالم شب غم کا
او دہی چار ہی ہی شعلہ دل جلا کا
لو حسرت رویتی ہیں کر چارہ کر سنکر
کہون کیا پستی طالع اگر بخشی بلند ہی
بدل سکتی نہیں خلقت کسی کی پاک طینت

کہ اپنی صبح عشرت پر کمان شام تم کا
مری داغون پہ جوین ہی چراغ شام کا
مری خمون کو طعنہ ہو کیا ہی نام کا
بنایا ظالمون نے سر کو میری قہ پرچم کا
کہ ابتک شو رہی پانی حرم میں چاہ زمزم کا

کجی کا فری تسلیم کیا کوئی مٹا دے گا
نکل سکتا نہیں ثانی سی بل کیسوی پرچم کا

۱۶

۱۶

خارجہ سرٹ ل میں تہا یا کوئی کانٹا راہ کا

مکڑی مکڑی ہو گیا وہن ابھکر آہ کا

سر جکالیستی ہیں قدسی ویکٹر تعلیم کو
آبرو اہل زمین کی چرخ سی پختی محال
لاحتل ہی طریق عشق میں تکلیف
وونون عالم فتنہ شوخی ہی ہیں روز

دل مرا گھر ہی کسی محبوب عیال کا
ویکہ سکتا ہی نہیں ولایہ پانی چاہ کا
سبزہ جنت ہی جو کائنات ہی اپنی راہ کا
عرصہ محشر لقب ہی و سکی بازگاہ کا

مغ پجو آنے دو گر تکیہ دیر میں
چاہنے والا ہی یہ سب اک ہیٹ نخواستہ کا

۱۳۱

۱۳۲

کیا تجھی کہون کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
انصاف کئے کہ کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
دشمن جو کچھ پہلے کہا ہو تو کس ابو
تصویر ہوں چپکے مری ہستی کو سمجھ رہا
مات کھلی ہیں مری اغیار سی لکین
بے سدہ طلب کے ولاتا ہوں اوج ہی لا
غیار میں کہون گر کہ اوج میں ہی لگی دل کے
جو چاہو کہو میں لب تصویر ہوں ایجان
پتھر کا یا ہی غیر و ن خد لا او نہیں لاؤ
کیا عہد وفا کی رکھوں ہر دم سی امید
ایسا کہو چاک جامی مری غیر کے جھکڑا
کیون چپٹ رہو اس کی قیامت کا فسانہ
جو ہا ہی عدو عاشق ناکام تھا را

کچھ تو سب ایسا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
تو خود نہیں سنتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
اب تو یہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
میرا یہی کہنا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
مجھے یہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
سُنہ پیر کی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
تہا کہی ملتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
میرا یہی شیوا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
اتنا بھی کہنا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
اب تک یہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
یہ بھی کوئی کہنا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
کیا دل کا بکیرا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
قرآن اوٹھاتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

بیکار ہی تسلیم گلہ ترک سخن کا
کہنا وہ مرا کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

:

روایتِ ہامی محلہ

۱۶

۱۷

درومنڈن کی نہیں تھیں میری ہمت شباب
پا رسائی ہو چکے آؤ نکالیں جس تین
کم سنی میں ملکی ہندی رن لاتی ہیں یہ
دیکھتی ہیں جب کسی خیر کی اگلیاں
تھم تو کیا ہر صورت یہ قوت سوانح ہیں
دل میں جھک و لولی تھی کیا نہیں کچھ
آئی تھی قسمت کورونی شل شلیم رول
کچھ سمجھ کر جمع کی تھیں دل میں تھی حشر
اب تمنا کی تمنا ہی دل ناکام کیوں
روتی گدزی عمر شل شمع کیا ہمو خیر
مل گئی جب خاک میں بٹے اس خاک تھا
بچو دی ہی جب کہیں آنکھیں آگیا کچھ
وقت مشکل خود غرض دی نہیں مگسا
کیسے کیسے خوش کیا یاد دہانی ہی
بچو دی حسرت تمنا و لوہ و حشر جنون
آج یہ عالم ہی کیا کیا ہوتی ہو گی شون

کوئی طفل شک محرومی نہ پونچا شباب
خاک میں تاحی ملائی ہو مرا اپنا شباب
دیکھی کیا رنگ لانا ہی ہی اونکا شباب
داغ دی جا تا ہی داغ دی میں اپنا شباب
ہمنے دیکھا ہی نہیں آنکھوں میں شمع شباب
دیکھ میری نوجوانی یاد کر اپنا شباب
پوچھتی ہو کیا ہماری نوجوانی کیا شباب
کیا خبر تھی داغ دی جائی کیوں اپنا شباب
ہوئی نصرت جوانی کی یاد ہو کا شباب
کس کو کتنی ہیں الٹی خوش کیا شباب
کیا بڑا کیا کہیں کیا جوانی کیا شباب
کیا کوئی تھا کہتے ہر جا کہو کا شباب
آرزو میں کہیں دل میں کیا تھا شباب
دل میں کر دیتا ہی پیدا عالم مر یا شباب
سوطح کی آفتیں اک جاں لایا شباب
چن چن یہ کہ چرخ ہر کا ہو کا شباب

مرکب ہی یونہی رہی گر خار خار غم نصیب	مرکب کو چادر گل ہو چکی ہمدرد نصیب
زلف سنبل ہون بوی گل عجیب کیون مجھے	کہتی ہیں باغ بہار میں ہر دم نصیب
مردو جائیں گی ہونچ کر گلشن مقصود تک	تو اگر بدلی تو ای شاد او پھر نصیب
کیا میسر وید و سر کوشی ہی ہر دم نصیب	بیشتر کوئی سنی آری ہوا نہیں کہ نصیب
گلشن فم و دہن ہی ہو جای گا ماتم سرا	پونجی جسد فم و دہن چار ہی نصیب
شب کو سر کوشی گلون کی دلو وصل آفتاب	واہ کیا کہتی ہی باغ و بہرین شمع نصیب
چار و دروازہ پیدائمانی میں نہیں	کب ہوا زخم گل ترکو کہی ہمدرد نصیب

پرتی ہی انگون میں ای تسلی نہ ملے
دیکھی ہوتی ہی کب و محبت ہر نصیب

ہجر میں سیکھا ہی ناز و لب و عیار خواب	پرود کرنا ہی مری انگون میں شاد خواب
کر دیا ہی بد گمان و نون کو ہجر بایسنے	خواب سجا نہ وہ انگون میں شاد خواب
راحت طفلی جوانی غفلت پیری و مرگ	جہتی مرنے تک وہ انگون میں کبھی تپ خواب
شام ہی تھا اسکے تیر نوک مرگان کا خیال	صبح تک کہنگا کیا انگون میں شاد خواب
اب تو کیا کر رہی ظالم نہ چکی کی پلاک	لی کیا انگون ہی تیرا وعدہ یار خواب
اہل غفلت لذت راحت دیکھی ہی نصیب	دیدہ تصویر کا بننا نہیں غوار خواب

مرتی دم تک وصل کی تدبیر ای تسلی کے
عمر ہر تعبیر سوچی دیکھ کر یکبار خواب

مست ہر شمار نہیں محرم لڑ میں سب	جتنی بیوش نظر آتی ہیں ہشیار میں سب
اب تو خدا و شاہ و رخ روشن ہی نقاب	ہو چکا حشر کڑی طالب لڑ میں سب

چوڑ کر آپ کو کیا خاک ہوں عالم میں	ایک تم ہی جو نہیں کار تو بیکار ہیں
شریاء و فغان شعلہ دو دھند رہو	شام ہی سی صفت کب بیکار ہیں
ان جیدوں ہی عیش و عشرت ہو وفا کی	فقتہ پرواز ہیں عیار ہیں مکار ہیں

۹۲	نرا مشعلہ آہ و فغان بھی تسلیم آج کس کس میں غان گرفتار ہیں	۱۱
----	--	----

اک طرف ٹالان میں پاک سو فغان عین لیب	آج ہو جائی گا چچین امتحان عین لیب
سستی ہوتی گوش گل گرد استان عین لیب	جای سبز باغ میں کتنی زبان عین لیب
کیا طراوت خیز ہی ابکی برس خوش بہار	ہو رہا ہی سبز خارِ شیان عین لیب
فرصتِ عشق فغان کی نہایت کم ہے	آشنا تا اوس ہی ہو کیونکر زبان عین لیب
خود بخو گل گریبان ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا	سلیب کیا آج کچھ راز نہان عین لیب
قید ہوتی ہی نہ کر صیاد ویران شیران	رہنی دی دو چاروں باقی نشان عین لیب
تنگی کیخ نفس رنج اسیری و غم گل	اتنی سامان ستم اور ایک جان عین لیب
منہ نکھلوا یا سوال آف دانہ فی کبے	شکر ہی ہونی نپائی کس شان عین لیب
باغبان کر یونہیں امید از ہی نفیب	آسمان سر پاد و ٹھالی کی فغان عین لیب
باغ سارا سرخ کردی کی بڑا ک خون	گر سلاست ہے چشمِ خود نشان عین لیب

۹۳	نغمہ سنجی آئی نہیں نالہ تسلیم ہے ورنہ کیا تھی باغبان پہلی زبان عین لیب	۱۲
----	---	----

ہموت زمین جای آب شراب	پسین ہم رند بحساب شراب
مٹی ترے بزمِ عیش میں ساتے	شیشے چھالی ہیں خونِ ناب شراب

رند ہوں چاہیے پس مرون زادہ امیکدی سے کر پرہیز رات دن عکس دی روشن سے بند انگین ہین جوش سے مین	غسل میت کو جامی آب شرب زہد کو کرتے ہے خراب شرب ماہ سا غسہ ہی آفتاب شرب ہو گیا عالم شباب شرب
---	--

دہرین کمانے پینے کو تسلیم
چاہتا ہوں فقط کباب شرب

رویف بای فارسی

۹۴

۹۴

مل گئی خاک مین پامال ستم آپ سے آنی والی ہی تہہ ر کوئی آفت دلیر تھی وہ شتاق اسیری کہ اسیری کی لیے لاکھوں صدی جواوٹا ہی نہیں سہون میں تو شکوہ ہی نہیں صبح طرب کرتا	مٹ گئی ہم صفت نقش قدم آپ ہی آپ آج گہرا تا ہی کچھ سینی مین م آپ ہی آپ برہ گئی جانبِ بخیر قدم آپ ہی آپ برہ گئی آپ کی مشوق ستم آپ ہی آپ منہ چہا لیتی ہی شام شب غم آپ ہی آپ
--	---

کس لیے پوچھتی ہو رازِ محبت تسلیم
بات جو ہوتی ہی کہیتی ہیں ہم آپ ہی آپ

رویف تہائی فوقانی

۹۵

۹۵

اوٹھ گیا باغسی کیا وہ گل تر آج کی رات میری پہلو میں ہو وہ شکِ قمر آج کی رات خبر ہجرِ غریبانِ نی گلا گھونٹا ہے وصل مین دیدہ غماز کا ہوتا ہی گمان	کفِ افسوس ہی ہر برگِ شجر آج کی رات جادِ غیر میں ادا غ جگر آج کی رات کیسے خاموش ہیں مرغِ غنِ سحر آج کی رات بند کیونکر نہ کروں وزنِ در آج کی رات
--	---

ابو غنوار بھی بالین پر نہیں قسمت سی
 میں نے مانا کہ ہوا دن بھی وہ آئی بھی مگر
 کیونکہ مسمی نہ سحر چاک گریبان آتی
 روز سنا ہوں تقاضا ہی اجل کی طعنے
 نیت ہی آتی ہی مجھ کو نہ اجل آتی ہے
 سامنی یار کی کیوں آنکھ سے ٹپکی نشو
 آپ آتا ہی نہ تو پاس بلاتا ہی مجھے
 ہجر میں کس سے نیا ہی گئی فاکٹی شریز
 کس طرح وصل میں رہتا ہی نظر سے نہا
 وعدہ کرتی ہو اگر چار پہر رہنے کا
 کچھ اجل سے کل روز مصیبت کے لون
 آنی والا ہی کوئی پردہ نشین بالین پر
 دن سے بلبل یہ سر شور ہی اللہ کری
 صبح ہونی دو ملائی گانہ نکلیں شوخ
 مان ہی پر خلش ہی غم کہ دراول مہلی

بیکسی کس سے کہوں دجگر آج کی رات
 چارہ گر کسکو ہی امید سحر آج کی رات
 لی گئی تھی مری مرنی کی خبر آج کی رات
 مجھ کو مر جانی دہائی دجگر آج کی رات
 تیرہ تختی سی ادھر ہونہ او دہر آج کی رات
 گر گئی میری نظر سی یہ کھر آج کی رات
 بیوفا کیا ہی تجھی بد نظر آج کی رات
 بیکسی ہوگی ادھر تو کہ او دہر آج کی رات
 ہم تجھی دیکھتی ہیں موی کھر آج کی رات
 بھول جانا کہ سن کل کی سحر آج کی رات
 اتنی فرصت مجھی دجگر آج کی رات
 بیخودی چاہی تجھی ہی صبر آج کی رات
 قفس تنگ میں ہو تجھ کو سحر آج کی رات
 اور مہمان ہی عنایت کی نظر آج کی رات
 مشغلہ کوئی نہ ہوتا بس سحر آج کی رات

آہ کیا نالہ و فریاد و فغان کیا تسلیم
 ایک میں ہم نہیں باقی ہیں آج کی رات

۹۱

۱۷

بنے تھی طول میں نصف سارات
 برابر صبح تک بیٹھا اوٹ سارات

خیال صبح کا دھڑکاں تھارات
 تپ فرقت سے مثل شعلہ شمع

می جو شش چو اسے سہی ہون چو ش
 فریب یا سر اسید اثر سے
 ورنہ ای بیو فاکسیا جان کرنا
 چسپے دامن میں طفل اشک کر
 منت در طالع دشمن کی صورت
 وہن نقطہ کمر تار نظر ہے
 ششم شیر سے ہوتا ہی معلوم
 کیے ہو سے ہزاروں بی اجاز
 نہ آئے پردہ مینا سے باہر
 خیال بیکے غمخوار سے دل
 عدو سے چپکے آیا قیر پر کون
 بلای جان ہیں سب کس کو ہی
 تننا و کیت او سکے گلے سے
 سحر کو وصل میں و تون فی لی آہ

نہیں معلوم ہو کہ وہ بی یار رات
 کاشکاش کہیں ہے میری عمارت
 تری سہارا کرتی تھی قندارات
 کوئے دہر سحیہ تھی بلبل رات
 لہریں پڑا کا ہے تو ای ہوفارات
 پڑ ہی ہیں کسی کیسے نصارت
 بلای جان ہے دشمن کی عمارات
 رہا ستار کیا کیا حوصلہ رات
 عودن می بنی ستے پارسا رات
 ہمیں کس کس کا تھا پاس نصارت
 ہوئے ہمسایہ بال ہمارا رات
 حیا غمرہ آوا چشمک اشعارات
 گریبان کی طرح لپٹا رات
 ہوئی تم بیو فانا آشنائیا رات

دعا ہے وصل میں ن بہرہ سلیم
 ند کہلائے جدائے کی خدائات

رویف تائی ہندی

۹۴

۹۵

یکبارگی نقاب رخ سی صنم اولٹ
 کیا سوچتا ہی مرگ کا جھکا مٹا ہی د

موسیٰ کی طرح جائی گا یعنی ہر دم اولٹ
 خنجر لی آستین کو اوپر ستم اولٹ

<p>نالون سی آسمان زمین میلی مہم اولٹ دیکھیں خدہ کی گہر کو حجاب حرم اولٹ گردون نہرو سہ کی وادی منہم اولٹ جائی سوبقا سر راہ عہد م اولٹ دل کو مری ابھی سی نہ او آہ غم اولٹ اپہا ہی تھی تو نسا اب و صہم اولٹ</p>	<p>ایسی لہجے نہیں ہیں غم ہر ناتوان کا فر سیاہ لہجہ پاک سی مہم میرا فسانہ کونین میں نہیں برگشتہ سستی میں ہی توجہی و بون شام شب فراق سحر ہوگی کس طرح ہو جای اپنی تاب نظر کا بھی امتحان</p>
---	---

<p>۹۱۹</p>	<p>کروٹ کہان کی رہنی و نیافتا و خاک لہجہ کو نہ صورت نقش قدم اولٹ</p>	<p>۹۲۰</p>
------------	---	------------

<p>آہ سکارس طرف سی گر نظر لی تو پلٹ با وفا تجھ کو نہیں گے رووٹا قسمت کوین بانا یا میں ل مضطر فاقہ سی ہی ہستے ہیں کچھ نہ ختم توکل جہا تا ہی مان دل پو کیا گزری آہی بیدہ اس سرد جی اوٹو گاہ میں لگالی ای گل تو گل صبر کر اتنا کہ فرصت پاکی یوں ادھر کچھ لب کر دل را کعبہ ہی بیتنا نہیں</p>	<p>میں یہ سمجھوں میری افسون کو یا بیا پلٹ عہد و پیمان سنی اپنی ایت بہ خوب لٹ چوڑ میرا ساتھ جا ملک عہد کہ تو پلٹ بانگین کا اپنی صد قادی بیت بہ خوب لٹ آگے مڑ گاہ تک گئی آگاہی نہ پلٹ عمر رفتہ آئی گی پاکر تری خوشبو پلٹ آئی ایدل لکھی ساقی ساغر ملو پلٹ اولٹھی پاؤں تو بہان سہا ہی سر کپ پلٹ</p>
---	--

<p>۹۲۱</p>	<p>چارہ تعقیب ای سہم سہم بوجھا اپنی توڑا نو بدل مضمون کی یا پلٹ</p>	<p>۹۲۲</p>
<p>روایت شامی شائستہ</p>		

خاک میں جب مل گئی پہ چلو وہ تیرے عیش
مجددین کیا باقی رہا صیغہ کی ہوجوں لہجہ
سچ و راحت عشق الیٰ الہی میں وہی فن تہی
دیتی ہی تعلیم ماتم ویکہ تو کس تک سی
بلبل و صیاد کی جھلری میں خل غیر کیا
فرق لائی بیٹالی میں ہی صورت سب
گلشن عالم میں بون بستی مری بیکار ہی
نزع میں ہی ہر مری ہوئی بان کر دست

گل عیش چاہے عیش شمع سر بالین عیش
چارہ گردان او اب پی کی عیش
کھینچتے ہیں قفس کی تصویر کو عیش
تلخی فرما و کو بھی ہی ہی شیرین عیش
بیٹے بیٹے بول و ہنسا ہی ہی عیش
آینی سی بدگمانی ہی عیش و عیش
جس طرح سی تری محل میں گل قلعہ عیش
کیون احباب تری ہیں بیٹی تری عیش

میری شہر و زمین کمان ہستیا ہم جابی اعراض
و کیستا ہی نقطہ نقطہ ویدہ بدین عیش

تلا

بہول کرائی ہیں آج ادب کیا باعث
چارہ کر کوئی دوا کی نہ مداوانہ علاج
مر گیا شب کو ترا پیرو سامان نہ
بدگمان ہی میں ہی کچھ نہیں بچا ظلم
زلفیں کھنکی ہوئی نرات پہا کر سے تہو
کیا میں بیت طن کو نہ پرن گزندہ
کچھ نہ ہو چو صفت نقش قدم بیٹہ کی ہم
ہای کوئی تو خبر کو کہ ماول شہرے
چو چپی تہی ہستیا ہم مانی کامزاج

پوچھتی ہیں مرا یہ ایک سی کیا باعث
نخود بنو آج ہی کم درو جگر کیا باعث
ٹکڑی ٹکڑی ہی گریبان تھر کیا باعث
بیمہی جاتی ہی ہی آج نظر کیا باعث
تکو مطلق نہ پاس کمر کیا باعث
لپٹی جاتی ہی ہی گرو سف کیا باعث
خاک اوڑائی ہیں ہر اہل کیا باعث
ناصح آیا نہیں وں ہی ہر کیا باعث
آج تک اپنی نہیں تھویر کیا باعث

رویت جبر تازی

۹

چارو گر اگر خبر لی پھر مرا بکڑا مزاج
 و کہنی میں وقت آخر آہ کس کس کا مزاج
 عاشق جان باز ہوں کہتا ہوں سید مزاج
 بوی گلشن گل کا سہی کیا نہیں جاتا مزاج
 خاک کی تابی کیا کیا خاک پتلا مزاج
 سرو ہی کا فور کا لکھا ہوا و کیا مزاج
 ہی زبانی کسی محبوب کا گویا مزاج
 وادوا ای جان میں کجا و کیا مزاج

ہوش کیسے مضبوط کیا جاتا اگلا مزاج
 ترک آندوہ خفا قاتل کشیدہ تیغ تیز
 ولف لائی پیچ میں یا چشم دی تری میس
 وہ بکڑی جہان میں آپسی نہتی نہیں
 گدگداتی ہی بحدیات بھی کرتا نہیں
 ہوں یہ حیرن کہوں جلتا ہی غم حسن صبر
 ایک ساعت میں لٹتا ہی ہزار دن تک
 سنتے ہی حرف سوال بوسہ بکڑی سقد

بیری ہی زرد ہو تا ہی ہنسنا ہر میں

پوچھتا ہی کون ہی شیطانی فلسفہ کا مزاج

۱۰۲

۱۰

اوبت کا فرخدا کو مان سہ کھوانہ آج
 ساقیا و کھلا بھی شکل می وینا نہ آج
 ناز بھی کیا بار احسان تھا نہ جو دھانہ آج
 باج مشفق بھی رشتہ تو سمجھانہ آج
 انب گھپیں کا خطر صیاد کا دہر کا نہ آج
 عالم رویا میں ہی جی کہو لکھو یا نہ آج
 وہ تو کب لاتی ہیں تو بھی ہی اجل نا نہ آج
 قطرہ خون بھی تھی سوہ بھی کچھ کھانا آج

وصل کی شب لٹی شکوی تو زبانہ لاندہ آج
 خون لانا ہی شب تکلیف میں با مان عیش
 امی لکم حوصلہ کیون چیرنی ہی وویا
 جی بہلا تا ہی ویننی ہی دم ہر بھر میں
 مر کی بلبل کو ملی ہر قید ظالم سی نجات
 کھل گئیں آنکھیں سرشک گرم کی تاثیر
 جس طرح ہو گا شریف وقت بسر کر لینا ہم
 کھل گئی سیانگی دل کی شکاف زخم سی

ناگز بخیر سی آگاہ کرنا ہی او نہیں
 بخیر بھما بھی یا کن ترانے کم ہوئے
 قیاس و زبانی تھا سو بہنی امی جنون
 جو کیا سب یاد ہی تحریر کی حاجت نہیں
 ہی یہ نفرت مجھ کو اپنے سے جو ہوتی وہ

اس قدر اسی ناتوانی پاؤں تو پہیلانہ آج
 کچھ تو پروہ تھا جواؤں بہت کیا پڑا نہ آج
 جانکر فال بون ملوق گلو پڑا نہ آج
 نامہ اعمال ہی کر کیجئے رسوا نہ آج
 نکت و میرا سری تصویر سی ملتا نہ آج

طرح میں ہی اک غزل تسلیم لکھنا چاہی
 خامہ جاد و بیان کو روکنا اصدانہ آج

۳۶

۳۷

چاہی مینا ہی می کو سجدہ شکرانہ آج
 کیا ہو کیسی پلاوی ساقی ستانہ آج
 اپنی جو بن پرندہ آتش مع خانہ آج
 خواب کیسارت بہر ویا کیا سن سنی یار
 زخمت و اعظ مبارک قید شرب کو
 چھیرتا ہی کس ہی ساقی خدا کی واسطی
 گورکن مہن منتظر بیکار رکھا ہی کفن
 دی جگہ دل مہن بحدنی اقر با خدیت
 پیٹتا ہی سر کو شعلہ روتی ہی شمع لکھن
 کل نگاہ منتظر وونی ہوئی تھی جام میں
 اس قدر چکی ہی نخل آسمان سی مفلس
 مرکی ہی شاید بڑک اوتھی ہمارے در غل

سر کی بلاتا ہی زاہد جانب سخا نہ آج
 عقل نہی تھیں آشنا غفلت ہو گئے آج
 جنبش شعلہ ہی پرواز پر پروانہ آج
 قصہ مرگ عدو بھما مرا فسانہ آج
 رکھتی ہی تو بہ ہماری لغزش ستانہ آج
 چوسنی دی ہم کو جی بہر کی لب پمانہ آج
 اب نکلای مرگ ہمسی ناز عشوقانہ آج
 اپنا بیگانہ ہوا اپنا ہوا بیگانہ آج
 رونق بزم طرب ہی ماتم پروانہ آج
 پھرتی ہی آنکھوں میں میری کیش پمانہ آج
 شعلہ فریاد ناگامی ہی شمع خانہ آج
 سینہ مدفن نظر آتا ہی تشخسانہ آج

دشت میں کس شک لیلیٰ تی قدم بچ کیا
 کیا کہوں میں بظلمتِ شام جدائی کا فروغ
 جسکو دیکھا ایک نظر دو دو پہر آیا نہ ہوش
 پردہ مینا سی کہینچا بی تکلف شوقِ فی
 دیکھ کر خنجر بکف مقتل میں اوس سفاک کو
 کوئی مژدہ ماتم دل کا مقرر ساتھ ہے
 خانہ صیاد میں کل دیکھنی ملتا ہی کیا
 بڑھی کیا کیا نہیں ہر ہم کری کی یار کو
 آگیا جلتی نین شاید عذر شوخی کا خیال
 حشر تک ہوتا ہی ماتم عاشقوں کا دہر میں
 چوڑ کرنا کام مجھ کو وہ کیا پہلو سہی ن
 بی تری آواز قلقل شور ماتم ہی مجھے
 غیر تی میں مغل آتا ہی اپنی پیش کا
 گری ہی ہمت شور سلاسل دیکھنا
 زاہد بیدین کی ضد پر چاہتا ہی دل مرا
 مرنی مرنی سخت جانی دیا اک اور داغ
 نشہ جام می حدت نے وہ بخشا سرور
 ہر قدم کی ساتھ ہی شور بیلہ کیا دحشر
 بی تامل سر تہ شمشیر قاتل رکھ دیا

گہر ہلائی دیتی ہی پچھپی ویرانہ آج
 آفتاب صبح محشر ہی چراغِ خانہ آج
 گردش چشم پر ہی تھی گردشِ پیمانہ آج
 دختِ زمی آنکھ ملتی ہی ایا رانہ آج
 اور کچھ سمجھا رہی ہی ہمت مروانہ آج
 طفل اشک آتی ہیں گرتی پڑتی بیتابانہ آج
 آہ انہ اشک کا ہی ہلو آبِ دانہ آج
 ہر طرح اوجھا ہی لف شکن بی شانہ آج
 پای بوس شمع محفل ہی سر پروانہ آج
 دل کما دیتا ہی کیا کیا قیس کا افسانہ آج
 چشم حسرت بنگیا ہی وزن کا شانہ آج
 بنگیا ہی ایک چشم خون نشان پیمانہ آج
 توڑنی واعظ کی سر سی نشینہ و پیمانہ آج
 آسمان سر پر وٹھا لیکار دیوانہ آج
 پھر کروں تعمیر کعبہ میں بیتخانہ آج
 دستِ شمن میں ہی قاتل کا ہوشانہ آج
 گر کیا نظرون سہی ہی ساقی ملاخانہ آج
 پہنی ہی کشن ہم کی ہیری ترا دیوانہ آج
 ہم ہی جان بازی کو بھی بازی طفلانہ آج

گر می جوش جنون می بسکه ہوں تشنم	وانہ یا قوت ہی بخیر کا ہروانہ آج
محتسب کا خوف آثار قیامت ہو گیا	ہند مثل باب تو بہ ہی درخشاں آج
پہر نہ آیا جا کے یار ہو فامین مر گیا	عمر رفتہ بن گیا میری لپی جانا نہ آج
ہوں وہیوانہ کہ مجھ کو قیدِ صحرا بھی نہیں	خانہ زنجیر ہی میری لپی ویرانہ آج

نذہب سلیم دون ایک صورت پر نہیں
کل ہضم کعبہ یکساں ساکن بخشاں آج

۶

اروینت حیر فارسی

۱۰۲

اتنی زحمت نہ ای ستمگر کہیں	پہینک شمشیر کت خج کہیں
اور سہ سیکڑوں میں تو دل سے	تیر پہچان کر ستمگر کہیں
ٹوٹ جائے گا دل جو ٹوٹا یہ	چارہ گر خار پا ستمگر کہیں
چچین لوح حبیبین پہ یار نڈال	ورج مجھ پر نہ مسطر کہیں
شرط یہ تابی جگر ہے یہ	رات بھر نالے کہیں دن بھر کہیں

اوس کو پروا نہیں اگر تسلیم
پہر تو کیوں نالے زندگے بہر کہیں

۷

۱۱۵

کو لد و گلشن میں اکدن شکو کا کل کی تیج	و وقدم حل کر بلا دو خاکسین سب کی تیج
فصل گل میں گراسیرام ہی فسوس کیا	سیکڑوں اسمی میں گلچین قسمت بلبل کی تیج
ایسی کہانی محتسب نے سیکڑے میں آج ہول	آباد ستار کا کرن میں سی کل کی تیج
ماری پہر ہوئے گلہون میں بگاڑا غیر	چل گیا جس وز اپنا سائی اس گل کی تیج
کہاں تھیں بچے وہ کہاں تسلیم وق	خاک ہم مجھ میں کلیم شاعر اکل کی تیج

۱۰۹
 بیوفا باتین بنا جاتا ہی کیا کیا جوشیج
 تیرے پو نہیں بڑ کہہ جاتا ہوں جانی کون
 کچھ تو ہوسکین اظالم دم اقرار وصل
 پاکی موقع اب تو کچھ باتین ہی کریتی ہڑ
 ہنشین سنتی تہمتی تہ بلا ہی دو گھر ہی
 بیشک ویر و حرم میں بہمن ہی شج ہی
 کوئی کیا بھی حسینان جہان کی گفتگو
 و شربت میں سچا ہمزاد کی پناہی کون
 کوئی کیا جاتی جو میری پکی باہم ہیں از
 عمر بہر باتین سنیں شرب بت عیاری
 انتظار رک ہی بالین پر اگر گاہ گاہ

۱۱۰
 وصل کی امید پستنا ہوں صید جوشیج
 دیکھ لینا میری سراج میرا جوشیج
 ایک دن تو اپنی منہ کی ہی چاہ جوشیج
 رہ گیا ہی میری ٹکی پوہین پوہوشیج
 کہہ تولیتی اونسی کچھ دل کی تمنایوشیج
 عمر بہر ہمنی سنی بیکار کیا کیا جوشیج
 سچ سرا پا جوش ہوتا ہی سرا پا جوشیج
 کچھ ہی تک ہی باہی سلاہ سایا جوشیج
 کہنی و کہتی ہیں جو کچھ اہل دنیا جوشیج
 پر زبان شمع کو آیا نہ کہنا جوشیج
 نسخی لکھ جاتی ہیں خلط سلی طبا جوشیج

رات دن جزا عمر ارضی عی نہد مائی

کیا ملا تسلیم کو کہ کی تنابہوشیج

۱۱۱

کوئے کہنے کو کوئے سر پشیریج
 بہار فنڈ طلسم کار خانہ
 ہجوم خلقت کون و مکان کو
 حصول و جہان بھی میں دلو

۱۱۲
 دہن تو ہی ہی کچھ لیکن کمر ہاسیج
 عجب عالم ہی یہ دنیا لکریج
 سمجھتی ہی تری تیغ و ستر ہاسیج
 مقدار کی نکلی یہ ہی گریج

حقیقت میں خدا ہی جانی تسلیم

بظاہر تو سرا پا ہی بشر ہاسیج

۱۱۳

۱۱۴

خاک میں ہلکولای آسمان اچھی طرح
منزل مقصد کو پونچا کاروان اچھی طرح
دیکھ لی اپنا چمن باری باغبان اچھی طرح
کوئی ساغاور بھی پیرغیاں اچھی طرح
دیکھنی پائی نہ سیر بوستان اچھی طرح
آج تو سن لومری تم وستان اچھی طرح
تم کہاں تھی آج تک پہرے اچھی طرح
منہ دپھی ہی پھیالی بدگمان اچھی طرح
کچھی دوچارون شوق فغان اچھی طرح
چوس لینی دوجھی اپنی زبان اچھی طرح
فہم ہیں آتا نہیں اپنا بیان اچھی طرح

صوت نقش قدم کرنی نشان اچھی طرح
چشم تلی دہن آ یا بیخبر ہر سخت دل
پہول کیسا ہمنی پتا بھی کوئی نہیں
ناز توبہ اوٹھ نہیں سکتا خدا کی واسطی
عین فصل گل میں آنکھیں بند کیں صبا کو
ہو ہی گا گل جو کچھ ہوگا انھیوں گل لکھا
دیکھ کر کہتی ہی مجھ کو نجد میں خوشی صبح
لی تلون بوسہ لب نگہ کا خواب میں
فصل گل میں ستا جانے کہیں صبا کو
ہوٹھہ چٹوائی گی لذت ہے پرین بستی شیب
کم معی ہی نہیں عشق میں مین کوئی شعر

کیون نہ پتا بیان سنکر دل اجاب کو

پائی ہی تسلیم فی اچھی زبان اچھی طرح

گلی لپٹا لو گریبان کی طرح
ہای رسی شام غریبان کی طرح
خاک اوڑاؤں گا بیابان کی طرح
گور میں داغ عسکر بزان کی طرح
آپ کی ہیر و سامان کی طرح

پاؤں پرتا ہوں میں امان کی طرح
کیا کہوں صبح وطن میں تجھے
خانہ برباد تو ہونے دی جنون
غیم اغیار بھی آیا ہمراہ
کاشن ہر میں پرتی ہی صبا

ہم تن سوز جگر سے اپنے
 بے باہم غم نہ فرق آئی جنوں
 پوچھتے کیا ہو مرے ہستے کو
 ملی جس راحت بھی تڑپتا ہی جگر
 نامیبی مجھے تو سنہ اک دن
 جا کے پہر یار نہیں آنے کا
 ایک عالم ہے مرے رونے کا
 قطرہ اشک مرا گردون کو
 مجھ کو سب سے چرخ ہنساتا ہے مگر
 شبِ فرقتیں او داسی ہی مری
 نے اثر ہے مرا ہنسنا رونا
 چمکے تقدیر جو شب کو تو سحر
 گزرے کیا دل پہ پیشیاں ہی جو آج
 جاتے ہیں سو ہی عدم دنیا سے
 روزِ وعدہ کی گٹری ہی لیل
 دلربا ہے مری شوریدہ سرے

داغ ہون سرو چہرا غان کی طرح
 چاک دامن ہو کر بیان کی طرح
 کچھ نہیں آپ کی بیان کی طرح
 ہاے پیکان ہوئی پیکان کی طرح
 داغ دی جائی گی مہمان کی طرح
 غیر عسر و سرگرمی ان کے طرح
 رات بھر شمع شبستان کے طرح
 آنکھیں دکھلاتا ہی طوفان کی طرح
 نام کو صبح گلستان کی طرح
 نازاؤ ٹھواتے ہی مہمان کی طرح
 غنچہ و شب بنمستان کی طرح
 مل گئے خاک میں افسان کی طرح
 میری حسرت میری رمان کی طرح
 نو گرفتارِ پیشیاں کی طرح
 نہیں کٹتے شبِ ہجران کی طرح
 آپ کی زلف پریشان کی طرح

فکرِ سلیم ہے دشوار پسند

خاطرِ ناظم شران کی طرح

۱۵

۱۶

کاش دل ہوتا مار پیڑ کی دل کی طرح

بہول جاتا مین بھی گھوٹل باطل کی طرح

فیضِ سبِ تابی ہی میری کیا عجیبے جنون
 حلِ مشکل کیسی ہوتی ہی کیونکر وقتِ فرج
 دل دکھایا دروہد روی فی کیا کیارات کے
 نزع کا عالم ہی جلد آؤ جو آنا ہو تمہیں
 قیس کو صحرا ہی دیتا ہی فریبِ دوستے
 کل ملی آغوشِ غنچہ آج ہی کینچِ قفس
 جس طر ف جابگی میں ہی تہ جاؤ نگاہِ و
 دوست یا ہو عدد و نون جلاتی ہیں ہمیں
 مرگ کی ظلمت کی گائی کافروغِ زندگے
 آسمان بی مہرِ ہل جہان ہیں بی نیا
 وہی غارِ طلب میں طلعتِ قمار نے
 و شستِ بت بھی چھی لٹانِ غم ہی گم ہیں
 کچھ تو دو جہان جہاں آتشِ عالم ہی سہی

جادو صحرا ہی ترپنی زمینِ سہل کی طرح
 تیغ فی بھی ہی منہ پیر ہی قاتل کی طرح
 دیکھ کر ویا کیسی ہم شمعِ محفل کی طرح
 اور ہون م بہر کا ہماں قشتِ کل کی طرح
 ہر گولہ جو مٹا آتا ہی محفل کی طرح
 آئی مثلِ ی گل نگلی عنادل کی طرح
 عشق ہی سن بھر محبوبی سہی حل کی طرح
 نقشِ ہستی ہی ہمارا نقشِ عامل کی طرح
 گل چراغِ زیست ہو گا شمعِ محفل کی طرح
 داغِ دل کسکو دکھائیں باہ کمال کی طرح
 رہ گئی محرومِ منزل میلِ منزل کی طرح
 خارِ صحرا پاؤں پڑتی ہیں سلاسل کی طرح
 حشر پہلائی ہی امن کب سہی سائل کی طرح

ناصح شفیق نادان ہی جو کہتا ہے سنو
 بحث کیوں کرتی ہوئے شمسِ عامل کی طرح

ارو لیتِ خالی حیدر

۹

۱۱۱

ہر ایک غم کا ہی سنگِ پائے ہیں ہی رخ
 کہ چادرِ سجدی ستر ہی کفن ہی سرخ
 زبانِ شعلہ ہر شمعِ انجمن ہے سرخ

خزان میں کشتہ بیدار اکاچون ہی سرخ
 شہید ناز سی ہی ہیں رنگیان ہی سرخ
 ہجومِ شوق میں گلگیر ہے یہ جو سنا ہے

یہ سنی تنگ لیا ہی کنا رحمت میں ہمیشہ پکٹ ہیں نگین مزاج احسان ہی سکھائی تیشی فی آرایش عروسی کیا فراق بایں شیشہ بھی تھکتا ہے ہو اڑا ہی خون کف پاک رنگ غریب سے	کہ نازکی سی تن شک یا من ہی سرخ کہ خود بخود گل خندان پیرن ہی سرخ وہاں کس طرح سراپا ہی کو کہن ہی سرخ کسی یقین ہی کہ رنگ می کہن ہی سرخ ہزاروں کو غم بار رہ وطن ہی سرخ
عروسی ہر کا جلوہ فریب ہی تسلیم فقط لباس ہی پہنی یہ پیرن ہی سرخ	۱۱۱
رہتا ہی تب عشق سی ہر عضو میں سرخ کس تک سنی میں آبلہ پا دشت کو آیا کیا بات ہی جو بات کی قابل نہیں بجا سوز جگری کی ہی اسیری میں یہ تاثیر ہم مر کے ہوئی قاتل ہر جسم سی یک رنگ کیا ماتم بلبل کی ہی گلزار میں شاوی	میں ہوں صفت شعلہ آتش ہم میں سرخ کو سون ہی ہر خار بیابان وطن سرخ غنجہ بھی تو رکھتا ہی ہمارا ساوہن سرخ مثل رگ شعلہ ہی رگ تار رس سرخ اونکی ہی قبا سرخ ہمارا ہی کفن سرخ پوشاک جو پہنی ہیں و سمان چمن سرخ
شجرت سی کس شوخ فی نامہ لکھا تسلیم کاغذ ہی برنگ شوق ترخ کہن سرخ	۱۱۲
بسکہ تھا ہوش بایا پریزا دکا سرخ کھٹی ہیں یہ قفس ہم و بجائیں مٹیاں دلکو تر پاتی ہی اسید شہادت قاتل حیرت مرگ فی آئینہ بنایا دم تسل	دیکھ کر چوٹ گیا ماتی و ہزار دکا سرخ دیکھتی رہتی ہیں بیٹی ہوئی عیا دکا سرخ کب اوہر ہوگا تری ناوک میرا دکا سرخ دیکھنی پانی تر تیغ نہ جلا دکا سرخ

ایک سی ہین مری محبوب کے دونوں نگہین	کیا ریا کا تہ قبلے رت سی سر صا و کا رخ
کل تو تھی بچو دنی رو میں بلای فلک	دیکھنا آج کد ہر ہی مری فریاد کا رخ

مصرع طرح نہیں فکر کی قابل تسلیم
 سکتے جاتی ہو عجبش یار پر پڑا و کا رخ

۱۱۳

روایت وال محلہ

۱۱۴

بر لائی فلک کیا دل کا کام کی امید پیری میں عجبش وصل و لا رام کی امید کیوں باز اوٹھائیں ستم زخم جگر کے وہ مست خجے بات ازل ہوں کہ بیان ہے وہ آئین نہ آئین بیان وعدہ ہی برابر رور کی جو ملتی تھی گلی پاس شب رونا بھی اون چیزوں پر آتا ہی کہنگی ایسا نہ ہو بلبل چمن و مہر میں اکدن اسی مراد ہر اکہ ابھی خاک میں بلجای وہ خاک بھی سنا نہیں میری بیانی کرتا ہوں تصور میں بعد ایاری باہن نہ پیا نہیں پیری میں ہوا ہی گل خوشیز	اور وہ بھی شب وصل و لا رام کی امید ہیکار ہی خوشید لب بام کی امید رکھتی نہیں مانند نگین نام کی امید میخانوں میں پرتی ہی لہجہ کی امید اسی صبح ازل کسکو ہی اب شام کی امید ہوگی وہ تری عاشق ناکام کی امید تقدیر میں ہونا تہا مری م کی امید پھر خار کوئی ہی تجھی گلدام کی امید ساری ستم چرخ جفا کام کی امید ناحق بھی خفا ہی دل ناکام کی امید قاصد کی نہ پروا ہی نہ پیغام کی امید بیجا ہی خزان من شمر خام کی امید
---	--

کیا غم ہی کہ اس طرح میں اچھی نہیں اشعار
 تسلیم کسے سے نہیں انعام کی امید

۱۱۵

۱۱۵

ہنس کو بہا تی ہر جی تی کباب کو اٹھ کر پسند
 بوی گلشن مجبور کہہ قید غلج سی معاف
 سر قبول داغ ہے منظور خار و شست پا
 خاک میں ملنی بنیایاتن کی صحت شکاری
 بی سبب بھی غیر سی کم حوصلہ کہنا مجھی
 دیکھ کر ہر صبح پہر جاتی ہی شبنم سوچی رخ
 سچ تو یوں ہی آہیں جانی المیدی ہی نہیں
 دیکھ کر ہنس دیتی ہیں صحتی ہو اپنی نخت کے
 ایک دن سنگت رکعبہ سی پوڑوں کا
 چشمہ بوجہ آنسو جذب کیستی نہیں
 چوڑ پہلو کو سری جا بگوارحت ہوا
 بی تکلف خاکساروں کے بستری ہی
 کیا کرینگی قتل مجبور طبیعت ہی ہی
 اہل فحش کو نہ کیا زینت ظاہر شمع و
 کس قدر رو خلا توں ہوں کہ بعد گن ہی
 کچھ خدا کی شان ہی ورنہ کہوں تو کیا ہوں
 دیکھ حسن تبر کی لفت کہ میری قبر کو
 ہم گنہگار و نکو بس ہی بخشش کے لئی
 شکر تسلیم پاتا آئی اگر ناز جوین

پیش سچ ہی جہان میں طبیعت ہر پسند
 غیر بر باد ہی نہیں باغ جہان میں گہ پسند
 تو رکست جنون کر کا و شش نشتر پسند
 حلقہ فتر اک کو آیا ہمارا پسند
 یہ تری عادت نہیں مجبوریت و سر پسند
 اس چمن کی گل زمین آتی نہیں تن پسند
 آپکو میرا دل پر داغ ہو کیونکر پسند
 اونکو ہی تیرا تر پنا او دل مضطر پسند
 گر نہیں آتا تری چوکٹ کو میرا پسند
 کیا کری آوارگی اولاد کی ماور پسند
 یہ نہیں بتا بیان تیری دل مضطر پسند
 دیکھ کوب ہی نقشش پاکو بالشر و بستر پسند
 آج تک آتا نہیں اونکو کوئی خنجر پسند
 چرخ کو با اینہم ہی نیلگون چادر پسند
 میری مہشت خاک کو کرتی نہیں جھنجھ پسند
 یہ دل کم حوصلہ کم بخت ہو دابر پسند
 آج تک ہی سبزہ نو خیزی چادر پسند
 ایک ہی سجدہ جو ہو جائی ویم محشر پسند
 یہ وہ نعمت جی سی کرتی ہی ہنسی پسند

تائے دن ہر ہر بات ہر شے یاد
 کس قدر ضعف تھا کہ مہینی سے
 ہو چکے صبح شام تہنہ سائے
 نے نصیبوں کی کون سنا ہے
 حشر ہر پا ہوا نہ مانے نہیں
 نکلتے تھے ہیں سنگی گہر سے وہ
 وصل کی آرزو ہی نہ رقت تھی
 وقت آخر موت آتی ہے
 عرش پہ سے نہیں بہلتا ہے
 پہرے مجھے آکے یا نہ ملے
 حشر کو سے نہ لایا خط کا جواب
 صفت شیشہ ٹکڑی ہو نہ کہین
 دیکھتے عاشق کی دورنگے کو
 اُف نہ کرتے تھی سوزِ غم ہی نہ کے

ہمہ تن بن گیا جگر فریاد
 لب تک آئے نہ عمر ہر شے یاد
 نارسا آہ نے اثر نہ یاد
 کیجیے کس امید پر نہ یاد
 نکلے سر پٹی جی جد ہر شے یاد
 کچھ تولائی ہی راہ پر نہ یاد
 میں زمین پر ہوں عجب شے پر نہ یاد
 اب نہ جا مجھ کو یہ ہو کر نہ یاد
 پہرے سے ہے او ہر او ہر شے یاد
 دیکھ لوں تجھ کو اک نظر نہ یاد
 تیرے غفلت نہی مہر نہ یاد
 دل نازک پر رسم کر نہ یاد
 شورِ محنت دہ او دہر او ہر شے یاد
 کوئی کیا کیا ہے اک پر نہ یاد

دم پیرے تو کیجیے تسلیم
 نالہ کوتاہ مختصر نہ یاد

اب تو کہتا ہی نہ کہ براؤں کا میں دابر کی بعد
 اُف فنی فوق جویش مستی آہی کیفیت شباب
 ہم ہی وہ شائقِ مروت ہیں کہ قاتل کی

دم نہ لی گا ای دل بتا تو دم بہر کی بعد
 چوستی ہیں ہم لہجائی لبِ لاغر کی بعد
 شمع کی مانند ہر پیا کرین کی سر کی بعد

دور باہون میں اسی فوسوں میں شعل جلاں	شامہ ویرانی کہان جاگلی میر گہ کی بعد
خواب میں کہتی افشان رخ نہی کسین ضرور	مہر کا ہوتا ہی جلوہ جلوہ اختر کی بعد
استقدر تو سخت جالطفا حسان چاہے	ناز بردار گلو ہو تیغ بھی خنجر کی بعد
جابل آتش مزاجی غیر بر باد می نہیں	مشت خاکستر ہی نکہا شعلہ اخگر کی بعد

بعد مردن عمت را خن عی تسلیم کیا	کیا خلل آیا دہی مت آں کو پیشیر کی بعد
---------------------------------	---------------------------------------

روایت الہندی	۱۱۵
دور جان میں لی بت بد کمان گھنڈ	آخر کمان شبانے جانی کمان گھنڈ
نکلی چمک چمک کی مدھ مہرٹ گہی	اپنی کا ہی نہ دیکھ سکا آسمان گھنڈ
بیکس میں کیکی کہتی ہیں دست پا	چوڑائی اضطراب اہل میں کمان گھنڈ
سنتی نہیں ٹہر کی مری ایک بات ہے	اللہ اس قدر بھی عمر روان گھنڈ
وعدہ خلافت یارنی آخر کیس اہل	کیا کیا اثر یہ تھی تمہیں وہ وفغان گھنڈ
مازان کمال خاص پہ ناحی عوام ہیں	یوسف کی حسن پر نگری کل روان گھنڈ

مانند شامہ صفحہ ہستے پہ چمک کی چل	تسلیم کو یہ نہیں جو کری نکتہ وان گھنڈ
-----------------------------------	---------------------------------------

روایت ذوالحجہ	۱۱۶
ابوہی میری کلی کا بت پر فن تعویذ	غم نہیں لکھ کی جلا یا کری دشمن تعویذ
مر کی سید کا ڈر ہی نہ بلا کا و ہر کا	ابوہی کا رہے ہونا میر پر فن تعویذ
پہوٹ نکلی جو دوپٹی سنی کس شیب سر	وی کیا لطیف چہ رخ تیر دہن تعویذ

باغ کو جانی ہو ڈر ہی نظر نرکس سے نرم کدن بھی نہ دل وس بُت کا فرکا ہوا دیکھ کر چرخ سر و سر کو کرتا ہی نشان	پہنوای ریشک چمن غیرت گلشن تعویذ لاکھوں رکھی تہ خاکستر گلشن تعویذ دی رہا ہی تری چپکلی کا وہ جو بن تعویذ	
۱۳۰	جیتی جی سب میں اثر ہی دم و نسلیم نہ عمل کلام کچھ آتا ہی نہ جوشن تعویذ	۱۳۱
ہاں ملائی یہ کیسا لکھا اولٹا تعویذ بیم چون کیا خط کہ غد بغض عداوت کے لہی وہ محضت و نشانی کی لہی کہتی ہیں دل پہ کرتا ہی کوئی تفرقہ پڑتا ہی ضرور آئی وہ دوری ہوئی دیکھنی سنکر بیتاب لی اثر ہی تو نگہو لین پس ن احباب	غیر سی اور وہ کھل کھلی جو بانڈا تعویذ خون ہی میری کبوتر کی لکے گا تعویذ تم لو تعویذ مرادو مجھے اپنا تعویذ غیر کی باتہ سی پہریار فی پہنا تعویذ ہو گیا دل کے لہی دل کا ترپنا تعویذ کہ مری ساتھ ملی خاک میں یہ تعویذ	
۱۳۲	دل بچار کی صحت کی لہی اسی تسلیم نہ مری یار کا نام نہ کسی کا تعویذ	۱۳۳
دیکھ کر حشر بین طومارِ عمل کا غنڈ حال دل لگتی ہوئی روئین کچھ لیسائیز جیتا کہ خط نہیں آتا نہیں آتا خط ہی خط جانان جو رکھا داغ پہ سوزش نہ ہی	میں یہ سبھا کہ مری یارنی ہیا کا غنڈ بہ کیا باتہ سی شل کھن دریا کا غنڈ سادگی جانی دو آئی گانہ سادا کا غنڈ بن گیا مریم کا فور کا پہا کا غنڈ	
	برہمی کی جو حقیقت لکھی و سکو تسلیم سطرین بل کہانی لکین وین آیا کا غنڈ	

۱۲۲	روایتِ رایِ مہملہ	۱۵
چاندنی ریتھی نہی شب بہر ز پیر پالای سر خار پائی شبت غریب دُغِ سواہی چون بہاک جاؤں کہان بہت بندہ ہر کون ہی بالین بہت آج میر گمِ علم نی تکلف کیا بسزوتی ہی گنج گوہین اُوڑہ کر آبِ وان کا گرد و پٹا تم چلو کچھ اور اکیشوخیون کوہ ستاری نہ ملین جاوہ موج ہوائی تیری نوں شبت میں جز خراشِ خارا یا خاکِ مذلت قیاس کو جیتی جی شبت تھے مرکزِ بجایِ تخیل سایہ ہون کیا وج میر کیا مری افتادگی مری ہین پامال اشتاقِ نظارہ ہین ج جسمِ جان نوں میں آسمان کے ہین ہو نہیں سکتا کہ بھی خالصانِ حجب	ہای مین راکب چادر ز پیر پالای سر کچھ نہ کچھ کہتا ہوں اکثر ز پیر پالای سر ہین مین چرخ گھر گھر ز پیر پالای سر وجد میں ہے شورِ محشر ز پیر پالای سر خاکِ بسترِ خاک چادر ز پیر پالای سر موج زن ہواک سمند ز پیر پالای سر کہتی ہین لو ویکھو اختر ز پیر پالای سر کر ہی ہین کارِ خیر ز پیر پالای سر اور کیا دیتا مقدر ز پیر پالای سر خاک کہتا ہی سکین ز پیر پالای سر ایک عالم ہی برابر ز پیر پالای سر دیکھتا چل و سگ ز پیر پالای سر ایک ہین کہتا ہوں کہ ز پیر پالای سر ایک تھا پیشین پیر ز پیر پالای سر	
۱۲۳	دعویٰ تشنہ سی ای سیلیم لکھی غنزل ور نہ مہمل ہے اسر ز پیر پالای سر	۱۵
روٹی دشت مین ہم دشت کے سامان دیکھ یاو آیام کی تصویر خیالی تھا جہاں	جی بہر آیا خندہ چاک گریبان دیکھ گھل گھلین آنکھیں مری خوابِ بستان دیکھ	

بسکہ مشتاق خنداوت ہون سبیاں قتل گاہ
 تو صد گستاخ دل بیتاب پر رمان جگر
 چار دیواری عناصر کی خرابی کیا کہون
 پہنچی ہوئی نہیں میری سینی میں اونچا دم و سار
 صد فی اپنی مکیسی کی اب تو کوی یار دین
 پر کہتا ہوں میں آنکھ میں اپنی سیر کفن
 ہو گئی ثابت ورنہ گلی گشتیں سب جاو کی
 شکوہ صیاد کیا لکھا تھا یہ تقدیر میں
 حیرت انگیز یا صبر حاشاں باد میں کہاں
 ڈھن ل کی سالتہ تیری رزوی جہل بجا
 کس قدر انہیں بہارتنا لطیف ایذا دے
 تشنگ کل فسرہ سبز شمع چپ لالہ میں لیں

جوش کہاتا ہی اہو شمشیر عریان دیکھ کر
 گور پر میری قدم رکھنا مر جان دیکھ کر
 اولٹی پاؤں پہر گئی عمر گریزان دیکھ کر
 کچھ تو ہو کی دل کو تکیں شکار دیکھ کر
 بار بار مجھ کو بلا یہ ستا ہی زبان دیکھ کر
 دیکھوں کیا شکل فرشتہ خسر جان دیکھ کر
 گل کو خندان دیکھ کر شبہ کو گریبان دیکھ کر
 ہم نفس اک روز دیکھیں گے گلستان دیکھ کر
 جنت امی اعطا کیا کہ ہمسی قرآن دیکھ کر
 پہونکنا سیدہ ذرا امی لغ نہان دیکھ کر
 زخم خون رونی لگی خالی خندان دیکھ کر
 جی بہر آیا عالم کو غم میان دیکھ کر

یار آیت حقے دن بہر ہی شایع
 صبح دم اوٹھی تھی کسکاروی خندان دیکھ کر

۱۹

رہی کنارِ قنات میں ہر سدا کیونکر
 یہ غنیمت ہے کہ نہیں ضعیف تک ٹھاسکتا
 او نہیں قنات تھی خونیں لون ہی حیرت
 نہ موت آتی ہی ظالم نہ جان جاتی ہی
 ملارہا ہی مجھی خاک میں کس کی سکوت

ہجو شوق بنون یار کی قسب کیونکر
 زبان پر آئی مری حروف مدعا کیونکر
 پہونچ گئی کف گلزنک تک حنا کیونکر
 بٹھاؤں لچ ترسی سگہ و وفا کیونکر
 بلند ہو لب فریاد کی صدا کیونکر

یہی سہی کہ مرنے تا ہوں آپ سی لکھن
 نہ آرزویِ حد و ہون اپنی محرومی
 غبٹ ہی تمہیں احسان بُتِ ستار
 حیا سی لب کو اجازت تہی تبسم کے
 مری اجل سببِ ماتمِ عُد تو نہیں
 یہ ضعف ہی کہ رگِ تارِ بہتر غم ہوں
 جنون کی پردہ دہی اسی ہی نفس کے
 دمِ ستم ہی سے اسی فلکِ عجیب مجھے
 وہ کہتی ہیں گلہ ضعف کی صورتِ مکہ
 عجیب کہیں مصوری کس طرح تصویر
 بتوں کی نازا و ٹھانا جنہیں تہا کوہِ گران
 مٹائی سی نہیں مٹتی ہیں پیچِ قسمت کے
 جو خط کو لی بھی کیا نامہ پر پڑھیں گے عدو

تو اس قدر دل بایوس چرب کیا کیونکر
 جگہ کروں لگا فرمیں ہی خدا کیونکر
 نہیں دیا جو بھی داغ دل لیا کیونکر
 عجب سے وصل مرنے شوق کھل گیا کیونکر
 ابھی سی خاتمہِ باخیر ہو گیا کیونکر
 گرائی ہی تو بھی پائی گی قضا کیونکر
 شکل سہلی مری زنجیر سی صدا کیونکر
 کہ بھول کر بھی پہراؤ آ گیا کیونکر
 اگر یہ سچ ہی تو پھر رنگِ واؤڑا کیونکر
 کہ شوخیوں سے تو اک رنگ پر رہا کیونکر
 سبک ہو اؤ نہیں گناہ بھلا کیونکر
 شکن کو شائد کرتی دفت سی جدا کیونکر
 مٹائی گا مری تفتِ دیر کا لکھا کیونکر

ہنوز دیر کی جانب نہیں پہنچے تھے
 عجب سے کعبے میں حضرت کا جی لگا کیونکر

۲۲

۱۱۵

دیکھ مر جاتی ہیں ہم بسیر و سامان کیونکر
 دیکھتی پھر کی بھی عمر گریزان کیونکر
 جگو بھلائی بہارِ چمنستان کیونکر
 کہ رہی اسپین سدا سیکڑوں ایمان کیونکر

تیغِ ابرو کو بنا لیتی ہیں ایجان کیونکر
 داغِ ناکامی تقدیر سی تنگ آئی تہ
 میں تو خوش گم ہوں تماشایِ رخِ گلگون کا
 عجب آتا ہی بھی تنگے دل پر کیا کیا

سبح کلا کی مانا گرامی جان جهان
 آج کیا آپنی جاتے ہوئی نیا دیکھ
 دل چشتی کو تسلی تری کیسو کیا دین
 تم تو سفاک نہیں تھی کلسی جان ہر سو
 وہ او کیا ہی کہ بجاتی ہیں گارویندا
 جھکو حیرت ہی کہ پیدا و فلک سہا بتک
 لاکھنی پرہیز تو آزاد تو کردی صیا
 وصل میں شرم و فاخاک نکلی دیتے
 خست و ست جنون کو مری جنبش و شوار
 مرکیادن سی پشیمان تمناء شکر
 بخل گردون عجب ہے کہ مری سہنی میں
 ساء غریب میں ہی کی وطن میں ل
 میں تو جرجاؤن مگر خود عید وہی جو ہی
 کستی ہیں پاس بٹھا کر چھی ونی کی لہی
 لو نکلتا ہوں میں بخیر کی بنکر سردیا
 لاکھ چاہا شبیے قت میں آنی کیا تھا
 دل ہی پہلو میں نہیں کہتی بزرگ تصویر

جہنمی ہی کی مجھی شام شب ہجران کیونکر
 اس طوف شوق کی آیا تمہیں سچان کیونکر
 وہ چہ تسکین ہو پریشان کو پریشان کیونکر
 روز و چارہنی گنج شہیدان کیونکر
 ہان او کہیں تو او دشمن ایمان کیونکر
 رہ گئی گل حین ہر میں خندان کیونکر
 دیکھ اوڑ جاتی ہیں یوار گلستان کیونکر
 چھوڑ جاتے مجھی تنہا مری مان کیونکر
 آئی یا بوسی دہن کو گریبان کیونکر
 طعنے سنتا تری شام شب ہجران کیونکر
 رہ گئی قاتل برہم کی پیکان کیونکر
 میں کہتے آپچنوں خار مغیلاں کیونکر
 آپ آئیں گے سرور غریبان کیونکر
 اوٹھتی ہیں بدہ پر آب سخی فان کیونکر
 روک رکھتا ہی بہلا دیکھوں تو جان کیونکر
 آج ای مرگ ملی فرصت احسان کیونکر
 داغ دی کی ہمیں کامی ارمان کیونکر

توڑ کر پائی طلب تھی ہیں میں تسلیم
 اب پہرئی کی ہمیں گردن و سران کیونکر

یہی سوتا ہی دل میں دل سمجھ کر
 نقابِ اولمٹی پہی خوش رشید رونی
 وہ مطلب تھا مجھی کلک قضائی
 یہ تلچھٹ اور ہم قدرت خدا کی
 ہر اک ذرہ ہی چشمِ قیاس لیے
 سزاوارِ ادب ہی کو بے قاتل
 تر پڑتے دیکھتا ہوں جب کوئی شہی
 ہنسنے کی زخم اوچھے مان خبردار
 کسی تنے یادِ محشر بخود ہی میں
 کوئے ٹوٹا ہوا شیشہ جو کیا
 میں واما نہ نہیں میں مانعِ طول
 وہن وہ رازِ قدرت کہ چپ ہوں
 میں اس وضع گدایانہ کی صدق
 بہلا تو اور اونکے مہربانے
 حسینانِ جہان کرتی ہیں توقیر
 نکالا یار نے محبت سے اپنے
 دکھ سانی ہی تمنا دل کو کیا

مٹایا مجھ کو جیج تنہا
 او وہ سر جانا میرے کامل
 نہ لکھا پھر کہہ ہی مشکل
 ذرا اوسا تے محفل
 اوٹھسا ناپروہ محفل
 اوڑا ناخاک او بھل
 اوٹھالسا تہا ہوں اپنا دل
 لگانا پاتہ اوستا
 ہم آئے تھی تری محفل
 بہت رویا میں اپنا دل
 مگر او دور سے سنند
 کہہ آسان کہہ ہی مشکل
 بلاستے ہیں وہ سال
 کہ کر آرزو امی دل
 تہا را عاشق بیدار
 مجھے بیگانہ محفل
 تھرا جو ذرا ہل

کمان تک کروٹیں بدلی گا
 قضا کو آپ سی غافل

دی گئی کیفیتیں سستی میں تو باٹوٹ کے
چوستی سستی میں کیا کیا ہم لب کیوں یاد
وصل کی شب پاؤں جھپٹا ہونے کی ہر
سلسلہ بچی بگڑنی کا لگا ہی دم کی ساتہ
اوج کیا پائی جیسی قسمت کے خاک میں
تفرقہ تقدیر کا کہتا نہیں بیاں وصل
چلش ہر دم دل مجروح بی باعث نہیں
ویکنا اعجاز ساقی آملار زندن میں آج
نیستی ہستی کا جھگڑا حشر تک ٹٹا نہیں
کیا ادا کی شہر پہرا ہی فیق و شہینے
کم ہی ہوئی پر عید وہی دل کہانی کو بہت
جب سر کی میں صفت لکھنی لگا بہر قلم
راہ دکھلاتا ہی کسی وقت خست انتظار

نوبت سامی کی میں ہر مینا ٹوٹ کر
کاشن ستاول بہارا جام نہ باٹوٹ کے
خشک ہو جائی ترا دست تنہا ٹوٹ کر
دیکھی اب کیا بنی تیرا سہارا ٹوٹ کر
غیر ممکن ہے کہ پرتارا ہوتا راٹوٹ کر
شلاخ ترسی کب ملا ہی خشک پتا ٹوٹ کر
رہ گیا ہو گا کوئی پیکان کسی جاٹوٹ کر
صوفیوں ہی زاہد پابند تقوی ٹوٹ کر
بن گیا دریا حباب ہے یا ٹوٹ کر
رہ گئی تلوون میں فک خار صحر ٹوٹ کر
معری میں تیر بختا ہی تیرا ٹوٹ کر
گر پڑی آگی مری کچھ بال عنقا ٹوٹ کر
آنکھ میں شہر ہوا ہی دم بہارا ٹوٹ کر

قہر ہوئی ٹھیس ایسی
آنکھ سے بہ جای گادل کل پہیو الاٹوٹ کے

۱۱۵

۹

ایک ہنگامہ ہی برپا روز و شب جان باز
چھٹرنی مٹی دیتا ہی کی کرتا ہوں فغان
الفت چشم سخن کو بہت بنائی گی مجھے
کہکی ہر افسانہ کو سی مای رسوا کر دیا

خاک ڈال ہی ہو فاختون شہید ناتیر
دم نکلتا ہی مرا مانندنی و ساز پر
سر مہ چٹکی گی خموشی آہ کی آواز پر
خون سپر نیزا بے کامری ہمرانہ پر

کہ کدائی کیون کہن پیا آپکی وقت خرام بیل تصویر ہون صیا کیون ہی گمان باغ کا جون کہانی ہی حنا وقت خرام دو طرف جمع تینا ہوگا ثابت حشر میں	چشم عاشق کیا بھی تھی فرشتہ انداز پر کب مجھ کی قسمت فی بخشہ قابل واپس پہول جھڑتی ہون مسمی فرشتہ انداز پر کچھ مری سخت سید پر کچھ تھاری ناز پر
--	--

۱۱۹	کرویا تسلیم میس ہوش کو بد گمان پہٹ پڑی اکدن آہی آسمان غماز پر	۱۲۰
-----	--	-----

جلی کیون نہ جے میڑ دل کام مضطر پر اثر آتش مزاجی کا پیرن ہی باتی ہے سرشک آتشین کب چشم سستی مقررہ آئی فنا مشتاق ن ایسا کہ مجھ کو طفلی میں رولاتی ہی فلک کو بکینا ہی اپنی اتون کو تصور کر نہیں سکتا کہ کیا ہون طکابش تھاری مہر مری پر اور وی کا خجربے کتیا اظہار میتابی مرا کس جس زبان سی جنون میں گئی ہمت مجھ جشی خلقت سے کہان ہم درجہ میں ہنگاہ شوق کو صحت پیام مرگ عاشق باوہ سامان قیامت تھا ہمیشہ زخم دل تیغ جفا ہی چاک کہتا ہوں وہ جنون میں کہ فیض گرمی ن مری آخر	کہ کہتا ہی امید بول نویاس مقد پر مرا افسانہ لکھنا چاہی بال سمندر پر کیا ہی سو شوق لہنی چہ افغان جوش کوثر پر کفر کا بیشتر ہوگا ہوا دامن ماور پر بہ خوف قطرہ شبہ نہ نہیں ہو لونگی چادر پر خیال ناتوانی ہی گران ہی جسم لاغر پر کہ خون گرم اپنا جم رہا ہی چشم جوہر پر کیو تو دیر تک لوٹا زمین کوئی دل پر پر لٹا ہون متاع آبلہ ہر خار کی سر پر کبھی ہی چشم دربان پر کبھی روزن پر ہزاروں گرمی زہاد تری اشد اکبر پر دوپیکر کا یقین کیونکر ظالع کی اختر پر ہزاروں پڑ گئی چالی بیان تیر شتر پر
---	---

وہی بتاتے آواہ سیری کہ مضطرب ہوں
کہوں کچھ سوچوں لیکن مضامین و کتابت
یہاں تک جہاں ہی انتہائی کیفیت میں

نکل سکتی نہیں چاک قفس سے میری ہر پہ
گراوی گایہ شعلہ برق بازوی کہوت پر
نجان ہی خط پیشانی کا مجھ کو خط ساغر پر

بلاسی گرنہ بھی پایہ و سر ساجا ہل

مہ اسکہ ہی ای تسلیہ طبع اہل جو ہر پہ

۱۲۷

۱۲۸

حشر ملک سی پیری بوی گل تر ہو کر
لطیف ساقی بسبب قتل ہوا وقت میں
عہد طفلی کی مزی لطیف قصا سی پائے
پروہی دلو ہو مشغلہ بیستابی
ملی تری خاک ہو لالہ گلشن دیکھوں
کشت نشین کچھتا ہی تن زار مرا
قتل کرتا ہی شب و صبح میں کہ وٹ لینا
حیف کی جا ہی کہ ہوتی تھی تری شہر
چشم میگون کی نظاری تھی اک بھی شش
شوکت فروغ و آبلہ پانی سی ہر پہ
دیکھنا و تر جسنرا دامن قاتل ہدم
مرقی و دم تک اسب قاتل سیر جمہا
مل گئی خاک میں قہمی نہ کدور چنگل
آبلہ گور میں کیا تیغ بھی تھی قاتل

آپ میرائی نہ ہم آپ سی باہر ہو کر
اوتری می حلو تھی آب و دم خنجر ہو کر
قبر فی مجھ لیا دامن ماور ہو کر
کون گذر امری پہلو کی برابر ہو کر
داغ دیتا ہی مجھی صورت خاک ہو کر
بنگیا تار نظر ضعف سی لاغر ہو کر
مجھی سجان نہ پیر و آج مقدر ہو کر
درو پہلو میں ہماری ہی دلبر ہو کر
پہر گئیں نہ ہم آنگین تھی ساغر ہو کر
جلوہ گر ہیں سیر ہر خار پہ افسر ہو کر
رنگ لائی گامری خون کا محضر ہو کر
بہر پا بوس چکا تن سی جدا سر ہو کر
ہمسی بدلا ہی زمانہ تری تیور ہو کر
خون نک نک ختم سی نکلا می احمر ہو کر

کر ملاوی کی جھجک میں تیری رفتار	او ٹھون گا حشر کی دن فتنہ حشر ہو
زاہدا ویکہ فرما پھر نمان کی عجز از	خندہ زن شد ہی کیا کیا تیرا پھر

گریہ جوشیش گریہ ہی تویشک تسلیم
سیل شک آج بھی گامری سر پر ہو کر

۹

روایت سامی ہندی

۱۲۱

عشق کس کا کیسے چاہت افترا بہتان چوڑ	دم پہنا صبح بن ہی جا خدا را جان چوڑ
بت پرستی و رہن اہل خدا کا خوف کے	کافروں کی کہنی سنی سنی تو ایمان چوڑ
پہینک اسباب جہان آزاد ہو کر بیٹہ	چوڑنی ہی پیشتر سامان کی سامان چوڑ
چاہتا ہی گر حیات خضر مر جانی کی بعد	سیف و شون کے نہ جیتی جی کہی کان چوڑ
مر کیا عاشق ترا اک ہفتہ تو او خود پسند	کنگھی چوڑی سر سے چوڑی منہ سے پان چوڑ
جو فقیری میں ابی پاؤ شاہی میں کہاں	بیٹہ چل کر رشت میں قصر رفیع ایشان چوڑ
ایکدن ہو کی بجائی گا ایدل نگہ سی	ویکہ میں کہتا ہوں اس نگہن اکا و مہیاں چوڑ
کچھ خالی دل کو کہہ نا کامیو سہی ہی فلک	حوصلہ کوئی تو نکلی کوئی تو ارمان چوڑ

نخت مل بہن شہر ہی تسلیم جانی خلف

۵

یا دو کار زندگی تو دہرین دیوان چوڑ

۱۲۲

پہینک سچ کو امی شیخ نہ زنا کو توڑ	ہو کی تجسی تو اپنی بست پندار کو توڑ
نخت جان بن نہیں کٹنی کا گلا او قاتل	کہنی سنی سنی قیون کی نہ تلوار کو توڑ
مختسب خیری ماہ رمضان کٹنی وی	اور کس دزد نہ پیا نہ میخوار کو توڑ
رحم کر رحمت مہمان حسن سچ صفا و	خند سنی حق نہ پیرغ گرفتار کو توڑ

مانگتا ہی بہ شیرین کا جو بوسہ دیتی
جب میں مع دازدہ نگرا تا ہوں سرکھتی ہوں
دونوں آج ہیں نازک قاتل تیرے
پھر توڑ پکا خرابا کے خرم ای تسلیم

وقت آخر نہ ستکوں سب مار کو توڑ
جامی گزرتی خشیت و زور و یار کو توڑ
توڑ نویسنے کو چاہی دل تو کار کو توڑ
ایک دن سب مرزا ہو سکار کو توڑ

۱۳۹

روایتِ نرانی

۱۴۰

پیر ہوں پر ہی جوان حق غزلوان ہوں
پردہ حشمت کفن ہی نہیں ہو سکا
چوڑ کر قتل گمان جا تا ہی قاتل کو تو
وکیہ کس کلکو کلی ہی چمن میں تن ہی تم
وہ بھی ن میں پست پڑی یواید فتن ہی
کیا کہو نہیں سزگوں کہیں تیشہ فریاو ہی
جب کہا مرقی ہیں بولی او بھی کچھ کہو
صدقی اشوق جفا کی قتل عالم ہو چکا
وقت پیری ہی نہیں سیلاک یہ میں کی
مرکی بھی تی ہیں بالیہ میں جانی ہر شک
کیا کہوں کیا سجدائی بست برائی مراد
بوی گل ہوں گل کی ہی لوث نظر سچی ک ہوں
گوہوی اقرار لیکن شاو کیا ہوں چمن میں
حاجت شمع محبہ تیرہ قسمت گوہن

طقت تھی ہی بھی میری سخن دانی ہوں
وہی ہی ہی مجھ کو طعنی چاک امانی ہوں
کہہ رہا ہی کچھ سکوت تیشہ تیرانی ہوں
عبودیت گسرن ہی باقی ہیں حیرانی ہوں
وہی ہی ہی ساتھ میرا خانہ دیرانی ہوں
طعنہ میداد دیتی ہی ہیشیانی ہوں
اختصار دعا کست ہی طولانی ہوں
تشنہ خون ہی تری تیشہ صفائی ہوں
کشتی عمر روان ہی اپنی طوفانی ہوں
وای قسمت کسے ہی ہیں ہم لہو بانی ہوں
کچھ نہیں حاصل بھی حیرت پیشانی ہوں
پروہ پوشش کسی ہی میری سربانی ہوں
بات مطلب کے کوئی اپنی نہیں دانی ہوں
شعلہ افشان ہی حیرت داغ پنهانی ہوں

<p>آج تک محرومی قسمت میں ہیں داغ داغ نہ تو ہوائی کرگیا جسے بحث نہ کیا ہی سبب لیتی نہیں عہد وفا کی تم قسم واہ سی تاثیر شست پینک بہا کا قلم خاک ہی ہو کر خیال زلفت بہم ہی رہی</p>	<p>مانع مطلب کی اونگی پا کدا مانی ہنوز آفت سی ہی وقت نہیں قسین بانی ہنوز بدگمان ہو کچھ شہید نازی بانی ہنوز کہیں پنے پایا نہ تھا نقشہ مرا مانی ہنوز جمع رکھتا ہوں میں اسبابِ شیشانی ہنوز</p>
<p>۱۲۲</p>	<p>اوسکی ہر قسم خاص تک سیر نہ چون کسٹم مجھ کو تو آتا نہیں آداب و ربا نے ہنوز</p>
<p>لو بدگمان ہی یار کا تیر نظر ہنوز اندر ہی شوق و دیدستان کہ بعد فرج گو خشک ہو گیا ہی مگر خون ہی مری کیوں کہ پختا ہی پختی دل کی لگتی تھی سر پہوڑے کا بعد فنا ہی خیال ہے ظلمتِ بحد کی لیکے آتا ہی یہ خیال بعد فنا ہی کم نہوا انتظار یار محشر ہی ہو چکا ہی لبیک کون قرار گو مشال بر پہوڑے ہی ہم گریختے اندر ہی ضعف چٹکی قفس قفس کے مرکز ہی حسرتوں کی ہی کہہ جو مہین چلتی ہیں کم سنی مین اکست کما کی بل</p>	<p>سینے میں ٹھہرنا ہی ہماری حکمت ہنوز جاتی ہیں اوڑ کی جوی چن بال ہنوز جو بن ہی ہو غالب سو فار ہنوز پیکان ترا ہے شست خون جگر ہنوز دو چار شست کرتی ہیں ہم زیر ہنوز شاید نہیں جی شبِ فرقت سحر ہنوز آنکھیں لگی ہوئی ہیں مری جی در ہنوز میں کہہ تا ہوں بخیری ہی خبر ہنوز رونی کی آرزوی وہی چشم تر ہنوز بیٹھی ہوئی ہی بسیل بن ہنوز برپا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز زلف در آئی نہیں تاک ہنوز</p>

صدقی ہون پھر کی کیا کیا خیال ہیں
قسمت کہاں ہی لائی تھی تاہوں ایک کھانا
ہر چند وہ تائیں گے لیکن ان کی شہم
ہنگام مرگ ہی نہیں کہتا پیام یار
عنان تہارات کون کہ عکس حال ہی
پونچا نہیں ہے رونی کا حال ان کی کانک
وہ ہیں بغل میں بخت کی کامیابی
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
دل کی وقت تک بھی لیتا نہیں خبر

سیتا ہی بخیہ کر مری نہ خیم جگر ہنوز
اتنی خبر نہیں بھی مثل شکستہ ہنوز
بیشی ہیں فرشتے کی چشم تر ہنوز
ترس سارنا ہی مجھ کو مرانا نہ ہنوز
جوین ہی ہنشین درو دیوار پر ہنوز
باقی ہی آبِ شک کو ہونا گھر ہنوز
سبھی ہوئی ہیں عشق کو ہم نئی لڑ ہنوز
لب ٹا ہوا ہی مہنی ہی رات جگر ہنوز
بھولا ہوا ہی مجھ کو مرنا سفر ہنوز

وعدہ خلافت یار مئی صلت کہاں نصیب

تسلیم اسکے ہی وہی شام و سحر ہنوز

۱۳۵

کیا کیا زمین ہی ہیں گلہ آسمان ہنوز
دل کی لگی ہوئی نہ بچی بعد مرگ ہی
چلتا ہی میری گورپہ امن و ٹھاکہ یار
ہر چند مثل نے ہوں جگر سوختہ مگر
پونچا عدم کو قافلہ نشین قدم کی طرح
گول کیا ہون خاک میں لیکن سجدہ کی خاک

زیرِ کفن ہی ملتی ہی مہمین بان ہنوز
اوشتا ہی گاہ گاہ کھد سنی ہوان ہنوز
حسرت زدوں کی خاک سی ہی گمان ہنوز
باقی ہی دل میں حسرت آہ و فغان ہنوز
ہم مل ہی ہیں خاک میں بی بی ہنوز
سکتا ہی مجھ سی در و قدم آسمان ہنوز

تسلیم گور پستے ہیں کوئی حسین ہو

گو پیر ہیں مگر ہی طبیعت جوان ہنوز

۱۳۶

۱۳۷

روایت سین محلہ

وہ بیان ہو کر یہ بیان آچکا وہن کی پاس
 سحر ہی فسون کیا ہی خیر آہن کے پاس
 بیل بیکس کو گلچین دفن کر گلشن کی پاس
 آتی آتی طوق کشتہ ہو گیا گردن کی پاس
 بیکسے روکاری کی بیشک مدفن کے پاس
 اور ہم دیدار کو ترسین کہڑی آہن کے پاس
 دیکھ لیں تھکواٹھا لایکدن سوچ کے پاس
 جہانگشاہی کون شوخ برق شمس زون کے پاس
 آئینہ آ یا جب سکی عارض وشن کے پاس
 رشتہ لپٹا ہی نہیں ہر چند چھوڑ کے پاس
 جاگتا ہی ماہ تابان ات بہر خرم کے پاس
 بیٹھے اٹھتے ہیں جاگرو گھڑی شمس کے پاس
 نور چین آتا ہی جب آتے ہو تم حلیم کے پاس

ہٹ کر دست جوتوں کیا ہی پیر کی پاس
 خود بخود گردن کچی جاتی ہی کچھ کھلتا نہیں
 خاک تو پوچھی کی اوڑ گردن گل تک کہی
 آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی تو ہم
 مری بھی خالی نہ ہوگا پہلو تربت مرا
 رشک آتا ہی کہ بخلوت جوجس کی پاس
 روز سنتی ہیں سہی لیدہ بست کم نہیں
 دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہیں
 جس کے گری ہی پانی پانی ہو کر یہ کیا
 بغیر فز کی دست نہتی ہی نواہی ہر شے
 عالم بالا ہی پورون ہی نہیں بنی خط
 دو ستون کا قحط ہی تسکین دل کی دہلی
 حسن زافر و کاج پودہ پڑا کر سکتا نہیں

کیا پتا تسلیم استا کر یہ سر مارا
 دھوپ میں جنکو ملیں گی ات کے گلشن کے پاس

۱۲۹

مری ہی باقی ہی اہل تھکونیا کی ہوس
 دہلی حسرت تنہا جوش بے باک کے ہوس
 لیکر وارث متاع و مال دیکھا کی ہوس

حشر میں کہتا ہی روقصیر و بیا کی ہوس
 زندگی ہر سادہ تھی تھی ہی نصبت ہوی
 بید ریخی بی سہی قریب اجل کی کیا ہون

اے جس سے چہا ہی کی چہا اور تھے
جس قدر پتہ پتا ہی پائی تھے پتہ پتا ہی تھے
خوشن میں تصویر کی مانند یوں ہیں امید
آپ ہی کہی سنائیں عجز بر کس کو ہم
آبی پاؤں کی ٹوٹی ل میں چہا پڑی
کیا حقیقت ایک زن کی مگر اس پر ہوا
جس سے سن پایا تو قید مکان بھی ہے

شیریں چہی کی پیر پتی تن چاکی سس
کم نہیں پتی کسی سوسے دیا کی ہوس
انچ ہوس پیردی یار تمنا کی ہوس
سخت پشیم کشید آرزو شاکی ہوس
دوغ دیتی نکلی گویا خار صحرا کی ہوس
لی گئی ساتھ اپنی گریون پیر چاکی ہوس
اب کجی کی تمنا ہی نہ کر جاکی ہوس

جس طرف پیر پیری سلیم چہی ہی ہم
زندگی بہر کل کا پتلا دای چہا کی ہوس

ناگوانی دی سب چہی ستم پور کی پیاس
کیون تاں اس قدر ساقی چکا میں ہی می
گریخی نخل فلک سے ہو چکی سیراب گل
تیر کھاتی ہیں کھڑی قاتل کی حضو
باصفا ظاہر کی فیض باطنی ہی پاک ہیں
ہوئی مظلوم شریک حال موذی دہر میں
ہم بھی شہدات ہیں وہی دیکھے
جو مزار میں ہیں چہی لطف جینی میں کہاں

میر ذمہ پیر ہی قاتل اگر خنجر کی پیاس
تر زبان میں یوں بچھی کچھ دم لب غری پیاس
نام کو اک قطرہ شبنم ہی دن بھر کی پیاس
آپ پیکان سے بھجاتی ہیں دل مضطرب کی پیاس
کیا بھما سکتا ہی ہے آگ سے گوہر کی پیاس
دیکھ شبنم سے بھاتا ہی فلک در کی پیاس
کسی خون کنج بچھتی ہی خنجر کی پیاس
آب حیوان سے پیرنا کام سکنہ کی پیاس

کہا تھی پستی یاد کرنا چاہی سلیم
بہوک پیچیری آل ساقی کوثر کی پیاس

رویت شہین مجہد

جیسی مہر تہی شہین کی تیر تہی میں کی پرورش
 سایہ دامین ماو پنگیا قسمت سے داغ
 لاکھ نڈا ہی مکر و مہر میں کرتا جدا
 سب سے پہلے نزع و نزع کر خبر لی یار سے
 میں کہ قلعہ بل نہیں کی ہی گردل میں جگہ
 او سکی لہو تو بنا کر ہاتھ جینی سی اوٹھا
 ایک عالم پر نیکو نکر و نوٹن گیتی فرو
 کیا کہوں کہوں ہقدر ملتی ہیں مضمون ملتے
 زخم اوچی دیکر برسوں اور وونگیاں
 داغ ہی پہلوئی ل میں لکنا داغ میں

آسمان کی مہرانی تہی زمین کی پرورش
 ورہ شکل تہی دل اند و گین کی پرورش
 دل ہی ہی منطہ رتیر و لٹشیں کے پرورش
 بجو بہولی کی نہ وقت اسپین کے پرورش
 یہ فقط ہی تیری چشم سر گین کے پرورش
 زہر افھی جان مار عنبرین کی پرورش
 مہر و پائی ہی تیری جبین کی پرورش
 کچھ مری تقدیر کچھ روح الامیں کے پرورش
 ایک آفت ہوگی ویت ناز میں کی پرورش
 ہمنشین کرتا ہی کیا کیا ہمنشین کے پرورش

گر کہیں نقص و نقصان کو تو امی یہ جان
 عیب کی قدر دانی نکتہ چیں کے پرورش

۱۳۲

۱۳۱

بت ہو زمین کہنی کو ہی مجھ کو میں کے خواہش
 چہپ کی صیا و گیش کو بجا ای بلبل
 شکل تصویر خیالی ہو جان میں پس ک
 چارہ کر تو نہ مداوا میں کمی کر آگے
 پر تو عارض جانہ سی وشن ہی مکان
 شکر ہی مہر تہی ہم وقت جاسی پسے

ورنہ حاجت زبان کی نہ سخن کی خواہش
 دیکھہ پروام میں لائی نہ چیں کے خواہش
 نہ بحد کی بھی پروانہ کفن کی خواہش
 جو لکھا بخت کا جو چرخ کمن کی خواہش
 کیا کروں وصل کی شب شمع لگن کے خواہش
 مل گئی خاک میں تپس کمن کے خواہش

بوی گل مجکو بنایا ہی مقدرنی مری
صفت کرد ہوں کیان ہی مجھی نہ نشلا
کیا پڑی ہی جو اوٹھاؤں میں تم کروں
عمر ہوئی تھی اگر کچھ تنفس میں آخر
دل مراد تہ صد پارہ کا اک ٹکڑا ہی

پیرہن کی نہ تمنانہ بدن کی خواہش
نہ کہی شکر وہ غیبت طعن کی خواہش
نوجوانی میں دن و رات کچھ خواہش
اتنی کیون ہی مری نہ چہ خواہش
اس میں کیا خوشی ہی وہ میں کی خواہش

آگ بن جائیں گیا خاک لکھیں ہم سلیم
خطا میں اونکو جگر سوختہ تن کی خواہش

۱۴

رویت صادقہ

۱۵

دیکھی تھی سائی آج کسکی دل کی حرص
پڑھی تھی تھی ہی تم کی گنجائش نہیں
شمع اگر شام سی جلتی ہی کیا کیا صبح تک
وہ نہ بہر اللہ تین تا حوت نہ مانند حباب
نہل کے منہ اہل طمع کا بندہ پڑتا نہیں
رات دن اطلب نہیں شہل دریا ہوں روان
کوئی ساعت لف برہم سی نہیں ہوتا جدا
رو و شب پرتا ہی کاسہ لی کی غم ماہ کا
آپ دیکھی وی لیلی قیس سی دید کو
وہ لب جان بخش کا بوسہ ندین کی عمر بہر
عاقبت کیوں نہ تو رہن دنیا کو پاس

زور پہی برص قاتل مہم پیتی گل کی حرص
کیا کری پیدا حباب آفت کی حرص
کس قدر کہتی تھی میں گئی محفل کی حرص
بی نشان کی تھجو و عوی باطل کی حرص
دیکھ لو تہر کردار کا سہ سا کی حرص
خواب کے خواہش آرام سہ منزل کی حرص
اوت تھی لی شوق بل بی شانہ بیدل کی حرص
کس قدر ہی اوج پس چرخ تیرہ ل کی حرص
خاک میں بجایا ہی پردہ محفل کی حرص
ساتھ سیر بجای کی اس طلب مشکل کی حرص
کیا کری طوفان میں نہ توان ساحل کی حرص

<p>آندو شد ویر و کعبہ کی دل کمرہ چوڑ ہو گیا روشن ہٹ گئی ہی چسپانے صبح کے نی تر و راحت منزل نہیں ہوتی نصیب</p>	<p>باز رکھی گئی خد اخراج و داخل کمرہ ص مرتی تم کیا کیا چمکتی ہی دل غافل کمرہ ص واغ دل بخاتی ہی انجام کو کابل کمرہ ص</p>
<p>توڑ کر پائی طلب تسلیم بیہوش کس طرح روز و شب بہکار ہی ہوا لکھو میرانی کمرہ ص</p>	
۱۳۳	روایت ضاد و جمعہ ۱۳۳
<p>کچھ تو راحت نظر آتی ٹھہر پیمان کی عوض اوڑ چلا خط سیہ عارض تابان کی عوض سوختہ تخت ہوں تلواریں جانی کی معا مفسرے میں ہی سید خاندان روشن ہی عاشق شعلہ خط سیر ہوں لیکن قف در کبھی بوسہ نہ پاسے کے دل عاشق کو چوہتی کیا ہو لڑ مہبت دین ای وعظ خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر والی پوچھ چارہ گر شکایت من و وہ ادا کب تک سیرگرم یہ پیش من ہی رہی گی جاری کیا کہیں بخودی جوش جنون کا عالم مد عامر کی ہی گرتا فلک شیرین کام فصل گلہیں تو اوڑائی ہیں نہی سب اسنے</p>	<p>کاش دل ہی نکال تازی بیکان کی عوض مورچی تخت ہو کپڑے ہیں سلیمان کی عوض آگ برساتی فلک برسی باران کی عوض واغ جلنا ہی چرخ شب حرمان کی عوض خاروتی ہی مجھی بھل رہا ہوں کی عوض کوئی احسان نکلیا آپٹ احسان کی عوض دل میں باوہت ہیر حم ہی بیان کی عوض بحر قلزم میں بولی وہیں طوفان کی عوض وی بھی ہی زیر کس میں مجھی بیان کی عوض شمع روئی کی تری کشتہ حرمان کی عوض سیتی ہیں دامن گل ابھی گریبان کی عوض زہر دینا تھا مجھی تلخی دوان کی عوض صدی کون ہی بلبل بستان کی عوض</p>

آرزو ہی مری بخشی ہی جنوں کی اسکو
 بچی ہستی کی ضمانت ہے کہ آیا زندان
 ہم وہ عاشق بنیں ہی یا نہیں ہستی
 نسلی افسانہ جنوں کر یا آنکھیں بند
 تھوڑی غلامی کی رین بہت شش
 شادی قتل میں کچھ پہن فاکر قاتل
 نئی طرح کی جوشہنگی ہی بہت جنوں
 گڑھی مشالہ ہی حبیب الہی او کے
 رنگ گس طرح ہوش عتادل کی

دل یا خاک اورانی کو بیابان کی خوش
 گورین قید ہیں ہم گر زبان کی خوش
 آنکھ شاد و پیا لیں جہان کی خوش
 دیکھ لو حال ان خواب نشان کی خوش
 دی کہ مثل صد قطبہ بیابان کی خوش
 منہدی یا ترشہ بیخ بل خوش میدان کی خوش
 مگر دی مگر ہی جگر چاک گریبان کی خوش
 خود پریشان ہوئی لب پریشان کی خوش
 باغ میں جل کی ہنسوتھم گل خندان کی خوش

اب کہاں ولو کہ جوش نشاط ای تسلیم
 رہی پدہ گریان لب خندان کی خوش

۱۱

۱۲

آپ میں کم ہوں کسی کی جستجو کیا خوش
 دیکھا نخل فلک کو جو صلہ جاتا رہا
 بھر ہستی میں حساب آسان نقطہ کہتی ہیں
 کیوں باہر ہم خاک میں بے غم کے لئے
 ذکر کہ جب ہو کہ وصف پرو نون کو سلام
 نسلی قاتل کی طلب شہر میں بولا زخم
 عند لب گیش جنت ہو مجھ کو ای صبا
 ہی کسی مجھ میں دوران میں نوید و کار

جب وہن ٹھہرا پیر گفتگو کیا خوش
 آرزو کہتی ہی مجھ کو آرزو کیا خوش
 ہتھکڑی ہی کام کیا طوق گلہوی کیا خوش
 اہل رکی امت بار آرزو کیا خوش
 رند مشرب ہوں مجھ اس گفتگو کیا خوش
 میں تو راضی ہوں تہن میں میری کیا خوش
 تو ہی بتلا ان گلہوی رنگ ہو کیا خوش
 ورنہ تھی گردون کو طوق بیکو کیا خوش

<p>پُر تکلف شامیانہ کو رہبر بیکار ہے نشرِ فصاحتِ حیرتِ بجان کو نہ چھوڑ تمتِ آلودگی سی پاک طینتِ پاکین عالمِ خندہ ہو یا گریہ ہو چپ بہتی ہیں زخم عشقِ رخ بس خطِ خال و دہان لبِ چوڑ بڑھ کی تڑپ من سی محشر میں ہوا بی آبرو حاضر و غائب ہی تصویر ہی پیشِ نظر مثلِ شیریں ہو کر ہو عاشقِ جانباز کا سرخوشِ جوشِ حقیقتِ مہینِ مجھی اس میں</p>	<p>ملکئی جیسا کہ میں پھر آبرو سی کیا غرض قالبِ تصویر میں مجھ کو اوس کی کیا غرض چادرِ آب و ان کو شست و شو سی کیا غرض ہنسنے رونی کی نقطہ میں گفتگو سی کیا غرض ایک کہل کو فکرِ چار سو سی کیا غرض راہِ انکلی نمازی و وضو سی کیا غرض صورتِ آئینہ مجھ کو رو برو سی کیا غرض تکویری خندہ مرکب سے کیا غرض ساقیائے می و جامِ سبوی کیا غرض</p>
--	---

میں تو ہوں یہ شاکر و نسیمِ ہلوی
مجھ کو طرزِ شاعران لکھنؤ سی کیا غرض

روایت طامی مطبقہ

<p>آئی و روی صاف تاویسِ لقا کی خط کیا جانی و فانی اوس کی کیا سکھا دیا اظہارِ شہمنی سی کہلی دوستی کی راز اوس شعلہ رو کو سوزِ جگر کیل ہو گیا کیا کیا نہ دل سی دل کا لکھا ماجرا وقتِ شبابِ ہر وہیمِ ضعفِ تن شکن جو جو لکھا ہی یارنی سب لے نقش ہے</p>	<p>یہ بھی گانِ صبح و شام ہزاروں لکھا کی خط رو یا کیا قلم میں عین و سی پڑا کے خط رسوا ہوئی وہ اور سی پری ورا کی خط قاصد کی شکل دیکھ لہا ہی جلا کے خط بیرحم نے پڑا نہ کہی دل لگا کی خط آئی ہیں آدمی کی لہی دو قضا کی خط طغرائی کعبہ میں رزمِ پارسا کی خط</p>
---	--

اسد ری ناز کی کفیت نگار میں دونوں جہان میں ریل و رسائل کی سیم وہ شعلہ و پڑ ہے کا لکھا کیا نصیب کا تعویذ سی حرارت قلبی نہ جای گے	پاتا ہوں آج تک کبریا کی خط محبوب دنیا میں صحیفے خدا کے خط کروی کی خاک حسن کی گرمی جلا کی خط مچکویلا وود ہو کی مری دلربا کی خط
--	--

۱۳۵

تسلیم خمیر یان نہیں پیغام مرگ ہیں
لکھی ہوئی کہ ہیں خاص دست قضا کی خط

۵

قاصد کرا دی کوچی میں سکی کمری خط شاید وہ پاکی پوی و فاضل زبان گم شد گئے نصیب کے لکھنا غصہ ہوا موقوف کلقلم ہیں بہم نامہ و پیام اسد ری ناز کے دم مظاہرہ جمال میر تو عرض حال ہی مشکل سنڈی بچھڑ گیا جو پاس و فانا نامہ لیسا	گذری گا آتی جاتی کہی تو نظر سی خط لکھتے ہیں اس امید پہ خون جگر سی خط آخر کو گر پڑا کہ نامہ برسی خط کوئی کیا ادھر سی نہ آیا او دھر سی خط پڑتی ہیں وی صاف پہ نظر سی خط لکھتا ہوں خامہ مژہ چشم تر سی خط لیکن نہ پڑہ سکی ہر قیون کی اور سی خط
---	---

۱۳۶

تسلیم وقت شام ہی فرصت نہیں نصیب
کس ویش کو لکھتی ہو بیٹی سحر سی خط

۹

تسکین شہ طراب میں ہی نامہ غلط بنجای جس میں بلبل مضطر کی جان پر شوق وصال و جوش تمنا ہجوم غم اسد ری بیخودی دم تحریر داغ عشق	شرط و فانا میں کی ہ عمر بہر غلط ایسی اوڑا شیم نہ اگر خب غلط لکھنی کو اوئے کیا نہیں لکھا اگر غلط اوش شعلہ رو کو لکھ گئی سوز جگر غلط
--	---

کرنا ہی کیا مسودہ منشتے روزگار	ہوتا ہی روز صفحہ شام و سحر غلط
ثابت کروں گم کوئی غیب دان نہیں	اوسکی کمرو میں کہوں تارِ غلط
فریاد سنکے آئی گا حیا د کو نہ رحم	سمجھے ہوئی ہی بلبل بی بال پر غلط
ہر شب وعدہ قتل کا ہر روز کہ نہیں	عہدِ ستم ہی او فلک حیلہ کر غلط

تسلیم ناز کے سے یہ فن اس قدر ہی خبط	نکلا او ہر زبان بھی مصحح او و غلط
۱۳۷	۹

ناصح بلا سی اوسکے ہیں قول و قسم غلط	کچھ دم تو سادگی سی مرا ہو گا غم غلط
کیا مار پول ملی کی سجد پر تم آؤ گی	کہاؤ نہ مرتے دم مری سر کی قسم غلط
کیا رشک ہی جو بار کو میں بہجتا ہوں خط	لکھتا ہی ضد سی خامہ مشکین رقم غلط
جب پوچھتا ہوں غیر سی بہر پل گئے	گہرا کی کہتی ہیں تری سر کی قسم غلط
کیا کہہ کیا تھا شام کو ظالم جو صبح تک	سمجھے نہ انتظار میں وعدی کو ہم غلط
کیا شکوہ تجھے وعدہ باطل کا بیوفا	لکھ سامری نصیب کا ہی یک قلم غلط
معشوق تھی کہ تیغ گل جسنکی مل گئے	اک دم میں ہو گیا غم ہست عدم غلط
دل ہی وہ آئینہ ہی اگر پائے یہ جلا	روشن ہو بات بات سہی جا غم غلط

اوسکی ہر ایک بات کو تسلیم جانتا	تھیلہ قریب مگر وفاقت نہ دم غلط
---------------------------------	--------------------------------

۱۵

روایت ظانی مجہد

۱۳۸

کیون خرابات میں و ہمہ دانی و عظ	کون سننا ہی تری ہرزہ بیانی و عظ
دفتر و عظ کی نقطی ہی نہون کی اتنی	جتنے ہیں دل میں مری غوغا بیانی و عظ

سچ سے جنت و دوزخ کا فساد لیکن
 بی وضو پانی خرم بادہ کو یہ چھو پستا ہی
 نرم بھی دل سخن کر رہی اب تک نہوا
 نیک بد خوب سمجھتا ہوں کہ کون کیا کہی
 رندی وز ہدیائی مین ہرچ و نون یکتا
 یہ خرابات ہی جاخیر سے اپنی گھر کو
 آج سمجھا گئی کیا تجھ کو عبادت سے
 اس قدر ہی جو دم نرم ہو س دنیا کی
 زند ہوں دی مجھی جام می اطر کی خبر
 زرد ہو جاتا ہی شکر رخ گلگون میرا
 نقشہ فردوس کا باتون مین کہا دیتا
 چلتی پھرتی نہیں بیوجہ یہ رونا میرا

کس طرح مان لو نہیں تیری زبانی وعظ
 خاک آتی ہی تجھی مرتبہ داسے وعظ
 دیکھ لی ہمیں تری شعلہ بیانی وعظ
 سننی دیتا نہیں آشوب جوانی وعظ
 مثل سیرا ہی نہ تیرا کونے ثانی وعظ
 منہ کی کہلوائی نہ پھر تیز زبانی وعظ
 نہ رہا شعلہ اشک فٹا نے وعظ
 ساتھ لیجائی گا کیا عالم فٹا نے وعظ
 تجھ کو شکر کا مبارک رہی پانی وعظ
 تیری تقریر سب یا باد خزانہ وعظ
 یہ زبان ہی تری یا خامہ مانی وعظ
 ساتھ پھرتا ہوں لمبی غم کی نشانی وعظ

کیا رکی خامہ تسلیم دیم کر سخن
 طبع مین آج ہی دریا کی روانے وعظ

۱۳۱

۹

سب خط کہنی کو ہی قال مقال وعظ
 سب کو کہتا ہی میرا آپ بہلا ہوتا ہے
 جمع کر رہا ہے سدا کر سے مال دنیا
 حرمت بادہ مین زند و نکر و فکر جواب
 لی اوڑا ریش کی جلوئی کو خضابی جو

پوچھو یاران خراب سے حال وعظ
 کس طرح سے مری اللہ خیال وعظ
 دیکھو کیا ہو دم شہ مال وعظ
 مال و آری بلی کہہ کے سوال وعظ
 رو سیاہی سنی ٹٹا اور جمال وعظ

عجز تو بہ شکنی قوتِ سب باکی ہی	مجلو آسان ہی جو کچھ ہی محال و اعظ
جز گنہگار نہ پوچھے گئے تقویٰ والی	سب و ہر ارہ گیا محشر میں محال و اعظ
جانی ووشیشہ و خم توڑنی زندہ و کھنڈ	آج میخانہ میں دیکھیں گی محال و اعظ

۱۳۰	ادبِ حسن پرستی جو یہی ہی تسلیم	۱۳
	ہو چکا محشر میں حور و نہی صال و اعظ	

آگ ملک و مہتی ہی سن سنی بیان و اعظ	کوئی شعلہ ہی مہن مہن کہ زبان و اعظ
غیر سی نکتہ سر آپ سراپا نفل	صفت خامہ ہی بیشتر مہن زبان و اعظ
بحث کرنی ہی نہ تھی پیر مغان سہی آخر	مل گئی خاک میں بیشعکت و نشان و اعظ
چھڑنی جاتی مہن شیشی لہی آغوش مہن بند	میکدہ آج بناوین گی مکان و اعظ
اعتبار ہو کو قسم کا نہ ہستیں تو بہ کا	کیا کروں لہی سراج حقائق و اعظ
بیچتا ہی طمع زر پہ خدا کے باتین	آج کل مسجد میں گویا مہن کان و اعظ
دوہی ان مہن صفت و غلط عالم مہن	نام کو بھی نہ رہا نام و نشان و اعظ
اپنی فراتی مہن سنتی نہیں بند و کی کہی	دہن شیشہ بادہ ہی و مان و اعظ
جی ہلتا ہی لہی ورق ہستی پر	جیتلک مہن سب سلامت جان و اعظ
جیتتی جی محبی چٹی جام و صراحی تو بہ	غلطی پر مہن خیالات گمان و اعظ
خلد مہن سب مقیم حرم یار ہون مہن	میری عالم مہن نہیں کر جان و اعظ
چھڑنی کو یہ ہم رو و بدل سبے ورنہ	یار و اعظ ہی مرا میں دل جان و اعظ

بکڑی کس سے جو دیر کو چوڑا تسلیم
آج کیون مہن ہو سب میں زبان و اعظ

روایت عین مہملہ

اوٹھ گیا کیا کہہ کی تو ای غیبت تنویر شمع
 باغین بکھو اگر تم رنگ محفل رات کو
 لاکھ شعلہ سر کو پٹکی خصلت جندیش کھان
 عشق کی نیرنگیان دیکھو کہ جبریم ارمن
 ہجر میں جلیقی میں جملت میں جلتا کاشاک
 سر حر پانا غیر کا ہی پی مٹنی کی دلیل
 لاکھ دیارات بہر پھلانا ہاتش مزاج
 بی سبب ہونکا نہیں جوں تو نکو سوز عشق نے
 دیکھ کر پروا کیوں ڈڑی قصد کی لیے
 شور بیتابی میں ہی پائیں خوشی ہی وہاں
 دن کو محروم نظارہ رات بہر سو و گداز
 گریہ ہی تیر حسین زلف و کج فروغ
 او سکی ہریم خاص میں رہتی ہی شہر جلوہ

شمع و ہنگیر شہر شہر گریہ بکیر شمع
 شاخ شمع سبز ہو گل شعلہ تنویر شمع
 اشک کا دانہ ہوا ہی دانہ زنجیر شمع
 سوز غم سی بنگیا ہر استخوان تصویر شمع
 شمع کو دیتی مری قسمت مجھی تقدیر شمع
 لی بھما آخر کو شعلہ قاسم لکیر شمع
 ہو گیا ہر اشک میرا اشک بی تابیر شمع
 اسمیں کچھ تقصیر پروانہ ہی کچھ تقصیر شمع
 کیا کوئی خط شعاع شعلہ تھا تحریر شمع
 کیا کوئی سمجھی ادائی نالہ شبکیر شمع
 سخت پروانہ ملا مجھ کو دل لکیر شمع
 خاک میں مل جائی گی اک اے تنویر شمع
 اور کیا ہوتی جہان میں نیت تو قیر شمع

گرم فقری سنگی وہ کہتی ہیں ایسی سلم آج
 آگی تیری کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

کس طرح وقت سحر بالین سے اوٹھ کر جای شمع
 ہجر میں بکھی اگر میری سیہ خانہ کی شکل
 بلبلوں کا جای پروانہ ہی تربت پر ہجوم

خفتہ بختی کی اثر سی ہو گیا ہی بای شمع
 تہر تہری پیدا ہو قد شعلہ میں جای شمع
 رنگ لائی بعد دن گل فشانیا ہی شمع

<p>دای محرومی رہو نہیں کھینچ رہی بعد مرگ رات بہ کایہماں ہی دیکھنا وقت سحر کم ہو کیونکر تیرہ بختی بیکسون کے بعد مرگ اسقدر پاس حیا ہی کہتی ہیں میری حضو حیف ہی تم غم زدوں کے سوک میں ہستی ہو خیر ہی فانوس میں جیتکے ہور نہ بھجباب اسقل رامی سوز غم امید ا لطف ہون گور ہی سونی پڑی سبوتشی بالیج اوداں ہون ہ دیوانہ جوشکو جوش میں آ کر پروں سامنی وکی رخ روشن کی مشکل بھی غم</p>	<p>لاش پروانہ حریر شعلہ میں کفنای شمع خاک میں بلجای گا حشریں بالائی شمع کیا پڑی ہی کس لی کوئی لحد پر لای شمع دھن فانوس میں منہ کو چپا کر آئی شمع اور جب آئی لحد پر اشک چکا جای شمع اور بھی سوز دلچ وانہ کو بہر کامی شمع آج اگر شام تک مجھ کو زندہ پامی شمع دیکھی تیری طرح کبتک بہتج سائی شمع اگی آگی غول صحرائی جنوں کہلائی شمع لاکھ شب بہ شعلہ رخسار کو چپکائی شمع</p>
--	---

۱۳۳	<p>ایک دن یہ سہم سرقانی سی پوچھا چاہی کس توقع پر تجھی ہے اسقدر سو دای شمع</p>	۱
-----	---	---

رویت غنیمت مجھ

<p>دو رسائی میں ملی مجھ زندگا کیونکر دماغ ابتو کیا گرسائی ہو دوران فی سہلی حشر میں ایک کی سنتا نہیں دے بیت و حشر میں سامنی مقتل میں جو آیا گلی ہی مل گیا موتوں نگہی ہی وہ زلف بہ سبب میں اب تو آہ زیر لب بھی سنگی ہوتا ہی خفا</p>	<p>بیشتر ہرست میں ہتا ہوں اکثر تروماغ دیکھنا مجھ زندگا دا عطا لبت شروماغ خاک کی پتلی کا ہی عرش سحلی پردلغ ایک سی کہتا نہیں قاتل ترا خجہ و ماغ ہمسے کیا کرتی ہی امی باوصیا بکروماغ اسقدر یا مال غم سلی ہی بہت و ہر و ماغ</p>
---	---

کوش کل سفتی نہیں فریادی تاثیر سے	کیون پریشان کرتی ہوائی بلبل مضطرب داغ
پوچھتے ہو کیا سر شوریدہ شوا کا حال	کہا تکی کہاتی سنگ طفلان ہو گیا پھر داغ

۱۳۴	خاک ای تسلیم ہوت درختور و ہرین	۵
	سب امیر اس وقت کی گوز شتر ہین خرم داغ	

جلتی ہیں یی ہین لکھون داغ کی شہر چراغ	ہون قہ میں فلس مگر روشن ہی گہر میں چراغ
اصل کا ممکن نہیں ہی کام نکلی نقل سے	کیا زبان شعلہ سی کچھ کہہ سکی طلب چراغ
ویر ہو یا کعبہ اسکو دل جلانی ہی غرض	صورت داغ دل عاشق ہی مذہب چراغ
اُفت کی ظلمت ہر تکت علی کا ترچہ کیا	ڈر گیا میری سیدہ خانی میں آ یا جب چراغ
تیرہ تہتی جیتا کہ سے خاک ہون کو فروغ	سامنی کالی کی حل سکتا ہی لکب چراغ

۱۳۵	لکھو غلط کردہ کیونکر نہ ای تسلیم ہو	۵
	سیکڑوں گہر میں نہیں اتو نکو جلتا اب چراغ	

میں جلا کر کیا اورن تکتے شب میں چراغ	ہر شرار آہ غم دیدہ ترین چراغ
داغ دل روشن کہی روشن کہی داغ جگر	اک تیا ہر روز جلتا ہی ہی گہر میں چراغ
آہ کی جھونکی مٹاویں گی فروغ زندگی	غیر ممکن ہے کہ ٹھہری باوجود صبر میں چراغ
زندگی تک پہلہ اہل دل ہی ہر میں	پہرند کیا مٹنے جلتے قصر قصر میں چراغ
رات کہ مٹا بٹن کو مہر کیا اندھیر ہے	رات دن جلتا ہی قصر قصر خضر میں چراغ
عشق ہی اک جو پیکر سی جو برآی مراد	عمر بہ روشن کروں ان خضر کوثر میں چراغ
صاف باطن غیری کی سب ضیا کرتی نہیں	کوئی شب جلتا نہیں آئینی کی گہر میں چراغ
روح آتشناک پر شب کو جو کیسو آگے	جلاتھا ہر حلقہ زلف معنہ میں چراغ

چل بخت کو ہند سی تسلیم و شن کر دلام
داغ دل سی روضہ پر نور حیدر امین چراغ

۱۳۶

رویت فا

۱۳۷

کافشان سنی میں ہیں داغ کہن و نون
وصل کی شب مہر آ یا نہ تک راز دل
کان تک کی مری فریاد کیونکر جا سکے
آرزو مند شہادت دل ہی ہی مثل حکم
بعد مرن سر گھلا ہی پاؤں میں نکلی ہوئی
سیری اونگی دیکھی کیا فیصلہ ہوتا ہی آج
وصل کیسا بہر تشکر کہج دیا کرتا ہی کچھ
تھلکے سی سجد و بتخانہ ہی خالی نہیں
مر کی ہی پڑ کا ہوا ہی شعلہ داغ جگر
پتھر پتھر نہیں لب پرستہ اونگی وہ گرا
کیا تعجب پر تو رخسار آتش رنگ سی
پھوٹ نکلا رنگ جبریم ناز نہیں ہوشاک سی
اک نظر مہر ہی گل پر اک نظر صیا و پر

ہم وہ پہل پہن کہتی ہیں چمن و نون
اک حیا باہم ہی قفل و ہن و نون طرف
روز و شب حائل ہی لہجہ شکن و نون
وہ بیان کہنا قاتل ناوک فلک و نون طرف
کم ہوا تقدیر سی طویل نفس و نون طرف
گفتگو کرتے ہیں اہل خیم و نون طرف
قاصد فسون بن شیریں سخن و نون طرف
لوہتی ہیں آہ شیخ و برہمن و نون طرف
جل ہی ہی گور پر شمع لگن و نون طرف
ایک سو ز عشق ہی آتش فلک و نون طرف
کان کا موتی ہی لعل عین و نون طرف
ایکسا کہتا ہی عالم پیر و نون طرف
دیکھتی ہی عند لب نعرہ زن و نون طرف

سنکی ای تسلیم کوہ و دشت میں تیرا پتا

خاک اوڑاتی پرتی ہیں اہل وطن و نون طرف

۱۳۸

۱۳۹

آج ہی میری نظر آپ کی احسان کی طرف

کیا کروں دیکھی میں نا مہ عصیان کی طرف

سبکی سبب بٹ ہوئی کیلئے جاتان کی طرف
 آج ای بیلین ہیکسن مری تری جان کی خیر
 دیکھتا ہی کسی اوٹھ کی غبارِ جدی
 مر گیا آج گرفتِ مصیبت کوئی
 شبِ عدد نہ گزر آج تو ضدِ ملنی میں
 صدقی ای دستِ جنون تیری کہ تباہی
 نیکیسی کیا کروں تیرے میں سستا ہوں
 گردِ کلفتِ سلامت سے بونہیں دلیں
 پوچھو اپنی رخِ شفاف سے کیا سحر کیا
 کفرِ تقدیر میں لکھا ہی کروں کیا وعظ
 اور کیا بی اثری ہو گئے زیادہ رسوا
 ہائی شرمِ اسیری کہ قفس میں بلبل

کوئی تو بولو مری شوقِ اشیاں کی طرف
 آنکھ صیاد کی پڑتی ہی گلستان کی طرف
 کون ہی گرم سفر کو رغیبان کی طرف
 دیر سی شور ہی برپا دیند ان کی طرف
 دیکھہ ہر جم مری حسرتِ ارمان کی طرف
 ہنس دے دیکھہ کی وہ چاکِ گریبان کی طرف
 موت ہی آج مری شہجیان کی طرف
 آنکھ اوٹھا کر کہی کیون نہ بایان کی طرف
 دیکھتی کیا ہومری دیدہ حیران کی طرف
 دل کچا جاتا ہی دس شہنشاہان کی طرف
 زخمِ ہفتے میں نہ کیلکی دمان کی طرف
 روئی منہ پیری کی اک دن گلستان کی طرف

کسکو سودا ہے دربار سی اوٹھ کر سلیم
 جائی آدم کی طرح روضہِ ضحوان کی طرف

رویف قاف

۱۷

حلقہ موج ہو پٹی گلی ہی ہنکی طوق
 بیڑیاں کس کسکو پہناتی ہیں بچپن کے طوق
 پہنو میری سلہنی تم باہسی شومن کی طوق
 جسکڑی یا قریب سکی رخ روشن کی طوق

ہوں دیوانہ جو بہا کون تو لگر دین کی طوق
 دیکھی کیا رنگ تہی ہیں تری گردن کی طوق
 رشک سی کیونکر نہ میں کاٹوں گلا اپنا کہ تو
 بل بی تاب حسن ہا نہ بن گیا ہمت اب کا

ہوں دیوانہ دم طفلی جنون کی جو چین
 نہ سہے سر ہی بال و تشو نہ مدتوں
 تہارہ مجنون قہیں ہو یا کو کہن بھر شکون
 دیکھتا ہوں جتنائیں گلی کا مار ہے
 وادی قہر میں محروم روزِ عید ہی
 پانچ اوپنوز یورسیم ماتم ہو چسکی
 سیکڑوں مجنون جوئی کاٹی ہزاروں گھلے
 ہوں ہشتاقِ اسیری و بنی جاؤں اگر
 زلف کی حلقی نہیں روشن فروغِ حسن سے
 ہوں اسیرِ عشق ترکِ جنگجو میں خاکسار
 گریہ کی ہش ہی اکدن و ترکہ مجنون
 گزرتا ہی مہر و شہر اسیرِ عشق ماہ
 گریہ بیباکی ہست جنون ہی تو ضرور
 قید ہی ہو کر وہی عینِ شوق کیسو کی بل
 سامنی شملو کی کاٹی گھلے کو رشک سے
 گریہ ہی قوت دیوانگی تو ایک دن
 قریون کہ طرح پایہ فاہین مری کی ہی

بیچ کر طوق طلا پہنا کیا آہن کی لون
 پہنی بہن جہنی کسی سن میں سنو کا طوق
 سب سے پہنی جو دم کر پتہ مری سن کی طوق
 لوٹا ہی کیا مری ہر مری جوہن کی طوق
 اور یوں لپٹی گلی ہی اوچٹ بطن کی طوق
 کیون بڑا رک ہی بتا گشتیں کج طوق
 ہو گیا آف پس لینا بطن میں کی طوق
 اتنی سیری سامنی گردا ہے یاہن کی طوق
 کچھ طلائی بہن گلی میں افیم ہر کج طوق
 اسی فلکات مجھ نقشِ سیم تو سن کی طوق
 پاؤں تک پتہ مری کی صیوت آہن کی گشتیں طوق
 راتوں کو پہنا کیا کیون بشیرِ خرم کی طوق
 ایک دن آہنگی وئی حالِ سوہن کی طوق
 کیا پہنتا ہی جنون کی جو چین تن کی طوق
 دیکھ لی قمری اگر اوس غمِ شکر کج طوق
 دیکھ لینا مگر ہی مگر ہی شوقِ یہاں کج طوق
 ساتھ لیجا میں کی دیوانگی ترسی کی طوق

سچ ہی ہی سلیم ارشاد نصیر دہلوی
 فہم میں آتی ہیں ایسی کب کسی دن گھوٹ

قمری آغاز الفت مرکب ہی انجام عشق
 ببل گلرخون سیل کی زاوی محال
 مرکب ہی ہرین ہرین ریخاک لکھون لکی داغ
 چاہتا ہوں بشم غم کیو سطل لیل و نہار
 کب سی ہرین امید و رجوش کبیت بخودی
 حسن جانان ہی مخاطب اکمل اپنی طرف
 خاک سی اپنی نہیں دھتھی بکولی و سبب
 اب ہی خوش ہو تا ہی دل سن سنا کی تیر صفا
 کچھ خلش و نرات ہی تسلیم دل میں چاہے

توبہ تو بہ کرنے لی بہولی سی غافل نام عشق
 خط ہی سبزہ خال نہ زلفت ہم دایم عشق
 شمع کی پروا نہیں کہتی ہمار ہی نام عشق
 صبح حسن دی روشن شام تیر فام عشق
 اس طے سے ساتی ملتوش کوئی جام عشق
 کہتی ہی کچھ زلفت برجم کا نہیں غم عشق
 کچھ ہی باقی ہی شاید گردش ایام عشق
 ہامی کدیتا ہی کیا آکر خیال خام عشق
 ورنہ کہیں کام سی کیوں کام ہم نام عشق

۱۵۱

رویت کاف

۹

رہا پیش غم دل سی تاب کہاں تک
 اشکوں کے شب ہجر میں آخر کوئی حد ہی
 ای مرکب ہر اکھیں آنکھیں جو ہر نہیں مند
 حسرت کے طوفان مری سر ہی گد جا
 انصاف کرو مجھی امت سا ک ازل کو
 کیونکر مری دل کی طرح ہو تری چلن
 فرقت میں ہی او دور و ریاسے تمنا
 کب سے ہی کشاکش میں اجل کی مری خون
 کیا بیٹی ہو تسلیم چلو ملک عدم کو

اشک کدہ صحت سیاب کہاں تک
 آغوش میں لی چادر مہتاب کہاں تک
 دیکھوں رتم دیدہ تیر خواب کہاں تک
 چکر میں رہوں صورت اب کہاں تک
 ہلائی بہلا صحت احباب کہاں تک
 رو کی نگہ عاشق بیتاب کہاں تک
 تر یوں صفت باہی بی کہاں تک
 تر پائی گا او جگر بی آب کہاں تک
 واپس کی عالم اسباب کہاں تک

سخن سنے نہیں زخم کہن خشک
 خزان ہی دور تو ناحق ابھی سے
 یہی گریہ ہی تو محشر کی دن سے
 گر اکسا کوئی اشک گرم بلبل
 گہڑی بہر بیٹھا قسمت کو دین
 مری قسمت میں مکی کیا لگی آگ
 دہلا جو من بہار حسن چل دی
 یہ روتی گہڑی نکلتے ہم کہ اب تک
 قدم بستا ہے روزِ اکرام کے
 دم پری ہری ہین داغ دل کے
 یہی ہی گریہ سار نو جو اسے
 لگی دل کی کہیں کیا خاک تسلیم

رہیں کیونکر شہیدوں کی کفن خشک
 نہوای عندلیب نعرہ زن خشک
 نہو کی استہین پیر ہین خشک
 کہ فصل گل ہین ہی دی چمن خشک
 زمین تھوڑی سی ہی چرخ کہن خشک
 ہوا منہ کیون آئی برہمن خشک
 خبر لو ہو چلا سب ذوق خشک
 نہیں خاک گذر گا و وطن خشک
 خداوند اہو دست برہمن خشک
 خزان میں ہی نہیں بل چمن خشک
 نہو گا حشر تک سب ذوق خشک
 ہوئی جاتی ہین بوقت سخن خشک

روایت فارسی

سو زخم سی استفادہ بڑی سلا پتن میں آگ
 اولیٰ ہی شعلہ رونی آج خلوت نقاب
 آفتی ہیری جلو نیل و رتم موسیٰ کی ستا
 سوختہ قسمت ہون گز زخم دل ہوار نو
 شعلہ اٹھتی ہین نگاہوں سی دم دیدار
 شعلہ و کوئی ادا خالی شرارت سی نہیں

پہاڑ کر پیٹکا گریبان لاک ٹوٹی میں آگ
 پرتو خسار سی روشن ہی روزن میں آگ
 سیر کیو دیون لگا کر وادی ایمن میں آگ
 خون کی گرمی لگاتی ششہ سنون میں آگ
 بنگیا حسن ششہ عارض روشن میں آگ
 حسن گری نی ہری ہی چمن میں آگ

ہو چکی اس آستانِ بلبل مضطر کی خیر گو یہی شعلہ کہہ ہی مٹا کہی اوٹھا و ہوا پاسِ سواتی کی تم آ کر نہ جانا کو ناز سے	لا لہ و گل سی لگی ہی طہر گشتن میں آگ لاش تھی مجھ سوخا قہر سے کیا فرم بدین آگ کی وہی ششاک سی چہن میں آگ
--	--

۱۵۲	میں جلاؤں کس لہی تسلیم کت ہوئی جار ہا کینہ مرانکر دل دشمن میں آگ	۱۳
-----	---	----

اہل نیکو ہو مبارک شمع تربت بعدِ مرگ ہو چکا اچھا مریض عشق کی تسکین کو حشر کا وہڑکا نہ جینی منکا لہیں خیال گہری تک سی نہ آئی و مینی تابوت کو پیرہن کے طرح کرونگی کفن بھی چاک چاک ایک پہرہ ہی چھائی پڑا ہر حال میں پہرہ ہی جھکڑا لگایا آکی شور حشر نے چھوڑیت کو اجا غسل دی کر چلیں ہفتے روتے کٹ گئی عمر و روزہ شکر ہے ظلمتِ قدر ہی پنی جان کو آفت ہوئی اس لہی ہر قسم تدفن مری لگہیں میں بند ناچتی ہیں اہل غفلت قبر پر کسکی لیے	ہم جلا لیں گی چریش و انغ حشر بعدِ مرگ قبر میں دینا مبارکبا و صحت بعدِ مرگ سو ہی ہیں چہن سی کیا اہل بت بعدِ مرگ منہ چپا کر ہم چلی جنگی بدولت بعدِ مرگ رکنی والی ہیں کہ میں یہ دستِ حشر بعدِ مرگ جیتتی جی کوہ الم تھاسکت بت بعدِ مرگ سمجھتی جینی سی لاجائی کی و حشر بعدِ مرگ کیون جتنا تائی محبت بیروت بعدِ مرگ دیکھنی کیا رنگ اتی ہی قیامت بعدِ مرگ یا قاجاتی ہی اہلو شام وقت بعدِ مرگ پہرہ دیکھو حشر تان جینی کی صلوت بعدِ مرگ کیا رہا جز خاک زیر خاک تربت بعدِ مرگ
--	--

زندگی بہرہم رہی ہر حال میں جنگی شریک چونہیں سکتی وہی تسلیم کت بعدِ مرگ

رویت نام

۲۱

اوج پر ہی چشمہ ترکا جوش طوفان آجکل
 سچ و راست کے دور انکی رہتی ہی پیش نظر
 عیش کا طالب ہی لہم ہین ہوا خواہ بلا
 گریہ ہی خار خار حسرت غم کا ہجوم
 جا بجا ہین غم کی ہمیشین گل و غنچہ مجھے
 گل کھلائی آبلہ پائی نی کیا کیا ای جنون
 ناتوانی ہقدر جوش جنون ہین بڑھ گئی
 رورہا ہون یاد و دندان میں گھر جای ہر شک
 ہشتے میں پاتا ہون نہیں جسم لب قاتل کلانک
 اس قدر ہی بار خاموشی اسیر عشق کے
 فرقت پر کریم ہین قسط سر افشانی نہیں
 بات کی مدین ہون ان دیتا ہی دم سوز عشق
 مرنے ہین سکی کٹاری پر ہزاروں بیابل
 یاد آتی ہین دم پیری وہ اگلی صحبتیں
 اس دل افسرہ کو رکھتی ہی بربادی نہال
 خود سر پا کثرت داغ جنون سی باغ ہون
 شمع کی کپڑائی جلوہ بروں کا برسات میں
 کیون نہ چوتی فلک آکھائی جان و داغ

اک کف سیلاب ہی خون گردان آجکل
 خون دلاتا ہی ہر اک دم خم خندان آجکل
 دیکھی کسکو کرمی قسمت پشیمان آجکل
 آبلہ دل کی مری ہین اور مہمان آجکل
 کم نہیں قتل سی نی تیری گلستان آجکل
 اور ہی جو بن پیہی میرا بیابان آجکل
 ہو رہا ہی ہاتھ پیوند گریبان آجکل
 دولت گریہ سی ہی لبریز دمان آجکل
 چوم لیتا ہون دل نخم خندان آجکل
 بولتی ہین خانہ زندان کی کڑیاں آجکل
 بڑ رہی ہین سینہ عاشق پچھلاں آجکل
 خوب رسوا کر رہا ہی دل غنہ مان آجکل
 کوڑیوں کی مول ہی غم شہیدان آجکل
 دیکھتا ہون صبح کو خواب پریشان آجکل
 باد صحر سے یہاں کہلتی ہین کلیان آجکل
 کیا کروں گالیکی میں دوسرے جوان آجکل
 اوج پر ہی طلحہ گو غریبان آجکل
 ہو رہی ہون حسن میں رو خشان آجکل

کون پوچھی ہی حنا تجکو جفا کی مشق ہی
آسمان کوئی نکوئی سر پہ لائے گا بلا

پاؤں میں ملتا ہوئی شوق شہیدانِ اجل
دیکھتا ہوئی اب میں اپنے پیشانیِ اجل

ہو چکی اجباب کی خاطر عجب فکری سخن
اہل فن کا کون ہی یہ تسلیم سپانِ اجل

۱۵۶

۱۵

یہ دن سن میں منہدی لگانی کی قابل
بتایا ہے نقش قدم ضعف و دل سے
تری لطفِ عادت کو پاتی ہیں کافر
بلا کر بٹھائے ہو کیا پاس اپنے
کرین جسدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
چسبرغِ کلیسا میں یا شمعِ کعبہ
قفس میں ہیں اک مرغِ تصویر گویا
میں کیونکر نہوں فرغِ حسرت کی صدقے
یہ طفلے یہ پردہ کوئےِ وجہ ہو گے
سجد میں ہو قبکہ کیا خاک دیکھیں
بنانا فلک کا شرجیہ سائے
قفس کی محبت کا یارب برا ہو
سرِ قبر و گز کے چادر تو ہوتے
جو عذرِ حیا ہوتا تو کیا چپ کے شب کو
سجد میں ہلاتی ہیں کیوں شانہ اجباب

مری جان ہو اب تک لانی کی قابل
نہیں ہم کہیں آتی جانے کے قابل
بٹانے کے قابل مٹانی کے قابل
کہ اب ہم نہیں نازا و ٹھانی کے قابل
نہیں ہی تری استانی کے قابل
بہر حال ہم ہیں جلانی کے قابل
کہ ہرگز نہیں آتی انی کے قابل
کہ اب تک ہے چھاتی لگانی کے قابل
بظاہر نہیں منہ چھپانی کے قابل
کہ ہم خود نہیں منہ دکھانی کے قابل
کہ ہوتے تری منہ لگانی کے قابل
نہ کہا ہمیں آشیائے کے قابل
نتی کر فلک شامیانی کے قابل
نتی خواب میں بھی تم انی کے قابل
نہیں ابکی سوئی جگانی کے قابل

<p>پسین و غلومی نہ برسات میں بھی اگر خاک بھی ہیں تو ہیں خاکِ سرمہ</p>	<p>تم آئی بڑی اک زمانے کے قابل ابھی ہیں نظر میں سمانی کی قابل</p>
<p>۱۵۴</p>	<p>مقدّر کی یہ بات ہی ورنہ تسلیم ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل</p>
<p>مرکز ہی خارِ عالم ہوں برای گل رکھتی ہیں سر بلندِ جانِ عاریت سے عار رنگین اداسی عشق میں آزاد گے محال بیگانہ چینِ سبھنا تھری طرح غشِ گریہ ہی سایہ صیا ہی سی گلچین چین کا نام تیرا قفس ہے</p>	<p>کانٹھی کا ڈھیر ہی ہر تربت بجای گل پہنی نہ خاری کہی لیکر قبای گل بلبل کو لائی گنجِ قفس میں ہی گل ہم تھی ہر صفیہ کہی آشنا ی گل بلبل کو ایسی چین ہی ہو ای گل بلبل تڑپاؤ ٹھی نہ کہیں کہلی ہای گل</p>
<p>۱۵۵</p>	<p>تسلیم اپنی دولتِ فن اپنے واسطے ایسی ہی کج طرح سی زر گل ہی گل</p>
<p>سکلی بچو وائی ہیں ہر عیادت آجکل کیا کہیں ہم حالِ لاتی خاپاتی نہیں دیکھا احباب حیران ہیں بشکلِ آئینہ غیر کی کہنی سی ابوابِ مہی سنتی نہیں خاکسارِ نیشی شکلِ شیشہ ساعتِ عبث شکر کرتا ہوں عجزِ شکوی کی نخلِ چرخ ہم ہیں اپنی حال میں تسلیم کیسی شاعر</p>	<p>ہوش میں لائی ہی و نکو میری غفلت آجکل وہ نگاہِ مہربانی وہ عتایت آجکل آپ کی صورت بنی ہی میری صورت آجکل ایسی برگشتہ ہو جیسی میری قسمت آجکل دل میں کہتی ہو میری جانِ تم کو درد آجکل غم ہی کہانی کو چھتا ہوں میں نعمت آجکل جی نہیں لگتا پریشان ہی طبیعت آجکل</p>

دستی اگر نہ دل میں جگہ در دو غم کو ہم
 وہ آئی ہی تو غیری دل بد گمان ہوا
 ایمان چوڑین کی کہ ہی زباہ کی واسطی
 سیمین تھون کو ہی نہیں جہر فلک سچی
 فرصت و آئی ہجوم تماکہ خط کہیں
 آتا ہی یاد ہجرتیں کا خیر ارم ناز
 ہر چند کچھ نہیں مگر سپر ہیو فا
 جنت ہی تیری وعدہ دیدار سی عزیز
 اب کیا گلہ کہ مرنی کی فرصت نہیں
 رکھتی ہیں ترسدا عرق انفعال سے
 ڈر ہی کہ راز عشق کہیں داستان نہو
 اب تک وہاں زخم سی کہ کہلی مرحبا
 ملی زخم دل محال ہیں معنی طرازیان

کیا سنہ و کھاتی حشر میں تیری ستم کو ہم
 بیٹھی ہوئی سٹائی ہیں نقش قدم کو ہم
 کعبہ کہیں کی قبلہ نہ بیت لہذا کو ہم
 پاتی ہیں داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم
 بیٹھی ہیں دیر سی لی کا غنڈ قلم کو ہم
 روتی ہیں یکہ و یکہ کی نقش قدم کو ہم
 سب کچھ سمجھتی ہیں تیری جوتی ستم کو ہم
 ورنہ لگا نہیں آگ نہ باغ ارم کو ہم
 کیونچہ ختم نہ بھیجی سراغ عدم کو ہم
 دھوتی ہیں ٹپٹی لوح جبین ستم کو ہم
 خط لکھہ کی کاٹتی ہیں بان قلم کو ہم
 دم دی رہی ہیں یاد کی ترشح دو دم کو ہم
 خالی شکاوت سی نہیں پاتی قلم کو ہم

تسلیم کر سنبھلے ہمیری فلک

محشر تلک کہیں ستم نہ دم کو ہم

شعلہ زبانی ہیں گم اشکوئی طغیانی سی ہم
 بوی گل تھی چپکے نکلی گلشن فانی سی ہم
 آپ سی کا ناگلا تو ہی نہ نکلا شوق مرگ

روز تھوڑی آگ پیدا کرتی ہیں باقی سی ہم
 کیا دکھاتی سنہ کسب کو شرم عیانی سی ہم
 ہم سی ناوم ہی گرا بخانی گرا بخانی سی ہم

دشت میں ہی کشمکش ہر شہری باقی ہی
 دیکھ کر عالم ہلکا دیکھتے ہیں آپ کو
 بعد صوفیوں کی گیسار تحفہ خاک میں
 کہہ کیا جمعیت خاطر بے حسیت سے
 پوچھتی ہیں سی او پیر زہر کمانیکی مصالح
 کیا کہیں کیوں چاہتی ہیں گھر بچاؤ دشت جو
 مری ہی آوار کی حامل ہی شل غبار
 ہتھکڑی زنجیر دہری سست پستی شریک
 دیکھ کر داتی ہیں اگلی جنائیل میں
 شہر کے شہساز ہی وقت بحر سوئی ہم
 شعاعہ و کالطف ہی بیدار غلیظ نہیں
 حشر میں لوٹ گئے کی پردہ پوشی کی ہی

مدتوں اور بھاری اپنی پریشانی ہی ہم
 آئینہ کو یا اپنی ہیں اپنی حیرانی ہی ہم
 چھٹ گئی قید رہا سو رنگ بانی ہی ہم
 اور ہی رہے ہوئی مل کر پریشانی ہی ہم
 دوست سبھی ہیں عجب و کو اپنی نالوانی ہی ہم
 کچھ تو ہوئی ہیں پشیمان جانہ ویرانی ہی ہم
 ایک جا شہری مودوں ہی پریشانی ہی ہم
 رہ چلی و چاروں دنیا میں بدانی ہی ہم
 بیوفاد گدڑی تیری فاتحہ خوانی ہی ہم
 اوڑ گئی مانند شبنم گلشن فانی ہی ہم
 جل ہی ہیں شمع تربت کی گلشنانی ہی ہم
 مانگ لیں گی کچھ ہماری کلامانی ہی ہم

لازم و ضرور ہم ہیں یہ ہم شہر و فکر

معتبر سے سخن دانی سخت دانی سے ہم

۱۶۱

زمین گم کردہ ہیں ناآشنائی آسمان میں ہم
 عجیب ہوٹا کیوں ہر گھر قسمت لکھنا ہو
 پڑی ہیں تیری کوچی ملان ٹھاسکتا نہیں
 چھپر و مثل فی ہمد مہر فغمہ تر میں
 نشان بی نشانی ہیں ہجوم کا ہش تن

جہان کا نام ہی کوئی نہیں بیتلہان میں ہم
 نہ میخواروں کو بہن بیجان تان میں ہم
 سب کو کہی شل نقش پا کیا کیا کرت میں ہم
 کہل سہی وہیں لبریز فریاد و فغان میں ہم
 بتائیں کیا تجھی می مرگ کیسی بیان میں ہم

۱۹۲	<p>ہمیں چن دیکھتا سنتا ہی تھی سب سے جہاں میں آپ کو یا اپنی غم کی داستان میں اہم</p>	۵	
<p>ہر شب ہیں بچان ستم آسمان سے ہی ہم بلغ جہاں میں طائرِ رنگ پریدہ ہیں جز مشیتِ خاک نہ ہاتھ آئی بعد مرگ پر واز اولین میں اسیری ہوئی نصیب</p>	<p>رکھتی ہیں سر پہ تیغ سدا اکھنشاں سے ہی ہم بیغم ہیں تہمتِ قفس و تشیان سے ہی ہم مانند گرد و باد چلی اس جہاں سے ہی ہم گویا قفس میں تھی جاوڑی آشیان سے ہی ہم</p>		
	<p>تسلیم کنج گور نہ کیونکر سیر ہو نعم البدل یہ رکھتی ہیں ان سے ہی ہم</p>		
۱۹۳	<p>نہیں معلوم کیا کدڑی گل و بلبل کہ سکتی ہیں یہاں تک کی بھی اعضا تپ سیکھتی ہیں بنی ہیں چشمِ فلسفہ کی میں نخلِ ساقی ہی ہوا کی صولجان میں پوچھو ماجرا اپنا زمانہ آمدِ فصلِ جنوں کا خاک پائیں گے بیابانِ بلہ پائی کی آسان خاک ہو لی گا جواب پند ہیجا دون ناغ اتنا کہاں بکو بشکلِ تھرہ میں سرگرم راہِ ستارِ لغت نہیں معلوم کسی خاک سے بنی ظنِ بڑھ و لمین ہوا کی عشقِ کمال ہی تو سوزِ حسن پیدا کر</p>	<p>نہیں کہتی ہیں کاؤسنی منہ بوی اسکتی ہیں کہ پھر میری تہمت کیسے پندہم سا چٹکتی ہیں اکٹ پٹی ہوئی حسرت زدہ سا غوکھتی ہیں بزرگِ علمای شمعِ محفل سرچٹکتی ہیں ابھی سیلی بلی خارِ غریب کو ٹٹکتی ہیں کہ بتا کن کی قوطی سی دھڑمکتی ہیں مزلج حضرت نوح میں جوتا ہی کہتی ہیں نہ پڑتی ہیں کہی چالی اپنی پاؤں تھکتی ہیں کہ چلتی پھرتی اپنی گھریں ہوئی جھٹکتی ہیں ٹر خورشید کی گرمی سے شاخ ترپن بکتی ہیں</p>	۲۱
<p>رویتِ نون</p>			

اونہیں ہو لیں نہیں بیا کیاں مست ہوتا
 جلتی دل کی بڑاوتی ہیں عینک حضرت شمع
 بشکست سوجائیں آبی باون ہی سیر
 ہوا خواہ فنا ہر کج و شر میں کا شکوہ کیا
 ندر کی عاشق محشوق بے غ و ہر میں گزیر
 دم غش کیا فریب جسم صیاد و نکو سوجہا ہی
 چمن میں تین گن رین گرا بتک وحشت ہے
 پری کی وقت گ گ میں خیال گل بھی تاتا
 کمان امید آزادی فقط زیر قفس گل
 نزاکت ہر قدم پر پانچ گلکش گلشن ہے

کہ میری خاک پر آتی ہوئی ایک نکتی ہیں
 زبان چرب کیا آگ پر رخن چہر کتی ہیں
 کہ جب ملتی ہی بخیر جنوں باہر کتی ہیں
 کہ اپنی آنکھ میں ہم خود خیال سا کشتی ہیں
 گلونکو چاک میں دیکھ بلبل چمکتی ہیں
 رخ گل ہو کی پانی دی بلبل چہر کتی ہیں
 کہ مثل مرغ نواں و سالی ہی ہر کتی ہیں
 کہ مثل عطر قطری خون بلبل کی ہکتی ہیں
 پھر کنا عہد لکھا ہی قسمت میں کتی ہیں
 صبا سی و ہر گشت ج بوی گل چلتی ہیں

دم پری نہیں سیکھتا اپنی غم خواہی

بنی ہیں جیسا بلبل خزان میں بھی پتی ہیں

۱۶۲

۱۶۱

مر کی ہی اہباب نیاسی مفر ہوتی نہیں
 تو ہی بتلا کیا کروں اس گمانی کا علاج
 ہم ہی ہیں امید و ازلت زخم جگر
 کیا کہیں ہم اضطراب عشق ہی کیا جان ہی
 ساسنی جو سبک بھی سجان بخاؤنی نقاب
 رحم تجکو ہی نہیں آتا ہی میری حال پر
 اس کت کے میں صدق مرنی ہوئی ہی نہیں

بنی کفن زیر سجد لا شین شہر ہوتی نہیں
 مجکو تو باتک سلی نامہ بر ہوتی نہیں
 مہربانی کچھ ادھر تیر نظر ہوتی نہیں
 دو کڑی ہی ایک صورت پر ہوتی نہیں
 میں نون کا کہ تاثیر نظر ہوتی نہیں
 ایک دن ہی ببقاری تو اوڈھرتی نہیں
 پرتی ہی تلوار لیکن کار گر ہوتی نہیں

خاک ہو ہو کر خیال لیت پر ہم ہی رہی
کبشتن قسطنطنیہ دھونچ دھونچ مشرق و شمس
جوسل کی سیاہ عین میں پردہ نشین کی اکرم
صدف ناپی رسول کی کشتی فراتی ہیں
کس طرح بکری کی سیہ سر عالمیت تاب کو
تالی کرتا ہوں میں اور لیکن آجی بخت

کیا مہر عشق ہی مر کر بھی پڑھتی نہیں
کس گہری اپنی بھڑیر و زہر ہوتی نہیں
بانت کرنی ہی عیسر عمر بہر ہوتی نہیں
ایک ہی فریاد اسکی ہی اتر ہوتی نہیں
جکڑوہ آتی ہیں تو شمع حشر ہوتی نہیں
غیر سی سدا ہوں کونکو کچھ نہ ہوتی نہیں

شعر کی سی بات ہی کرنی سی ہٹ جاتا ہوں
جس جگہ تسلیم تو قیہ بہر ہوتی نہیں

۱۵۹

منت جابا کی بخت نہیں مر کر ہمیں
جن گئی گوارہ راحت زمین قتل گاہ
بیشووی میں ہو ش پاتی کی غلش اپنی نہیں
نالہ دل ہیں میں ووجہ پر کس لیے
تیری صدق سچت جاو کہنا غفلت نہو
چاک سینہ خستہ تن بکتاب الافرہ روح
آسمان فی خاک میں آخر ملا یا بے کفن
برہنہ پائی ادا کرے تہہ مشرط ہرے
اوڑکی میں مہر و خشان ہی ملیں صبح کو

غسل میت ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی
آ رہی ہیں ہیند کی جہول کی ترخہ ہمیں
اور کوئی جام ہر سائے کو شہمیں
رکھتی ہی عمر و روزہ آپ باہر ہمیں
آزما تا ہی کسی ہر جم کا خیر ہمیں
خوش بہت ہوگی بکرا غوشمیں لیکر ہمیں
جان ہی لیکر زندگی و ماتہ کی جاو ہمیں
ساتہ پرتا ہی لی ہر آئینہ سر پر ہمیں
مثل شبنم عادت پرواز ہی ملی پر ہمیں

گریہی کا ہش ہی تسلیم مر کر وکیت
قبر سے سنوائی کا طعنہ تن الاغرا ہمیں

۱۶۰

۱۶۱

خندہ زن کچھ کچھ جو وقت رخ میں شاہد ہوں
 بلبل تصویر ہوں ہر رنگ میں شاہد ہوں
 میرا ہنسنا گریہ پر دوسری کچھ کم نہیں
 چٹکوی حیرت ہی کیا تھا مٹی مٹی کیا بنا
 اسی دل مضطرب تھا وہاں یاد کی تباہی
 جاگتا ہوں میں قفس میں سوختی قفس میں
 ہوشیار ورنہ تیرے نام قفس کا باغبان
 کیوں پریشان کہتی ہی قسمت مجھے اس غم میں
 شاہد ہوں مرا نقش شیریں سی نہیں

آپ کو یاد اپنی مرنی کی مبارکباد ہوں
 ہوں قفس میں یا یہ نصیب دشمنان آج او ہوں
 زخم خندہ ان ہوں بظاہر کہنی میں شاہد ہوں
 کچھ تو بتلا خود فراموشی جو چٹکوی ہوں
 اب تو میں اس سداوارِ رخصت فریاد ہوں
 مدتوں ہی پاس بان خانہ صیاد ہوں
 میں ابھی تیری جین میں مرغِ نوازاؤ ہوں
 ہوشیار بلبل ہوں کوئی نکست باد ہوں
 بی سہارا غنچہ خال تیشہ میں فریاد ہوں

حشر ہو شکار چیتا جی بھلنی کے لیے

آرزو ہی خاک ہو کر چند دن بریاد ہوں

۱۶۷

چلتی پرتی ہیں گریج سفر کہتی نہیں
 صورت تصویر ہر لوت سے پاک ہیں
 دل خلش کیا نہیں رہی سوداگانِ خاک کی
 صورتِ آئینہ حیرت خانہ عالم میں وز
 لیچلی ہیں سات کے اس قدر حسرت کے لوگ
 غافل و ہشیار ہیں عالم میں شل حرفِ خط
 نامزدی کی کسی کوئی نہیں پران حال
 دونوں آفت ہیں جنا ہو یا قبایہ تنگ

گہری باہر ہم قدم مثل نظر کہتی نہیں
 حوصلہ جبین ہے ہم وہ جگر کہتی نہیں
 روز و شب کہتے نہیں شام و سحر کہتی نہیں
 دیکھ لیتی ہیں ہر تونکو کو نظر کہتی نہیں
 بوجہ کی ماری جنازہ و شوق کہتی نہیں
 غیر کو دیتی ہیں خبریں و خبر کہتی نہیں
 آبرو اتنی ہی میری شکتی کہتی نہیں
 ہم لگی لیٹی کہی اسی فتنہ گر کہتی نہیں

۲۲

اپنی ہوتی کس لیے اعدا پیشو تیرے تراز
 طائر تصویر ہون صیاد باز و کونباز
 دید کی قابل ہی بزم و ہرین کیا کون
 کیون کرون پروا دوزخ دل جلانی کی لئی
 کیا کہون میں ان ہون کی ستر کا اثر
 بسجہ مر جانی کو یاد نوک مرگان بچرین
 اتحاد عشق ہی بیتا ہی دل دل کو خبر
 وروندان ازل میں نیست ہم سے پاک
 کس کھڑی شدت جنون کی خاک اڑانی نہیں
 کیا مزاج شاہی مجنونامادی کی کہ میں
 بحر مستی میں رنگی ہو چو سکتی نہیں
 کیا سنا تا ہی گنہگاروں پہ جنت حرام
 گلشن سبب نام کی ای دل ولت بخشیل

حوصلہ کہتی نہیں ہم یا جگر کہتی نہیں
 عادت پروا میری بال چو کہتی نہیں
 اتنی فرصت شعر و مثل شرر کہتی نہیں
 اتنی سوزش کیا میری غ جگر کہتی نہیں
 پارہا می سنگت بہت تک شرر کہتی نہیں
 ہم تری پروای او تیر نظر کہتی نہیں
 ہم دلیغ نامہ و پیغام بر کہتی نہیں
 اشک نے خم تیر مرگان کا اثر کہتی نہیں
 کبے میں ہی آسمان بالای سر کہتی نہیں
 نامی وہ آریا ہوں مطلق جو اثر کہتی نہیں
 آب ہر پین سے بے شک و تر کہتی نہیں
 و اعطا ہم شوق میراث پر کہتی نہیں
 اس طرح گنج کد میں ہیں کہ تر کہتی نہیں

آئیو کیون ہی فکر تیرے بے یف
 طرح کرنے والی جب کی نہ کہتی نہیں

شام ہی ہی سوز و گریہ طرب چاہ نہیں
 غیر سیرنا بیت خانہ سبب چاہ نہیں
 دوسری گن گنکی ہی آخر وہ برہم ہوئی
 کچھ ہر ہٹا ہوں محرومی پر پیوندوں

مثل ووشم مخمل پیچ و تاب چاہ نہیں
 یوں ملانا خاک میں چسبنا چاہ نہیں
 میں کتنا تھکا دمی لے حساب چاہ نہیں
 دیکھ کر ہنسنا بھی جام شرب چاہ نہیں

ایکدن سواکری گامنت لکانا آدکا درد ہون ہر حال میں تباہ نہیں کیا جانے	انہ طراب اتنا دل خانہ خراب چہا نہیں مجھ کو کیا ای آسمان گرا انقلاب چہا نہیں
۱۶۹	رات کو دودھ پیر اور جای کی تسلیہ پسند دیکھنا دوان عشق چہا نہیں
یون چہا نا شمع کو یکسیان چہا نہیں خوشین سگانی ہر شمع کو ہنگام غم عاشق کو کالیان نیا سمجھ کر زبان ہو چکی شام جوانی صبح غفلت تا کجا پہول ن ہر یون حضور بلبل مضطر نہ توڑ	مرثون کا دل جلانا آسمان چہا نہیں پہوڑ جانا تن کوئی عمر روان چہا نہیں دل میں کہنا یہ کجاں ہمیں گمان چہا نہیں اس قدر ای بخت خواب گراں چہا نہیں دل دکھانا ہر گھڑی ای باغیان چہا نہیں
۱۷۰	روئی گامتسلیم کدن مثل دل ایمان کو بھی دیکھ یہ نظارہ روی بتان چہا نہیں
حسن دل فروز کا دیوانہ ہون میکشے ہی میری ہستی کی دلیل میں کسی گل کا نہ کوئی گل مرا جب تلک میں ہوں ہی شہرت بھی ہے بوسے کیونکر لون دیاں یار کے مر کی بھی چوٹی نہ ساقی کی قدم ہر جگہ قسمت جلاتی ہی مجھے چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا	شمع کو کوئے ہو میں چہا نہ ہون اک ادای لغزش ستانہ ہون اس چہا سن میں سبزہ بیگانہ ہون آپ اپنے عمر کا افسانہ ہون موج می ہون یا لب پیمانہ ہون آج تک خاک و خیاں ہون شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون شعشعہ خاموشیے جانا نہ ہون

<p>میرے اوسکی موج و دریا کا ہی ربط آشنائے ہی مری تم کی طرح مجھے کیا روشن ہو بزمِ شمع کیا جلانے کا جہنم حشر میں خاک میں گرد و ن ملائی کس طرح</p>	<p>ڈھونڈتا ہوتا پرتا ہوں کو ہن خانہ ہوں سب میں ہوں سب کے بین ہیکانہ ہوں جلوہ سوز پر پروانہ ہوں خود میں سوز دل سے آستخانہ ہوں خرم مہتاب کا یثرب نہ ہوں</p>
۱۶۱	<p>کچھ نہ ہونے پر بھی ای تسلیم میں اس قدر کو نہیں میں افسانہ ہوان</p>
<p>نشیب و فرازِ جہان کچھ نہیں یہ مانا کہ نقشِ جہان کچھ نہیں ہمیں جی روستہ جوشِ غیا کو یہی کہتی ہی اہلِ عبت سے گور مقابل میں رنگِ رخسار کے کسے دم نہیں درد و غم سے سراغ</p>	<p>زمین کچھ نہیں آسمان کچھ نہیں غنیمت ہے لیکن جہان کچھ نہیں دورنگے یہ پیڑِ جہان کچھ نہیں جو سب کچھ وہاں ہی بیان کچھ نہیں گل و لالہ وارِ غوان کچھ نہیں یہی ہے تو عمرِ جوان کچھ نہیں</p>
۱۶۲	<p>رولائے ہو ہنس ہنس کی تسلیم کو یہ اندازِ امی مہربان کچھ نہیں</p>
<p>وہ صورتِ بوہم گل صد چاکِ قباہین باور نہیں آتا پیش سوزِ درون کا اچھا نہ سہی شکِ قمر اور بین لاکھوں صیاد کے ہم خوف ہیں بلبلِ تنہویر</p>	<p>ہر وقت ہم آغوش میں وقتِ صبا میں دیکھو مری دل میں یہ پہپوئی نہیں کیا میں کیا زیرِ فلک آپ ہی خورشیدِ لقا میں یعنی نہ گرفتارِ نفس ہیں نہ رہا میں</p>

چوسکتی نہیں آبلہ پائی ہی قدم کو
کیون شکوہ کیا رحم جو برسم کو آیا
کیا منزل مقصود کو پوچھیں صفت شک
تذیب تو کرتا ہوں مگر یہ نہیں کہلتی
اک برگ حنا کیب چمنستان جہان میں
بلبل ہیں توجہ ہیں بلبل تصویر خموشی
محرومی تقدیر سی اس بلوغ جہان میں

کیا مثل شرر گرم و راہِ فنا میں
وہ خوش ہی تو ہو ہم دل مضطرب ہی میں
پیدا ہوئی جس وقت سی ہم آبلہ پا میں
عقدی می دل کے بھی تی بندِ قبا میں
ایسے تو ہزاروں تری پامال جہان
گل ہیں تو گل شمع شبستانِ فنا میں
جس رنگ میں کہو ہیں بے برگ تو اہیں

ق

خالی نہیں تسلیم کبھی درد سی دم بہر

کیا ہم بھی ٹوٹی ہوئی دل کی صدا ہیں

۱۹۳

۱۹

لاکھ مرنی ہیں بلکہ وصل کی صورت نہیں
اونکی کوچی سی جنازہ نہیں بڑھتا کیا ہی
خیر پہر جائے پہر کیا مارا ہو گا نقصان
جلوہ مہر کی کیا بات ہی لیکن ای چرخ
کیون جلاتا ہی فلک غیر کی خاطر اتنا
اوسکی آتی ہی چلی گوری مری اوٹھکر

مجھے وہ آملیں ایسے مری قہر نہیں
چارہ گرد و کینا دل میں کوئی حسرت نہیں
آپ سب کچھ ہی لیکن مری قہر نہیں
جس سے دل خاک میں بلجائی صورت نہیں
میں بانی ہیں چراغ سر تربت تو نہیں
دیکھنا ہمت دم یار قیامت تو نہیں

رنگ کی شرعد و خاک کبھی گامِ سلیم

علم سب کچھ ہی سیری ہی طبیعت تو نہیں

۱۹۴

۱۹

قول کی سچی ہیں منہ سی کہا کیونکر ندین
اپنی سی بیگانہ ہوں نا آشنا کی واسطی

ایک بوسہ ہی چلی ہیں و سر کیونکر ندین
طعنہ تشنہ مجھ کو میری اقربا کیونکر ندین

ہوش کیوں اڑتی نہ لاتی بوی کیسو تو اگر
 او کا احسان تنم ہی مجہ شادی مرگ ہی
 کہ کیا ہی مسجد مانی کو وہ خوشیدر
 ساتھ بارش کی ہوا کرتی ہی بجلی بھی ضرور
 ہاں اور یوں ہی او کی کہن کیسے ساتھ
 ہم صبح سے وہ لذت فرشتہ کلیم دل
 شک کہ جانتی ہیں ہرین اہل شرف
 لکھ دیا ہی کی اپنی جوش میں سوز جگر
 کہینچنا اس شوخ کی نہ پتہ ابھی کلیم تھا
 مرگ پر موقوف ہی تھی تھیں عشق کے
 نوجوانی جوش ہی بول کی شب بٹکے
 سنتی ہیں سوائی باشوق خوشنودی ہڑ
 کیا عجیب ترع میں دوا لم ہیں سفر
 حشر کا دن ہی خدایا نیات بد اعمال کے

تجھو ہم الزام می باو جسب باکیوں نہ دین
 ہنسکے میری خیم تن مجبور واک کیوں نہ دین
 لوگ شب بہرینی کی مجھو واک کیوں نہ دین
 دیکھ کر گریں مجھی وہ مسکرا کیوں نہ دین
 رشک سے ہم جان ہی دوزخا کیوں نہ دین
 بیشتر کیوں نہ کرنا تین بار باکیوں نہ دین
 آستان کو تیری بوسہ پار سا کیوں نہ دین
 آگ میں وہ پڑھ کی نامی کو جلا کیوں نہ دین
 واد صنعت تجھ کوئی ست قضا کیوں نہ دین
 زہر میری چارہ اگر جانی باکیوں نہ دین
 نصیب پڑ کی بند قبا کیوں نہ دین
 شہر یوانگی ہم جا بجا کیوں نہ دین
 ساتھ میرد تون کی آشنا کیوں نہ دین
 سامنی تیری گواہی ست باکیوں نہ دین

صفحہ ہستی پرانی تسلیم میں بیکار ہوں

حرف باطل کی طرح مجھ کو مٹا کیوں نہ دین

۱۴۵

قاصد اولدار و لب لبا کسکو کہوں
 لی کیا دل کون انجی و حنا کسکو کہوں
 یہ دورنگی عشق کی ہی رہے دونوں ایک ہیں

کون ہی میرا پیام مدعا کسکو کہوں
 اس جگہ اک میں ہیں یا تو تیسرا کسکو کہوں
 خون لکسکو کہوں رنگ حنا کسکو کہوں

<p>پیر جی ہون یا گرجی و نوں انشت ہین ایک ہر عجب القاب ایک ہر عجب بد اعظم عشق کی سب آفتیں انکی دولت ہین نازکی کا تلو و عوی گل کو نگینی پہ ناز یار کی لانی میں جذب و شوق و نوں شریک قہر بان و لدا و مشفق گر میں سمجھوں آ کو</p>	<p>خضر و لیلین کو سمجھوں پہنا کسکو کہون انہیں ہی میں ساکایت و خدا کسکو کہون وید و دل و نوں پیار ہین بر کسکو کہون فکر ہی نازک ادا نکلون قبا کسکو کہون آفرین کسکو کہون نہیں مرجبا کسکو کہون بیمروت بیوفا تاہم شنا کسکو کہون</p>
---	---

۱۶۵	<p>تو ہی بتلا بس بوج علیہ تسلیہ میں شائع روز جزا شکلا کسکو کہون</p>	۱۶۵
-----	---	-----

<p>خاک میں ملکر گلہ امی آسمان کسکا کہون عشق کی غیرت سی یہ کیونکر گواہ ہو سکے چاہی سب کچھ نگرای و دستو آتی ہی تم حال اپنی جو دم بہر و نوں میں نصیب توئی تو نا کامیوں سی اپنا دل بہلا لیا دروہی دی بوجی لحت جلد لاسا قی شرب پہول سی خسار کا اکدن بوسہ دیجئے چھیڑتی ہو خواب میں اگر فسانہ سحر کا شب کو تہا دن بہر کا وعدہ پہر وقت سحر یہ کشمی یا یکی میں مجھی کیونکر ہو سکے صاف بندش لفظ اپنی عیب بھر پراک</p>	<p>نام لون کسج فاکا کسکو کہون سو اکرون آنکھ ایں غیر تم پاور میں کھیا کرون انضیبو پیر کسی شمی کی ثنا کیا کرون وہن شت جنون کو وہن دیا کرون میں شبقت میں چھ شش ثنا کیا کرون پنبہ داغ جگر کو پنبہ مسنا کرون مثل نرگس کھٹک سرت میں کھیا کرون چاہتی ہو عالم روایا میں ہی کیا کرون سو گئی پچھلے پھر تقدیر کسکو کیا کرون خاک میں آکر چھپوں و خاک سی واکرون اور کیا تسلیہ نظم شاعر مجید کرون</p>
---	---

پاؤں کیا تجھی دل خستہ جگر کسان
انفاس چپت کشتکش انتظار ہے
مانا کہ حسن یار سے لبریز ہی جان
موت آگئی پہونچ کے دریا پر جمی
ٹھہر و لگا ہی لیتی ہیں اس گل کا کچھ پتا
مانندِ شیشہ رونق محفل ہوئی تو کیا

آج ای خدنگ غمزدہ قاتل ابر کمان
پہر ہم کمان جواب کمان نامہ بڑ کمان
لیکن وہ حوصلہ وہ شکیب نظر کمان
شام شب یاد ہوئی گو سحر کمان
جائی گی ہم سے اوز کی نیم سحر کمان
سامان اگر بلا بھی تو امید سحر کمان

ہر وقت یار تھارک جان ہی قریب تے

تسلیم تو خراب پہر اعمر بہر کمان

۱۶۸

۷

یاوگار ہستی ہو ہوم ہم کہتی نہیں
ایک عالم پر بسر کرتی ہیں آسمان
وای قسم لیت کی جو آشوب گاہ ہرین
بخت عاشق شام غم زلف نو تیری کیا کہون
حضرت عطا دکھائیں نہ اہد و نکو سبز باغ
آبی پڑتی نہیں کب جستجوی یارین

صورتِ عمر روان نقش قدم کہتی نہیں
صورتِ ماہ و ہفتہ بشو کم کہتی نہیں
لذتِ تکلیف غم و فزون ستم کہتی نہیں
گوسیدہ و نون ہیں لیکن پیچ و خم کہتی نہیں
ہم دماغ بوی گلہا ہی ام کہتی نہیں
کس گٹری پا پی طلب میں ہم کہتی نہیں

کس قدر تسلیم ہستی پہ ہیں بھولی ہوئی

وقتِ آخر ہی مگر فکرِ عدم کہتے نہیں

۱۶۹

۱۲

دیکھا شربِ شش پچوانہ لکن کی تو زمین
تکتی ہیں مٹی ہوئی ساغر کا منہ جس سے ہم
اہل فن کا اوج پہلی ہوگا اب تو ہر طرف

کیسا کیسا شمع روئی انجمن کے دور میں
دور کیسا ساقی ہمایں شکن کے دور میں
چھانتی ہیں خاک سب چرخ کس کے دور میں

وای غفلت کہنی آیا وہ ظالم کس کٹری
 نام آور اوٹہ کی مثل نگین ہم رو سیاہ
 عہدِ عارض میں گل تر خاک پائی کا فروغ
 نہد و تقویٰ آج اسی شیخ اگر زندہ ہیں ہم
 ہوں وہ دیوانہ کہ میرا ذکر ہوتا تھا مدام
 اوج کیسا ابتوای ہمدمِ غنیمت جانی
 کر رہی ہی چھپے ببل گل تر کونہ توڑ
 عہدِ غربت کے مصیبت کا گل کرنا عجب

جب لپٹا مجھ کو یاروں کے کفن کے دور میں
 کہی اس خام چرخ کہن کی دور میں
 قد سنبھل کیا ہی لب پر شکم کے دور میں
 دیکھ لیں ساقی تو بہ شکن کی دور میں
 غم سنا تو ان میں کہن کی دور میں
 آبرورہ جای کر چرخ کہن کے دور میں
 دم لی اسی کلچین بہار یاروں کے دور میں
 چین کیا حاصل تھا یارانِ وطن کے دور میں

ذوق ہی مجبور ہیں یہ رقم

کہولنا ہم کو زبان اہل سخن کے دور میں

۱۲

۱۳

میں اہل صفا بھی ہوں تو کیا ہوں
 کیا مجھ کو فلک کرے گا یا مال
 اس بزمِ جہان میں صورتِ شمع
 نکلت ہوں مگر چہرے میں ہی چٹکے
 ہوں آہ دل حنین جہان میں
 میں کیا کہوں لطیف سیرِ عالم
 ہر حال میں طرہِ شرح میں بیباک
 برہم کہے آپ سی کہے شاد
 حالِ دل گم شدہ ہوں کہتا

آئینے کی طرح خود نہا ہوں
 سبزہ لب باعمِ سرش کا ہوں
 غیروں کی لپی میں جل چکا ہوں
 برباد میں صورتِ صبا ہوں
 یعنے میں کمالِ ناریسا ہوں
 ہوں خواب میں خواب دیکھتا ہوں
 گویا تیرے دل کا حوصلہ ہوں
 شاید اپنا میں خود گلا ہوں
 افسانہ طرہ از آتشنا ہوں

کم حوصلہ شوقِ دل نہیں ہے	چاہوں تجھے جس قدر میں چاہوں
کیونکہ شہِ طوفان سے کا ہی نام	تو تو کرو ترکِ مین نہ ہوں

۱۸۱	افسانہ دو سنتے ہوں سلیم	۱۸۰
	و دشمن کا مگر سنا ہوا ہوں	

سب شہِ رسم التجا ہوں میں	لبِ خاموش مدعا ہوں میں
گھر چٹا ابتدائی ہستی سے	صورتِ نالہ و را ہوں میں
تیری ہی آرزو تھا کیا یہ ہے	دم نکلنے سے خوش ہوا ہوں میں
جز فغان اور سنہ سے کیا نکلے	مثل سے درو آتشنا ہوں میں
صورتِ رخسار ہوں شگفتہ مزاج	اپنے ہستے پہ ہنسنا ہوں میں
اوٹہ رہوں گا اجل جب آئی گی	اب تو در پر ترے پڑا ہوں میں
میرے ہستے عدم ہی بدتر ہے	بوی گل کی طرح ہوا ہوں میں
ہوس کے بدنام چوکے مرگ مجھے	باعثِ تہمت فنا ہوں میں

۱۸۲	ہی حقیقتِ سنانِ ای تسلیم	۱۸۳
	منظرِ قدرتِ خدا ہوں میں	

فکر ہی شوقِ کم عشقِ بان پیدا کروں	چاہتا ہوں ایک دلیق مکان پیدا کروں
طبعِ عالی سی اگر اچھ بیان پیدا کروں	میں نہیں شعر میں ہی آسمان پیدا کروں
سوزِ دل اس ہضم میں افسانہ ہو تا نہیں	لال ہو کر شمع کی صورت زبان پیدا کروں
ہوں میں لوسوختہ تاثیرِ آہِ گرم سے	گلشنِ جنت میں بھی و رختان پیدا کروں
پوچھتی ہیں شمع میں وہ حالِ شوقِ کمرا	طوائفِ طلبِ اختصارِ داستان پیدا کروں

ناول مسکین نہ نہ طلبہ بکمان
مغتنم ہی چند ساعت صحبت منکر
پاون کہتی ہیں ہی کوچی میں اگر صنعت سے
وہ حریف ستان قہون گرم سو
پر عرق عافیت ہی ورت بست اگر ایسا حسن
ہوں وہ سیکش خدمت ایجاد عالم ہوا کر
اب ہی تم آؤ تو میں آنکھوں میں بہرک نظر

زخم کاٹنے تیر کی کچھ نہ باریں بیکار
عاریت شمع بھری گریبان پیدا کروں
تو گراوی اور میں خواب گراں پیدا کروں
کلاکے مانند باہم دوزبان پیدا کروں
چشمہ خورشید میں آب روان پیدا کروں
سب سے پہلی میفرشتی کی کان پیدا کروں
دھونڈ کر توڑی سی جان نا توں پیدا کروں

مین ہوں ایسی شہر شاکر دینیم دہلوی

چاہی اوستاد کا طرز بیان پیدا کروں

۱۸۳

غیر کفن فعل پائی غیر کو سے یار میں
بلبلین آج دہن ریادہ میں گلزار میں
کچھ مقرر آج ہی احسان قاتل میں فریب
بی سبب واسطہ کیوں پہنکتے ہو توڑ کر
شور رسوائی ہوا میرا تماشا کا خلق
بجلی ہی آتش مزاجی از دحام غم سی
گو کو تہا جس ارسوای کوی عشق کا
مر گیا میں دیکھ کر وقت میں شکل ماہ نو
تم نہ بگڑو تابش خورشید محشر کیوں نہو
دوست کیا دشمن نہ بھی مجھ کو ندی ل میں جگہ

سبزہ بیگانہ ہم رکھتی نہیں گلزار میں
حشر بر پا ہو رہا ہی کوچہ منقار میں
خندہ وزویدہ ہی پنہاں ہے سب فار میں
کیا گل امید عاشق ہی گلی کی ہار میں
دفن کی پڑانگی قاتل فی ہی بازار میں
جل رہا ہی آپ اپنی گرم بازار میں
چھپا افسانہ مجنون بان خار میں
جنشیر بروہناں ہی مغربی تلوار میں
میں نہ آؤں گا تمہاری سیارہ دیوار میں
تھا وہ کب سے نہ جو نہ آیا خاطر اغیار میں

کہہ دیا تے کہ کیا بادِ حشر و قسَم

پھاڑتی ہیں گل گریبان ہر طرف گلزار ہیں

۱۷۱

داغ داغ ای گل تری فرقت سہم گلشنِ یمن
بہرِ مردن اس قدر شرم کنکاری بڑھے
نکبت گل میں ہیں پیر کی ہی کہ معاف
شکری ہی ہم صیبت کوئی خالی نہیں
اونکو ہی اپنی تمنا ملے وصلتِ غنیمت
شورشِ محشر سوالِ گور تکلیفِ فشار
شہرِ جاہی بقیاری کیوں ہلاتی ہی جگر
عصبتِ انگی دستِ جن سہی پوچھے

پہول کی سی پارہا شکری ہی اس میں ہیں
سُنہ چپائی ہم کفن ہی آج تک نہیں ہیں
آپ میں ہیں ایجنون جب تک کہ پیر ہیں
دستِ پارسین و قاتم جانِ دل شیور ہیں
آرزوی دستِ ہیں لیکن دامنِ ہیں
سوطح کی آفتیں باقی ابھی فن ہیں
چند طفلِ اشک خوابیدہ مری ہیں
چاک لاکھون ریتِ سفیدی میں ہیں

ایک فتری میں کیا بظنِ عدوسی یار کو

آپ ہی استادِ تسلیم اپنی فن میں ہیں

۱۷۵

ایک دن بھی نہ ملیں ق میں باہم انگلیں
غیب سی ہوتی ہی بیمارِ ازل کی خد
اشکِ خونیں نے کیا سرخ برکتِ سعد
سرکوزا نو سہی و ٹھا وصل میں پڑھ گیا
دہر میں ہستی ہیں نریرِ ہمیشہ غم
دیکھہ ہو جو نہیں جنبشِ مرگانِ قاتل
غیر کیا دست بھی ہوتا نہیں شکلِ شریک

برسون کیا کی ای شوخ تری ہم انگلیں
دھوتی ہی کسِ بجاوب کی شبِ ہم انگلیں
بن گئیں شکِ چراغِ شبِ ہم انگلیں
آج تو چارہوں او فتنہ عالم انگلیں
جو ہر تیغ کی دیکھیں نہیں پیرِ ہم انگلیں
کرتی ہیں کشتہ بیداد کا ماتم انگلیں
پہر گئیں وقتِ اجل دیکھ کی بیدم انگلیں

۹

پست اعلیٰ نہیں ہوتا کہی جہنمیت

اوبخی ہرین جہنمیت ہی قدر آدم نگین

۱۸۶

پاکدانی جانان میں چون کیان

اشک اگر حضرت عیسیٰ میں تو مرغ آگین

۱۷۲

آو باہم شوق و ارمان دیکھ لیں
بھیر قاتل میں ہو کھائے گا جوش
رہ نچسے آرزو سے چارہ گر
جی میں آتا ہی کہ اکدن مر کی ہم
سخت جانے آج کہتی ہی یہ
ہونہ جنت کو صبح محشر کا یقین
کرتے ہیں بیرون حرم کو ہم سلام
النفات جہنم حشر پر کھان
گراؤ نہیں ہی خوف عرض آرزو
رو بروی دخت رز بٹلا کے آج
دلفکاری کے سوا ہونا ہی کیا

تم ہمیں ہم سے کھوایا جان دیکھ لیں
کیا بلال انیسویں دین دیکھ لیں
لذت تکلف درمان دیکھ لیں
ہمت و دوش عزیزان دیکھ لیں
جو ہر شمشیر عبرت بان دیکھ لیں
وہ مرا چاک کر پیاں دیکھ لیں
دیکھ لیں کب مسلمان دیکھ لیں
ہو سکی جب تک بیابان دیکھ لیں
دور سی حال پریشان دیکھ لیں
جی میں ہی نراہد کا ایمان دیکھ لیں
کاوش برشتہ مرکان دیکھ لیں

۱۸۷

جہانگشا ہے پہر و دہر تسلیم تو

کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لیں

۱۷۳

سحر پوز میں آگین کی شوق ہیں
عشق کی سیو میں کوئی سہ ای جان خال کا
ہٹ گیا جی سیر گلشن تفسیر کا ہی

دیکھنی میں جنت پر خج بی میں لکھ طاق ہیں
نہ ہر فی کی لی ہم سائل و ریاق ہیں
رسم راحت ہو چکی کلیت کے مشتاق ہیں

آبِ حیوان گزیر سببِ بہرہی قاتل کیونِ باغ
دونوں آخرِ انتہائی صفتِ تنگ آگے

تشنہ آبِ دہمِ خنجر تری عشاقِ مہین
بارہی زنجیرِ ہلو ہم جنون کو شاقِ مہین

صورتِ تشبیہ اس آشوب کا وہ دہم
ای فلک ہم ہی تری ایجاد کی مشتاقِ مہین

۱۸۸

۲۹

مارِ پٹا جستِ پشیمانِ یارِ مہین
نیمہ آتی مٹی نہ کل جہنمِ آغوشِ یارِ مہین
۴ نسو مہین مہین دیدہ مخمورِ یارِ مہین
ما صحر خطا معاف سنیں کیا بہارِ مہین
بلغِ جہان مہین دیدہ نگرِ کس کی نظرِ حسہ
چھائی نہیں مہین داغِ جگر پر کدورتِ مہین
دیگی حساب کیا دمِ محشر کہ عمرِ بہر
راہِ عدم میں شہرِ خموشانِ جو مل گیا
نورِ جنون میں ضلعتِ رسوا کیا مجھے
عاشقِ مہین مجھ کو شیخِ دعا کی نہیں مجال
اگر وطنِ مہنت سی کیا مطلق رہوں
احسانِ جانِ فیت ہو کسی اور پر کہ مہین
پاؤں نہیں کمان بھی گنجائشِ کلام
باغِ جہان میں ایک سی گزری تکیہ
کیا کیا محالِ حسرتِ دیدارِ قیاس

مجھ کو ہوا چھلا وہ ہرن کی شکارِ مہین
وہ آج سورہی مہین اکیلی مزارِ مہین
نرگس کے پہواں مہین گلِ ترکی کنا مہین
ہم اختیار میں مہین نہ دل اختیارِ مہین
گزری ہمیشہ ای گلِ ترانہ طارِ مہین
پہنان ہی آفتابِ حجابِ غبارِ مہین
آئے نہ آپ ہم کہی اپنی شمارِ مہین
ای مرگ رہ پڑی ہی اڑتی یارِ مہین
اوجھی ہوئی مہین باتہ گریبان کی تلارِ مہین
تو دخل دی مشیت پروردگارِ مہین
ہم دم لگا ہی جی خلش توکِ خارِ مہین
راضی ہوں ہی فلک ستم روزگارِ مہین
کیا کیا بڑا ہی نقشِ حق مہین انحصارِ مہین
سو کھی نہ ہم خزان مہین بیہولی بہارِ مہین
چپ چپ کیا ہی تو لیلیٰ غبارِ مہین

<p>چکارا ہی شوق ال ونکی کدورین دلیری اوکی دوسی نہیں جبر کی حال شام وصال ہی کہی سچ فراق یا مرکز ہی انقلاب کی صدی جو یاد تھی عالم کی ہی خیر مگر اپنی نہیں خبر بہولی نہ جسلو مای تبسم تمام عمر مرکز ہی پایاں جہان میں خاکسار تسکین ال کیو سطلی رورو کی خمیہ دل ہی یارب نہانی کیا میں ہوا شہید کی دل فی دوستی پڑی رنج و بلا میں جان</p>	<p>مضر و آئینہ ہی جسلو غبار میں اتنا ہی غمت پیار نہیں اختیار میں کشتی ہی سدر گشت لیل و نہار میں پہلو بدل سکی نہ کہی ہم مزار میں غفلت بہری ہوئی ہی ال شہا پڑو کاٹی شمس حیات فروغ شرار میں وی قبر کو فلک فی زمین بگزار میں بلبل سے کیا رنگا ہی قفس کو بہار میں ہر موج مثل تیغ چلے جو یاب میں می پی کسی فی مست کو ہی خار میں</p>
--	--

تسلیم فلسفی و موزن سست زلت
مانند حرف وصل نہیں اعتبار میں

۱۸۸

رویت واو

۱۸۹

<p>کیمی ایسا جہان پیدا جہان کی نہو رومی حسرت پراو کی جو کہ وصل یارین کی تمنا سرگ کی تو ہی ہوا ظالم خفا احتیاط راز خاموشی یہاں تک جا ہی سبز و گل کی نہیں لائے مزار فرش مزار کس پی پڑی ہر جانی کی ایدل تلاش</p>	<p>ورق آخر زمیں و آسمان کوئی نہو سیکڑوں آسمان کتا ہو بیان کوئی نہو ہا ہی ایسا ہی جہا نہیں گمان کوئی نہو بیزبانی کی سوا ہمدستان کوئی نہو پہرہ پوش تربت بیچارگان کوئی نہو خاص جہکا دونوں عالم میں مکان کوئی نہو</p>
--	--

آرزو کسی فریق جسم جان سگار ہے شکست لیل کی دشا میں ناز کیسکو دماغ کیا تماشا ہی کہ ہم سبکی ہون بلوغ دہرین یہی قسمت کا لکھا اپنے کہ ہر چہ و ترا	چاہتا ہوں میری تیری میان کوئی نہو خوش ہو گانہ بعد پر کلفشان کوئی نہو اور اپنا بلبل و گل باغبان کوئی نہو کچھ نظر آئی نہ ہلو اور نہ ان کوئی نہو
---	--

۱۹۰	تو ہی بتلا کیا کریں یہ سیم سیم میں جسمیں سب ستا دیوں و زکات ان کوئی نہو	۱
-----	--	---

کیونچ ہی بڑھ چلی ہی شب انتظار تو بعد فنا ہی عشت تکلف ہونگامین آئی ہی شبی آج بھی آشتا کی بو اک دور مصری میں گل نہتی چین ہی آج کچھ تو شرط وفا کا ساظر پیر جاگتا ہی حشر میں کچھ پیر ہو ہون دونوں جہان حمایت نہ ہدیں ایکسا ہے میر آپ کی سوانہیں کہنی کا آپ سے	اب کیا بنی کی سلسلہ زلف یار تو روئی کی خاک پر مری شمع مزار تو مل جاؤ راگلی سی سیم بہار تو یہوں ہوئی ہی کسچ نسیم بہار تو جانی ہی چوڑ کر بھی بیگانہ وار تو تھوڑی جگہ ہی پہلو گنج مزار تو میری طرف ہو رحمت پر دروکار تو کہے نہ کہے آپ بھی بار بار تو
--	--

۱۹۱	تسلیم کیا جگہ دل حسرت دہیں ہو اب نہ حکمیں ہا ستم روزگار تو	۱
-----	---	---

گرد و پر جہان میں جان سہی نمی چلو بناؤ عشق کو را و طلب میں خضر اپنا یہاں سب شیب و شبنم از اکثر ہی	یہاں کمان خطر ہی قدم ہر نامی چلو یہ غول ہولی ہی جس راہ پر لگائی چلو خدا کی واسطی ایشا نہ منہ او شاہی چلو
---	--

شکستہ پاہوں کہیں سب سے سہی رہ جاؤں
ہمیشہ ملکِ عدم کی بنی رہو سفری
ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے
اوہرا وہر کہیں بہر کر تزار و جانہ پری
حیا کی پڑی کی ن سن کچلے رہو پھین

مجھی بھی ہاتھ نوراہ و ستو لگائی چلو
اوہ ہری پٹی کو میک باجی پائی چلو
وٹان کی گاڑی ہدی کچھ پھینٹائی چلو
ستندِ عمرِ سوان کو ورا و پاسے چلو
ابھی تو محسوس مری جان نہ چھپائی چلو

عدم میں ترسو کی درو جگر کو ای مدھم
جو ہو سکی کوئی سینے پتیر کہانی چلو

۱۷۶

پانی سہی مید وارا رام کا دم بہر نہو
روک دستِ بیت کو قابلیت گر نہو
بھڑستی میں گھر کی طرح وہ بی لٹ نہو
میں بھی دننگِ جل ہوں پیرِ ننگ
میری دم تک رسو شور جنوں کی ہوم
جای خندہ شورِ بیتابی کی آجاتی ہی
دیکھ کر بادیاں کیوں ہی مگر آسمان
عیشِ عشرتِ عارضی ہی وقتِ کل ٹل گئے
سامنی تیری تڑپتا ہی یہ کیا سیاسا
ناتوان کیوں وٹھاتا ہی بھی شورِ نشو
قابلیتِ سہی کسبِ کسب کیو سہی
حشرِ پا کر لائی کیوں خسریم تازہ

خانہ آئینہ میں مہمان اسکت نہو
حشرِ یک عقل ہی بیتا ویدہ ہو نہو
عینِ طوفان میں سرشتہ بھی امن تر نہو
مان لی قاتل اگر راضی کہی خنجر نہو
میں جن جسدِ جان میں فتنہ محشر نہو
ہای مجسا ہی کوئی فریاد کاخو گر نہو
خانہ ویرانی ہی ہی آبادیہ گر نہو
نامرادی کی میں جہتی یہ مری کیونکر نہو
دیکھنا ای بیوفا میرا دل مضطرب نہو
خارِ راہ اہل محشر یہ تن لاغر نہو
تابشِ خورشید سی یاقوت ہر تہر نہو
دیکھنا زیرِ قدم میرا دل مضطرب نہو

۱۷۷

۱۹۳	خاک نکلی شعر تر تیل چک رو بہ می تہوشی شہ نہوسا قی نہوسا انخر نہو	۵
-----	---	---

۱۹۴	اوج پہی بی نشان ہو کر وہی شان لکھو وہ عطر نگین بیان لکھو وکھلا سبز باغ جیسی جی کیو نہ کر جدائی میری اسکی ہو سکے ستے ستے خلد کی تعریف جی کہ لکھیا یہ لطافت ہو کلام غیر کو کیوں نصیب وہ تو عالم اسمی لکھتے رنگ میں پائے نہیں نکلت پراو کی صدوت بین بلبل کی ہوش	۵
-----	--	---

۱۹۵	گریہ گردش ہی ایسی تیل پنی بخت کے اور بہن دو چار دن ہم سہساں لکھو	۵
-----	---	---

۱۹۶	ضبط فریاد پہ قابو ہو تو غوغا کیوں ہو نہ سہی پیار کی باتیں مجھ کی لی ہی جو اس قدر جینے کی ہول میں تمنائے جسکے جسکے تقدیر میں صحت نہ ہو جزم کہی گر قیامت کے نہ تم چال چلو شونہی سی جب کہا اوشی کسی فی مری بیتابی کو	۵
-----	--	---

۱۹۷	بکری تیل نہ کبت کے مغل میں ور ناز پر داری غمیکار کا چہر چا کیوں ہو	۵
-----	---	---

چاہتا ہوں عشق مقبول میں شامل نہ ہو
 رہ نور و واوی مقصد تھی ہم بھی تو
 ہی فریبِ طبیب یا بس عالمِ اسباب تک
 کروٹیں صیاور میر و ام سکنتی نہیں
 کیا کروں میں بادہ و مینا طرخی شیشہ جام
 تیر رفتاروں ہی حق ہی خیال ہم ہی
 فوج سی پٹی ہی اندازِ طپیدن تھا
 ویکٹر لیلیٰ نے عسکر تیر رفتار کی کہا
 سی ماہون میں گریبانِ چاک نے کچھ

پیر و مجھ کو مراد ل کر کسی قابل نہ ہو
 اس قدر ناشائستہ نامی وری منزل نہ ہو
 چاہی ہی بحر فنا کا خشک بسا ازل نہ ہو
 ہم اسیرانِ بلا سی اس قدر غافل نہ ہو
 تو ہی جب تک تم میں ہی وقتِ محفل نہ ہو
 اسی شر راہِ فنا میں تو مل شامل نہ ہو
 دل جسی بھی ہیں پرواز و دم بسمل نہ ہو
 ساربان کرتا ہی کیا مجنون ہیں محفل نہ ہو
 کام ہی کرتا ہوں جس کا کوئی حاصل نہ ہو

ہی دعا تسلیم تھی عالمِ العلما سے

اپنا دیوانِ آشنائی ویدہ جاہل نہ ہو

۱۹۶

ساتھ رونی کی جوتی حشر کے گل محبو
 وہ جفا دوست کی آتی نہیں نیند گر
 کام کیا خانہ زندان ہی مجھی تھا لیکن
 کیا عجب حشر یہ موقوف ہو ملنا او کا
 فرصت یہ نہیں ہی شریعہ کی طرح
 کس قدر میں ہر خوش ہوں کہ ہر انداز

ہو گیا سلسلہ اشک سلاسل محبو
 کچھ سلاوت سا ہی فسانہ بسمل محبو
 پاؤں پڑ پڑ کی لی آئی ہی سلاسل محبو
 تا امید نہ کر اتنا ابھی بسمل محبو
 پہو کی وہی ہی تری گرمی محفل محبو
 بدلی تو وہی کی بڑھاتا ہی مقابل محبو

عہد پیری میں کہانِ یارِ خدا ہی تسلیم
 کر دیا خوابِ دمِ صبحِ فی غافل محبو

۱۹۷

۱۹۸

نزع میں آنکھیں نکلی نہیں تھیا آنسو
 رحم کا لہو نہ میں اہل جہان میں
 کہ نہیں مگر مٹی نہ میں ملک چہ دنیا
 ایک دم ہی ازل مضطرب رہی رہتا
 حالت اگر یہ ہم جو وہ پوچھی قاصد
 شب تنہائی میں اسی جان ہی میں تھی
 ضبط کر یہ مٹی نہ دست مٹی اغیار تھی
 ہر قدم پر غلش خار مٹی و تکی گذرے
 کہل گیا مٹی ہی حال دل پر غم میرا
 رخ عیش مٹی اس حال کو پوچھا آخر
 سیل کر یہ نہ میں چین چین تکائی
 طفل نادان مٹی حقیقت کھلی شکل ہے
 ضبط کب تک میں کون جی ہی بہر آتما

دلیتی ہر مٹی کا تھنا آنسو
 دیدہ جو ہر شہر تھنا آنسو
 لگایا خاک میں جو آنکھیں کجا آنسو
 کاش ہوتی تری مٹی کی تھنا آنسو
 کہیو تو جیسے رکا ہی نہیں کتا آنسو
 حشر دیدہ ہی آنکھوں میں یی آنسو
 گر کی نظر نہ میں مٹی رہی سوا آنسو
 عمر ہر سارہ رہی باد یہ پیا آنسو
 ریزان ہر تھنا آنکھیں یی لویا آنسو
 دیکھ کر آنکھ میں ہر لائی سیجا آنسو
 دھور ہی ہر مٹی تقدیر کا لکھا آنسو
 خوف آتا ہی کر میں ازنا افشا آنسو
 آنکھیں کرتی ہر مٹی کا تقاضا آنسو

ہونہ غمناک کیا ہوی چین جب سیم

قطرہ شبنم شاو اب کو سمجھا آنسو

۱۹۵

یاد و فراموشی جو آئی لب دریا مجھ کو
 ناتوانی ہی کہاں آدو شد کی طاقت
 نہ چپی شوکت سا مان کہ نہ دوزخ میں
 بدگمانی دل بلبل مٹی نکلتی ہی محال

موج پہچان فی دیاساتپ دھوکا مجھ کو
 کم سفر سی نہیں اب آپ میں آنا مجھ کو
 بے غلطی اوشا دیکھ کی شعلہ مجھ کو
 نکلتی گل فی عین باغ میں چیر مجھ کو

غفلتِ کینِ جوانی سی یہ بیوشی ہی	موت ہی آئی تو ہو خواب کا دم بچو
و کہہ کر دیر میں ہر بہت بھی سمجھا زاہد	دراغ سجدہ فی کیا اور بھی سو بچو

۱۸۹	خاکِ نیامین ہوں چینِ مئی بہرِ تسلیم	۱۷
	کہائی جاتا ہی خیالِ غمِ عقیقی مجھ کو	

شبِ سال میں جامِ شراب ہو کہ نہو	وہ آفتاب تو ہی ماہتاب ہو کہ نہو
پس فنا بھی گمان ہی سکوتِ سہی پنی	او سوالِ سجد کا جواب ہو کہ نہو
خدا کیو اعلیٰ زہد نہ مجھ کو اب بکا	بتوئی عشق میں چاہی ثواب ہو کہ نہو
کیا تہا خاتم کا وعدہ نہ آئی تم اب تک	بتاؤ دل کو مری اضطراب ہو کہ نہو
ملا دی یاری ای آسمان کہ جیتی جی	نصیب پہر میں عہدِ شباب ہو کہ نہو
شریکِ صحبت تو بہ شکن ہی و سانی	حضورِ شمع کی خیر شراب ہو کہ نہو

۱۹۰	یہی کشتِ اعمال بد تو ای تسلیم	۱۸
	مری گنہگاروں ہی حساب ہو کہ نہو	

سنگداز کیا کرتی ہیں خوشخواروں کو	سان پینی ہی لگا لیتی ہی تلواروں کو
کون وئی کا فلک بعدِ فنا یاروں کو	کہائی جاتا ہی مرا غم مری غمخواروں کو
آپ سٹجائی ہیں دشمن کے ایسی صاحبِ د	آبی سینی ہیں مئی ہیں جگہ خواروں کو
کیا ہوا وعدہ و نذر ہی اگر امی اعظ	کیا وہ دہلی بھی نہیں اپنی گنہگاروں کو
کیا مقدری کہ پاتا ہوں ہمیشہ خندان	اپنی زخمون کو تری تیر کی سو فاروں کو
اہلی خوشی ہر امانوں میں انکشان	کون وئی کامری بعدی بیاروں کو
ہوں آوارہ اگر دشت گہر میں آؤں	آسمان سرگردی مری دیواروں کو

بند ہوا گندھی طرح بلا سے مستحکم

سوت چنی چنی کین ہر کی پیاروں کو

۲۰۱

۵

چمن کو دیکھ لی پہر خستہ یار ہو کہ نہو
عدوی سنگی مرا حال ارکستی بہین
ہست ہی شغلہ دل کو گوشہ دہن
حریمش ووت جہا ہون ہی ہی غم بچو
نہ ہو فخر دین لی چلیی حضرت زراہ
اسیدر سیست کمان و کبھی جو طیف چمن
اوا جو شرط و فاشمع کو رکرتی ہے

قفس سے زندہ رہا ای ہزار ہونہو
تمہاری بات کا کیا اعتبار ہو کہ نہو
جنون بلا سی گریبان میں رہو کہ نہو
پس فنا ستم روزگار ہو کہ نہو
ہماری آپ کی صحبت برآر ہو کہ نہو
بہین نصیب ہی فصل بہار ہو کہ نہو
تو اختیار ہی تم اشکبار ہو کہ نہو

کدین جلتی ہو تم رشک سی عبت سلیم

وہ ہو قاہی عدو کا بھی یار ہو کہ نہو

۲۰۲

رویت ہای ہوز

جاہ جاقید تعلو کو جو دیکھا آ کی ساتہ
تہی یفت کو چنان سہی جب تک کہ بھی
جب فتاری نہ تہی حال تو پہلو گرم تھا
کیا کہون میں ہی عشوق کی کیا چیز ہے
آج ہستی کی غوص غفلت خجلی بیک کو
وہی آتا ہی کل کوچی تہی تہی نہیں
تشہ کامی گونہیں سکتا کہنے پی کا میں

روح و خستہ چو بہا کی جسم گنہر کی ساتہ
دلکو بہلا یا کیا مجنون سبک لیلی کی ساتہ
اب سلا تا ہی بھی تو ہو فاتر سا کی ساتہ
حضرت دم فی جنت چو دی حوا کی ساتہ
وہی یا کیا ساتی و لتنگت صہبائی ساتہ
آج تو لایا ہون دلکو سوطر چھائی ساتہ
خشک لب ساحل ہا جب تک کہ یو کی ساتہ

یان باغ خندہ گلچشمک کس نہیں
 ہجر میں ہوں لیکن صبا کا طالب نہیں
 یوں بگڑوا شکست منگی کی پاؤں سے
 وصل میں اس قدر نفرت رنگی ہی رہا
 جس حسین کو دیکھتا ہی تھہ جاتا ہی
 اب کہاں جو گریہ حسرت مٹ کر کیونٹ
 شب ہی شورِ فغان ن کو چوم کو دکا

جائیں کیا سیر چربی و چربی کی ساتہ
 میں بھی پروا بنا ہوں ایک بی چاکی ساتہ
 ہو لیا ہی آج نور ویدہ ہی لہر کی ساتہ
 نیند تک آئی نہ چلو دوس گل عنای ساتہ
 میں پچھتا یا عدم ہی تجاوی دل لگی ساتہ
 خندہ ہستی کیا وہ قتل مینا کی ساتہ
 کب نہیں ہنگامہ محشر تری شیدا کی ساتہ

کیا مزا تسلیم کر پی گستاہی نی دیا
 قبر تک پونہی گئی تا بوت وہی آگی ساتہ

۲۰۳

دی ناہی اونکو خود بینی کی رغبت آئینہ
 بعد مردن ہی بنا ہوں قبر میں حیرت و شرم
 نیک و بدیکی کوئی دیتا ہی سبکو لہیں جا
 پارسی می دل غر و حسن کا شکوہ عجبت
 ہوں مجنون و کہنی کو صورت یو آ
 گزہ می ہی چشم جوہر کو ہوا می دی یا
 زینت پوشاک سی و شن لونکو عار
 خط کلانی نور و صاف و یکس گیم
 کہد یا کیا آج سنی میری حیرانی کا حال
 گزہ می گرمی ہی تیری حسن آتش رنگ کی

پہر ہماری جان پر لائی کا آفت آئینہ
 میں ہو تصویر خموشی سنگ بت آئینہ
 ایک سی کہتا نہیں رنگ و رت آئینہ
 کیا نہیں جگ کا ابھی کر ہی سلامت آئینہ
 بن گئی چشم غزال شبت و حشمت آئینہ
 روی کا میری طرح اشک است آئینہ
 جز نمد کہتا نہیں پرواہی خلعت آئینہ
 کس طرح کہتا ہی تھی گرم صحبت آئینہ
 توڑتا ہی کس ای می بی سرو و آئینہ
 ایک دن بہ جای گاپاری کی صورت آئینہ

۱۵۲

تیری عالم میں دل روشن کی بجائے عالم میں قدر تم رقیبت سے پرانگڑا الو حیف ہی کیا دل روشن میں یں داغ کڈ دیتے جگہ	کر نہوتا حسن ہوتا ہیستہ نیست آئینہ و کہتی ہین چہ ہوتا ہیستہ نیست آئینہ خاک زین بجای کاتہ ہی بدولت آئینہ
---	---

۲۰۳	زانو جانان کہ جی حاصل کہی دست نگار و کہی لستہ کیا کہتا ہی قسمت آئینہ	۵
-----	---	---

باتون باتون گئی ہی درمیان تکرار کچھ کیون بگڑتی ہو میں تکرار ہوتا ہیستہ نیست کوئی دم نہ کیا تو کیا دیکھا عوض اس دیکھی اوسن لو وقت آخر رہ بجائی آرزو وہ نہ سننا ہی مری و سکی سمجھتا ہوں میں ناز بر بارون سی اتنی بخری اچی نہیں اس قدر نا آشنا ظالم نہو غیر من کی طرح	کچھ کہوں نہ نہ ہی نہیں کہتا ہیستہ نیست سایہ طوست نہ نہیں ہی سایہ دیوار کچھ کہتی تھی کاش دل کی حسرت یاد کچھ چپکی چپکی کہہ رہا ہی آپ کا بیمار کچھ میں تو کچھ کہتا ہوں کہتا ہیستہ نیست اب تو کیا پر یاد ہو گا ہم ہی تھی ہی رچھ جوٹ سچ ہم ہیستہ نیست ہیستہ نیست ہیستہ نیست
--	--

۲۰۴	نیک بد ہم نہی واقف کر سلیکات کل تمہارا ذکر ہوتا ہیستہ نیست حضور یار کچھ	۱۱
-----	--	----

سیرم وز کیسا نہیں قافلہ نویس کی ہاتھ ابر و جہت کے کہلی ورنہ وقت احتیاج دشت بہاگی کا مجنون کو کہیں شکر و ہونڈ ہی ہیں سات آنکھیں نظر آ نہیں کیا چپاؤن بقراری میں جو افشا ہو چکا	ہم وہ یوسف پرچین کی اکیدن مفلس کے ہاتھ پاون ہم کس کی شرتی جوڑتی کس کی ہاتھ کہیں چننا مانی نہ او کی پائی حشت سکی ہاتھ پر گیا یارب لگم گشتہ اپنا کسکی ہاتھ شرم از دوستی اب ہی مری نویس کے ہاتھ
---	--

قوتی وہ محبوب گر تصویر سی مل کر چلی
 بدست لاتی کو کچھ صورت شمع چو پیرا
 گل کی بھی کیوں لی کیا ہی بی بلبل اگر
 تھی وہ بیکش چشم حسرت سی میں جا میں
 تماوہ دل تفتہ چھو پہلو کو میری جھٹک
 مل مٹی تسلیم تیرا رنگ جہنی کا نہیں

شوق میں اس کی دیکھ رہی ہوں مجھ کے ہاتھ
 لٹ بھرتی جلا یا آگنی ہم جسکی ہاتھ
 جوتہ ہر پردہ پوشی سامنی دیکھیں کی ہاتھ
 دیکھتی گزری ہمیشہ مافی مجلس کے ہاتھ
 صورت مشعل لگی جلنی لقوہ جس کے ہاتھ
 سیکھ لی برگ حنا ہی چھو دینا پسکی ہاتھ

رویت یابی تھانی

میں نے کیا ایجان جو دیتی جام صہا آپ کے
 آہ و نالہ شور زرخیر جنوں سب تھی خفا
 جو کہیں ادا مری جانب سی کہن جی بھی
 رہتی تو کیوں پیرتی ہو بعدت دل ما
 شمع محفل تھی مری ہستی خموشی گفتگو
 زلف کے گوشیاں کس دن میں ایجان تلم
 کم نہوتا اس لب جان بخش کا اک حرف بھی
 میں تو چپ بیٹھا ہوا تھا دل کو کنا نیکی
 اون لبوں کی دوبرور نگین مزاجی کیا تری
 سچ ڈالا چاہتا ہی دو دلوں میں پھر
 بیزبان پیدا ہوا ہونے نہ تیری شمع
 حضرت دل شام غم کا اس قدر ڈھکائی کیوں

شیخ کعبہ ہی نکرتا عذر تقویٰ آپ کے
 کون کتنا حال مری ہیکسی کا آپ کے
 میں تو کچھ کہتا نہیں اسی صہا آپ کے
 مانگتا ہی کچھ مجھ سے دم تنہا آپ کے
 کیا بھرتی کر لگی دل کی میں کتنا آپ کے
 کہتے ہی خالی جو کتنا حال اپنا آپ کے
 سیکھتے گر حشر تک عجز از عیسیٰ آپ کے
 قصہ شام شب غم تھی چیرا آپ کے
 باغین ای گل ہو ہنسکرتو رسوا آپ کے
 آپ کا مجھ سے گلہ کرتا ہی یہ سہا آپ کے
 صورت تصویر یوں خاموش ہوتا آپ کے
 سچ کہو کیا کہہ گئے صبح تنہا آپ کے

اپنی ہستی نیستی شادی و غم کہتی نہیں	مسکائی خود کو مٹی و جِ آب دریا سے
۲۰۷	ای خدا سپہ کو خاک رہا طین کر کیا کری گا نیسے کے فرار وں مٹی آپ سے

تیری غفلتِ عقل سی سپر وہ ہنسوائی بھی چاہتا ہوں پلی خود بینی مٹی ستائی بھی حضرت واعظ ہوں بایا صبح کوئی ہو تجھ کو ہو نہیں دیوانہ کسی نازک ادا کی عشق میں اگر کیا اب تو امید نا امیدی بھی نہیں ہوں شہرِ نیم زلف بہ ہم رہی مٹی کی ساتہ نی نشان بنکر نشان پیدا کیا ہی ہرین دل پر کتابی غیب میں کہیں ایسا نہو وقتِ آخر بھی یا غفلت سے لوگو داغ لیچا لو شد کوئی خضرِ دینا کی حضور صورتِ نقش قدم ہوں آب ہوا یاد	نی خودی ایسا نہو پہر ہوش آجائی بھی آپکو دیکھوں خدا وہ دن و کھلائی بھی خوب سمجھوں آج میں جو آئی سمجھائی بھی بیڑیاں موج نسیم سج پہنائی بھی کوئی ہی مجھ کو تسلی کون بہلائی بھی آپ سے جاتا رہی جو آپ میں لائی بھی جس قدر ڈھونڈی کوئی گویا ہوا پائی بھی مرگ ہی بنکر مزاج کایت سائی بھی لوگ جھپٹنا چکی تب دیکھنی آئی بھی عالم گم گشتگے کی راہ بتلائی بھی خاک میں خدسی ملا دیتی کوئی پائی بھی
---	--

۲۰۸	اب تو جوشِ آرزو سپہ کتا ہی ہی روضہ شاہِ نجف اللہ و کھلائی مجھے	۲۰۹
-----	---	-----

خاکِ آغوشِ محمد میں ہمیں راحت ہوگی پاسِ ندون کی بنجا دیکھہ و گرنہ و غلط تم جلی جاؤ گی اس میں طرب سے افسوس	آج مرجائیں گی کل فکرِ قیامت ہوگی ریشِ قاضی تری دستارِ فضیلت ہوگی آج ہم ہونگی ہماری شبِ فراق ہوگی
---	--

<p>غوب گزری کی اگر سر کی سجد تک پسپے رحم آئیں ظالم جو کسے بیکس پر سر اوٹھایا جو مری شور جنوں فی دہم شمع کیوں تربت بکس کے پھمائی صر وصل میں کس لہی جان غم حسرت ہی تم سلامت ہو خنجر نہ گلے پر رو کو</p>	<p>کہ نہ تکلیف بان ہو کی نہ راحت ہو کی ملک الموت کے تیری سی طبیعت ہو کی دیکھنا کیسی قیامت میں قیامت ہو کی اوسے پر کالہ آتش کی شرارت ہو کی آملی کی جو تری طرح سلامت ہو کی ورنہ کل ہی چھینی سی اندامت ہو کی</p>
--	--

<p>۲۹۹</p>	<p>حشرین یار سی کیا خاک ملی گاتسلیم گزرتی ساتھ وہاں ہی یہی قسمت ہو گی</p>	<p>۱۳</p>
------------	--	-----------

<p>کیا گئی غیر کیے بار وہاں کیا آئے زندگی والوں ہی کیا آنکھ چرائی پیر کوئی ہمدم نہیں ایسا خوش وقت میں ہوں مجھوں جو کروں شرفی کی ہو ہو گئی قطع رہ و رسم محبت با ہم میں تو جو رہی نہیں ہوں گلہ شہر کا شکل تصویر ہوں کہتا نہیں فی امان بت بنایا ہی خموشی فی بان پر میری گر کروں ہیر چمن تری بہنم کی طرح کب سی ہین کشن ہم ورجا میں ش نکلون نڈان سی چینی ہوئی زنجیر جنوں</p>	<p>کچھ نہ کچھ میری طرف سے اونہیں بھجائے خضر ہی تھی لحد پر نہ سیجائے آرزو کو دریاں سپہ پہ پونچھ آئے کوسوں لینے کو جمی جاوہ صحرائے اب دہر کا کوئی جائی نہ او دہر کا آئے کیا سنا آپ کے کیوں جوش میں اتنا آئے کیا کہی لب پہ مری حرف تنائے شکوہ آئی نہ کہی شکر خدا کا آئے گل ہنسین دیکھ کی جگہ بھی رونائے محسب جائے الہی کہیں سینا آئے شور محشر مری یا پوس کوہ وڑا آئے</p>
---	---

صبح تک شمع جلایا بات نہ پوچھی تو نے
اوستم کرتی محفل میں کوئی کیا آئے

۱۲

۲۱

عجبت دوست ہو یا محفل شمع یہ
وہ نہیں سمجھتا کہ میں فکر بہارا آئے

جو دکھائی کر وشن ایام دیکھا ہے
فوج کرنی کو مری بخش راہ چاہا ہے
عرصہ محشر کو اک ہر گناہ آچاہا ہے
دوست تھی یکبارگی تھکونہ ایسا چاہا ہے
جانب پہچانہ میری منہ کو پیسہ آچاہا ہے
باغ میں باوصیہ پنچھی کو چسپ آچاہا ہے
اس قدر بھی جینی پر ای دل نہ مرنے چاہا ہے
خندہائی گل پہ امی شبنم نہ رونا چاہا ہے
چاہتی ہیں غیر کو گر آپ اچھا چاہا ہے
عالم اسباب میں عاشق کو کیا کیا چاہا ہے
وسعت آباؤ جنوں میں کار فرما چاہا ہے

ایں راحت طلب شکوہ نہ کرنا چاہا ہے
پہلی ہی مہر جاؤ گی میں شکستِ غمیری
کرتی ہیں نصرت تجھی اوتار نہ بخیر ہم
فاطمی کو بھی نہ آئی بعدِ مرنِ قبر پہ
زندہ ہوں مرقد میں وقتِ فنِ قبلی کی غول
واع دیتا ہی مجھی سنگیں ترا جون کا سکوت
دی ہی ہی رات میں طعنِ سیاستِ ستار
مغتنم ہی چند ساعتِ صحبتِ لطف بہار
ڈھونڈ لیں گے ہم بھی کوئی شاہِ نازکِ ادا
شوقِ حشرِ جوشِ تہائی تمنا یا غم
لی چلا ہی جوشِ حشرِ جانبِ صحرانجھی

۱۳

۲۲

حرفِ ہل کی طرح چندی رہی تو کیا رہی
صفوہ ہستی سی سی امی تسلیم اوٹھنا چاہتی

واہ! اسپد ہے جو دانہ اس من میں ہے
آج کسکا ہاتھ قاتل تھی گون میں ہے
سرخ جو ہر خون بھی تیغ و فادہ میں ہے

مثلِ دل سوزانِ غم سی جگر ہی نہیں ہے
بی سبب کیوں چھ پریشناںِ غمیری گلا
نگاہِ فی ہی مری رنگین مہراجی بعدِ قتل

ہو گئی شکاکت مشکل کمال ظلم سے
عاضی ہی خوشی ہی محروم بھی ملی بصر
کسنی جہان کا ہی ہو عاشق نگاہ ناز سی
قصہ تیرا دیکھ کر لاکھوں بلبل کے خاک میں
واسع تنہا نے غم مستی خیال کیلئے

میں قفس آباو ہوں لہ لہ گلشن میں ہے
میل سرمہ کہ نصیب ہے سوزن میں ہے
دیدہ آہوں کی شوخی دیدہ روزن میں ہے
گردن چرخ شکر گردش دامن میں ہے
وہ نصیب کون سی آہو نہیں بد فن میں ہے

رحم کی بدلی ہوا سنکر خفا
قسمت سے اشارہ لٹامری شہیون میں ہے

۱۱۲

پارسائی اون کی جب یاد آئی گی
دیکھ مجھ اچھ نہ ہمدردی کی
گریہ ہے پاس آداب سکوت
یہ تو مانا دیکھ آئین کو سے یار
کچھ کہے ناصح کرین گی ہم وہ ہے
چوڑ کر مستی ہی ہے غم مجھے
ہوں وہ دشمن دوست میت مری
غم ہی ہی کوئی جانان دیکھ کر
انتہائے ضبط سے ظاہر ہوا
کچھ کہہ جا نہ نصیحت صبح آہیں
کاٹ کر مرجاؤں گی لاکھوں گلا
خیر ہی جیتا نہیں ہی دل عرفج

مجھے میری آرزو شرمای گی
چوڑ کر اسی بیکسی پچتائی گی
کس طرح فریاد لب تک آئے گی
پہرنت اور کچھ شرمای گی
خاطر افسردہ میں جو آئی گی
روح تنہا راہ میں گہری گی
تیغ قاتل خون سی نہلائی گی
ناتوانی پاؤں پہر پیلائی گی
بقیاری منہ مرا گسلائی گی
کیا بلا شام نصیب لائی گی
رنگ آفت کی یہ عنہدی لائی گی
خاک ساری خاک میں مل جاتی گی

۱۱۱

جاسے دی صبر و قرار و ہوش کو
گریہ تپا یکے قسمت میں ہے
ہوں سر پاشا آج پر یارین

تو کمانا ہی تیرے ساری جاہ کی
پیش قدم تیرے دوسے کو ہی ترسائی گی
اگل آؤ آتشیں پر سہاگے کی

ہجر کی شب گریہ سے پہنچا شراب

نہندای شہید کیونکر آئے گی

۲۱۳

۱۸۴

کچھ نہ کچھ میرے نظر ہو جای گی
تو ہی تو ای مرگ بالین پر نہیں
قبر میں رہتا پڑی گا حشر تک
گر سلامت ہے دل پا پا مال ناز
آج ہی زیر قدم کل امی فلک
کچھ نہ ہو گا حشر میں جسے بخودی
وصل میں ہی گریہ ہی انقلاب
گو نصیب غیب ہو مر جاؤں گا
فکر نہائی عمت ہنگام شروع
طول شب کا وصل میں بیجا ہی عذ
کیا خبر تھے ہجر کی شبای اجل
کوئے ذکر کوئی جانان ہی سہی
سکے روئیں گی وہ میری آہ کو
اوپن ہنٹ برجم سی شہید صلیح

ایک دن تیری گریہ ہو جای گی
شام غم کیونکر ہو جای گی
منزل ویران ہی گھر ہو جای گی
خیر سے کیونکر برس ہو جای گی
یہ زمین بالائی سر ہو جای گی
جس طرف تیری نظر ہو جای گی
شام سے پہلے محبت ہو جای گی
مرگ ہی تیری نظر ہو جای گی
مرگ خضر ہو رہا ہو جای گی
آج بھی دیکھو محبت ہو جای گی
مجھے ایسے چنب ہو جای گی
کچھ شکس نامہ ہو جای گی
مرگ دشمن کے خبر ہو جای گی
گو نہیں ہنگام ہو جای گی

<p>کمال ضعف سی اکثر یہ حال ہوتا ہی ابی وہ سن ہی کہ انگلیانی نہی چلتی ہیں کسی پر آئی طبیعت قدر ہو معلوم کوئی گھڑی نہیں فرقت یں لطیف تنہا بلای جان ہوئی مدفن میں ہی بخند جو مر گئی تو ہوئی عشق یار میں پور بہری ہوئی ہیں کہ پیہر کیسی خالی باتوں پر</p>	<p>کہ مجھ کو ناز و ٹسا نامحال ہوتا ہی خبر نہیں کہ کوئی پامسال ہوتا ہی ابی تو آپ کا میرا سا حال ہوتا ہی مر لال تمہارا خیال ہوتا ہی کہ بات بات کا مجھ سے سوال ہوتا ہی یہاں کمال سی پہلی سوال ہوتا ہی گھڑی گھڑی صری او کی ملا لیا ہی</p>
---	---

۲۱۵	<p>یہاں تو بچ گئے محشر میں کیسی سلیم خدا کے سامنے کیا اپنا حال ہوتا ہی</p>	۹
-----	---	---

<p>خبر دیتا ہی کیا واعظ ہمیں زہر کی لکھیں کیا اوسکو وقت منع حالت چاہیں بیونہر جان آئی ہی سفر ہی وح کاتن ہی اوٹھا ظالم قدم جلدی خرام ناز سے باز ابی سی سکیڑوں پستی ہیں مانند خناوہیں کنار گل کہی حال کہی خورشید کا پہلو ہزاروں طرح کی جلو ہی ہیں شکل انسان زیارت بہانی گھڑی قاتل گور پر آیا</p>	<p>ہزاروں کی ہی ہنگامی بہت سی سی ہی سیاہی چاہی دو و چراغ صبح ماتم کی اہل جہان بالیس کوئی ساعت کوئی دم کی تقاضای تنہا ہی ہو ہی شوق ہی کی جوانی رنگ کیا لاتی ہی اوس محبوب عالم کی بسر ہوتی ہی سحر سے صبح شام شبنم کی ہوئی ہی قیاس سن رنکر جاک آدم کی ہوئی صبح طرح کوشش ماتم محرم کی</p>
---	--

۲۱۶	<p>نہ ہوئی مر کی ہی یہ ہم لطف ہم آنغوشی فشار قبر سی باو آئی لذت اصل باہم کی</p>	۹
-----	--	---

تا دم ہوا ہوں کچ کی مین سونہاں سے
 حشر زبون کی خاک پہ دھون ہاکی چل
 خونیں دھون کو عار کلام طلب سی ہی
 پیری مین داغ عشق ہوا شمل فروز
 وہ جنس نہ بہا ہوں کوئی پوچھتا نہیں
 مفتون تاج چشم فسون گریب سائی
 وحشت کمار ہی اتنی پیر کبھی اثر
 اندری آبشاری طوفان چشم قہرس

آتی ہی بوی گل عرق نفع سال سے
 اظہار دوستی ہی عبث پایاں سے
 لبہای غنچہ پاک مین حرف سواں سے
 چمکایہ آفتاب زیادہ زوال سے
 نقشان ہی نصیب مین فخر کمال سے
 دیوانہ کیجیے بھی سحر حلال سے
 خالی نہیں مزار طواف غزال سے
 پہولی شگونی ثمت مین شاخ غزال سے

تسلیم حیدر یار مین حسرت یہی ہی
 کہہ دیجیے کچھ اور یہی سیک خیال سے

۲۱۴

خبر ہی ملی کہ بھی خاک جبرم لاغری کی
 فنا طلب مین بکد وشن بار کھسان سے
 ہمیشہ رہتی ہی نفرت کداسی شام ہوں کو
 وطن کو چوڑ کی ایسی ہوئی ہم آوارہ
 پس قلابی وہی بی نیازیاں مین مچی
 وہ محو کاوش شرکان تھا گور پرانی
 گلی کا بار ہی سکر خیال صوفیہ منہم
 بھٹائیں پیاس لپٹی کی ہی گہی ظالم
 ہزاروں طرح کی مٹی ہی اچھوڑ کے

گئی نہ ہم سے کدورت مزاج صرصر کی
 سر حجاب کو حاجت نہیں ہی خنجر کی
 عجیب مختصر ہی کیونکر بھی سکنت کی
 نہ آئی یاوب سان شر کہی گہری
 نہ آروہی کفن کی نہ فکری چادر کی
 ہر ایک سبزی نی پید کی نوک نشتر کی
 مری گلو سی عداوت گئی نہ خنجر کی
 کہ آب تیغ سی تر ہو زبان جوہر کی
 مری مزار مین شاہ یزید مین تہی محشر کی

ملا

۲۱۸	وطن میں جو ہرات کی چاہ کیا تسلیم صدف میں قدر نہیں آبروی کو ہر کی	۲۱۷
<p>ترکِ مطلب سنی نہیں مطلبِ حاصل خالی پنہ درگوش ہی ہر گل لبِ غنچہ خاموش صدفِ فرقہ یارانِ جنون اوٹھ شکا ہمستِ جوشِ شکر یہ کہ دمِ ریزش ہے گریہ ہی ہی ہو بس لطفِ اسیری صیاد کیا عداوت کے خط میں بھی می نام کی جا اوسنی اسیدِ فغاہی بھی تہ ہی پس مرگ آرزو بنگی نکلی جانی وی دم او قاتل</p>	<p>یہ ہی ارمان ہی کہ ارمان ہی ہی دل خالی سرِ عبث کرتی ہی فدا و عناول خالی رویاو کیسکی آغوشِ سلاسل خالی کب سے امن ہی شکلِ کب سائل خالی مر کی ہو گا قفسِ تنگِ عناول خالی چوڑو تیا ہی بُتِ حوشِ سائل خالی بامی شکلِ نہیں ہی می شکل خالی ابھی پہلو ہی نہ کر پہلوِ سائل خالی</p>	۲۱۹
۲۱۹	کوئی دم آمد و رفتِ بشری تسلیم نہ ہی عالمِ ایجاد کی منزل خالی	۲۱۸
<p>جسمِ بیرون کی یرخاک گل کرہ گئی انتظارِ مرگ بعدِ مرگ بھی باقی رہا نازِ معشوقی سکھایا دوستِ دشمن کو بھی رہ ہوا خواہ اسیری تہن کہ سیری امین مر کی ہی عالمِ ہن ہی نی سبکو چی کا ذکر شام کو آئی ہوئی نصرتِ جہانِ وقتِ صبح اب تو حاجت بھی ہیں جانِ خوابِ ناز کی</p>	<p>ہو گئی خصلتِ کیس کی ہوئی گہری زخمِ کھل کھل کر شکلِ حلقہ رہ گئی گردنِ عشاق پر چل چل کی خنجر گئی ساری خلقی وام کی آنکھیں چھلک رہ گئی صورتِ افسانہ یاروں کی بانہیر گئی مثلِ شبِ بزمِ بہمانِ بانغِ شبِ بہر گئی ہجر میں رونی کی قابلِ دید تیر گئی</p>	۲۱۷

ہجر میں بانگی و عابد مظلوم صبح کی
خط میں پای کی گرا سجال مضمیت ہو گیا
بُخل کروں ہی مجھے جس وقت نقشِ دم
کھل گیا مرقد میں سب سے نظر سکر گیا
تشنہ جان ہوں کہ طفلِ مریخی تقدیر سے
ہمراہی اربابِ سعادت کے بہت دشواری
حون دلایا ہمتِ سیاقی نی ہکوں ج بھی
وجہِ ناکامی فریبِ حسنِ آتش ہوا
کام آئی آپ اپی پیو وہ پوشی کی لپی
قلقل سیٹا نو ساقی طعنہ تقویٰ نہتی

آنکھیں کھلا کر فلک پر چکوا خیر گہنی
اپنی اپنی ٹو لکر بازو کبوتر گہنی
واغماہی دل سی سہنی میں کیونکر گہنی
غیر چھانہ ہوئی احباب باہر گہنی
خشاک کر قطرہ ای سست پداور گہنی
اوڑتی رانی طالعہ سہ گہنی
ناتہ پہلا کر شکل و درسا غر گہنی
رات بہر ہم سو گہنی پلو کی پلو گہنی
کچھ تو خاکستر ہو چھ مشا نکہ گہنی
کیون خفازا پدہوا کیون ہست گہنی

ہوں وہ خلاق سخن تسلیم فخر کرسی

یادگار طبع موزون چند دفتر سب کے

۲۲۰

۱

سوتا ہوں عجب چمن میں کیا خوابِ عدم
شاعر ہوں مری سیر ہی مانندِ قلم ہے
کچھ کم نہیں جاتل سی مجھی عمر گر نران
تکلیفِ چراغت سہی ہی ہمتِ احسان
جزوِ غ جگر کچھ نہلا سیم تنوں سی
باقی نرنا حوصلہ بوسہ انسا لاک
لکھا ہی کسی دیدہ بر آب کا مضمون

آغوشِ بحد ہی مجھی آغوشِ عدم
صفحہ سیر عالم ہی سخن نقشِ قدم
جو دم ہی شرمین شش ترغ و دوم
ہر زخم شکستہ کفِ اربابِ کرم
اختر مری طالع کا مگر شکل و درم
مالہ ہی مری طرح سی پامال سیم
گردابِ الم دائرہ حرف و رسم

سجدی کی بہانی مٹا تا ہوں شیش رو

چہ لوحِ حسین پر گلہ یار قسم ہے

کس بات سے امید سحر ہو مجھی سلیم

ابتک وہی ظلمت ہو طولِ شب سے ہی

۲۲۱

۱۹

آج تک کی نہیں جس کو مری بیدار
راؤ کیا ہے کہیں گے گلشنِ ایچ باد
دام کیا روئیں گے جگہ عالمِ ایچ باد
کس جفاکش میں سیکر و عالمِ ایچ باد
یاد کی کیا غفلت تھی وہ جی جگہ مانڈا
کس تماشا دوست کوئی رو کی منظور
ہجر کی شب یہ جویم جلوہ اختر کمان
نوا سیر کی تیریں محرومی جویم ضراب
یا کس سچ و نشین کی گئی عصمت جمعی
بند نہ کہیں کہیں کہی ظالم فی پڑوسی ہی
چارہ و درمان فی جگہ اور بھی سوا کیا
بہم شہیدانِ فاکا وینِ ایمان اور
چمکتے ہیں پروردہ پہلو فراق یار
پہرندہ کہلائی کہی صورتِ نکل کر جسم سے
کون سنا تھا پیر یوار نالی اس بھر
قاسم و چشمِ تبان کی صدف کہتی ہیں ہم

اوستم ایچا وین صدیقی تری ایچا
بلبل تصویر میں قابل نہیں فریاد
حرف تک میں قید سی آزاد مجھ آزاد
راہ چینی مدین تم تھکتے نہیں ہزار
آگنی سیاختہ قابو میں ہم صیاد
کون آیا سیر کو قالب میں اوستم آزاد
آسمان سے پٹی ہیں عالمی فریاد
شب یہ عالم تھا کہ لشکرِ شری صیاد
آ کی تیرے رک رہی نالی دلِ ناشاد
کیسے کیسے نازا و نہائی ہم ہی صیاد
خند نامی خم طعنے ہیں مبارکباد
سجدی کرتی ہیں ہمیشہ پاؤں پر جلا
روز و شب ہم سفر میں قافلہ فریاد
طورتی روح روان میں نکلت بر باد
منہ سی نکلے تھوڑے ہو کر مبارکباد
منصرع ہوزون میں ایسی تسلیم قابلِ عباد

سجھی صورت آرام عیان ہوتی ہے
اپنی نصرت سے ہائیک ہون میں باہر خاطر
ناز کرتی ہی زیادہ طلبِ بجا سے
شبِ صلیوت میں نئی طرح بھی سہاٹی ہیں

عب و کھوپڑیاں ماہِ رمضان ہوتی ہے
بات جو منہ ہی نکلتی ہی گلن ہوتی ہے
زال و نیامی خواہش ہی بان ہوتی ہے
محسسی کہتی ہیں کہ لو اوٹھو اذان ہوتی ہے

میری شعرون میں کہاں معنی لفظی تسلیم
یہ تو کیفیتِ دل ہی کہ بیان ہوتی ہے

۱۲۳

۱۲۴

ہوں دیوانہ کہ دست کاوش تقدیر سے
انکہ کیا چپکے یہاں اب تصور نہیں
کس قدر ولین بہر تہا جوشِ اندازہ سے
میں ہلبل ہوں کہ تنگِ دل کی لہی
اور اک آفتِ بیا کی بوی گل نی چھڑ کر
وصل میں کیا باعثِ اندازہ شعلہ حسن کا
کی سی غامی تو خنجر لبِ جان بخشش
اگ بہر گامی تب سوز و رون فی ہقدیر
غنیچہ دل کو ہونی پہر حبتِ سرشتگی
کیا گریبان ہی اوٹھاؤں فتنِ جانہیں
ہو گیا آزاد قیدِ زیست سے و شے ترا
سامنی قاتل کی کرتی ہی گرا خنجر
روربا ہوں جس میں ناکرہ نہایت کسب

خود بخود ہوں چاکہ پیدہاں تدبیر سے
طرزِ بجا ابی ہی سیکھا ویدہ تصویر سے
زخمِ منہ رکڑا کہی ہوں لبِ شمشیر سے
دل لکایا اس چمن میں غنچہ تصویر سے
نالہ بلبل ہی پیدا وائے زنجیر سے
پوچھی لطفِ زبانِ شمع کو گلاہیر سے
تم باذنی کا اثر پیدا ہوا تکبیر سے
پر گئی پہالی زبان میں شعلہ آتش سے
ای صبا آتی ہی کسکی گلشن تصویر سے
منقل ہوں امتحانِ آہِ بی تاثیر سے
آتی ہی آوازِ ماتم خانہ زنجیر سے
منہ چپا لینی ہو مجھ کو دامنِ شمشیر سے
ہیں وہاں شکِ نہایت شمشیر تصویر سے

۲۲۴	مذہبین گذرین کہ روزِ ناتوانی کی سبب رہتی ہی تشلیکِ صحبت خارِ دہانگیر سے	۵
و چشمی کو تیری شوکت و توقیر چاہی شوخی غنیمت ہے، عشوہ بلا قہر ہی ادا یگر شہتہ قریبِ گلستانِ ہر ہون دیوانہ جمالِ بت پرہ پوش ہون پیری میں وق حسن سے ہو کیا مجھے و چشمی مزاجِ صحبت عاشق میں ہو گیا	منصبِ جنونِ کشت کی جاگیر چاہی کیونکہ نہ پہر تجھی بتِ بی پر چاہی ہے پہولوں میں ہی مری گلِ تصویر چاہی حدادِ بی صدا، مجھی و بخیر چاہی ہے لڑکوں کو لطف سے تصویر چاہی ہے پای خیالِ یار میں ز بخیر چاہی ہے	
۲۲۵	غنائے زمانہ میں تسلیمِ روز و شب عشرتِ نچا ہی غمِ شبِ پیر چاہی ہے	۱۳
کچھ دلیں اضطراب جو صبر کرید ہی بادِ نہیں فراق میں غم چکید ہی دستِ جنون ہی نتیجہ خوشید کم نہیں دن کو ہی چاندنی مری ظلمتِ یسین ہے زیور دینی میں شہتہ یہ فرطِ صنعت سے آتش ہو یا لہو، مجھی و نون عزیز میں بلبل مقامِ لغزِ عشرت نہیں جہان اشدری ضبطِ رازِ محبت کہ آج تک برسون ہے امانتِ صحرایِ حیات	فریادِ بد مزاج ہی ناکہ کشید ہی شیشہ کمان کسی کا گلوں بربد ہی میری طرح سحر ہی گریبانِ ید ہی دیوارِ پرفید ہی نگ پرید ہی گردنِ طوقِ حلقہ کا خمید ہی وہ پارہ جگر ہے ہی تویہ نور و ید ہی جو گل ہی بس جمن میں گریبانِ ید ہی جو حرفِ دعا ہی مرا نشید ہی تکو نہیں آج تک ہی خارِ خلید ہی	

کیا جانی لکھا ہی سترگنی کیا جواب پیری مین جی ہی ہی تمنای وصل دو تکلیف التماس سی ہی پاک مدعا	قاصد مری امید پہ جواب دہ ہی آغوش شوق حلقہ قد خمیدہ ہے غماز عاشقی مرا رنگ پریدہ ہی
۲۲۶	جب سی سنا کہ پڑھتی ہیں کچھ عمل ساری سی اپنی یار پر پرور میدہ ہی
چمکا سر نقش پای یار پر ہے یہاں تک تیرہ تختی اوج پر ہے بہلا مین اور ترک صحبت سے نجا ای خانہ برباد سے کہین اور ہنسو بولو کر آئی ہوشب وصل و کھانے آئی ہیں صورت دم نزع جگر کاوی ہے شغل شعر کوئے عوض و نے کی وہ ہنستی ہیں سکر	نہال خاکساری بارور ہے کہ ہمیشگی فلک دو و جگر ہے خیال ناصح مشفق کہ ہے کہ آبادی سے ویران ہر گھر ہے شکایت تو مری جان عمر بہر ہے وعای سب معیت بول شرب ہے نہان اپنی زبان نیشتر ہے مری فریاد کا اولٹا اثر ہے
۲۲۷	نبا ہے گا کھان تک تو بہ سلیم فرشتہ کچھ نہیں آخر بشر ہے
ساتہ غیرون کی لمبی شمع سربانی آئی پہلی انکار تھا پرنید ہوئی مانع وصل ماہری حوصلہ ریت مسمی چپکے چھیڑتا تھا نہیں ہزار پس مرگ کھان	کیا جلن تھی کہ حد پر بھی جلائی آئی وہ حیا جب ہی پایو بہانے آئی ملک الموت کی ہم نماز اوٹھائی آئی آنکھ جب بند ہوئی شکل و کھانی آئی

کھڑی کچھ کام نہیں چور کی کھڑا پیرک

داغ بدنامی وحشت میں مٹا رہے آئی

ہوں وہ گمراہ مجھی وحشت جہنم میں

غول بن بنکی خضر رہ رہا ہے آئی

۲۲۸

۱۱

ہنس ہنسکی غنچہ ہای چین کو ہنسائی
احسان چارہ گر کی حیا ہی اگر تھیں
حسرت کو درو پیکس کو داغ فراغ کو
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہر و
ہر دم میں ہزار طرح کے شکستے
خدا و بعد مرگ بھی اس پر زینت ہے
آخر حصولِ محبت دیوانہ کچھ تو ہو
فصحت اگر وہی فتنہ آشوب ہے رشتہ
رنگین مزا جیون کی ٹکس او بچی اثر
اسدی فنی وقِ لطیف ستم کہہ پا ہی مل

گلشن میں چل کی کج کوئی گل کھلائی
اک مانتہ اور بھی نہ مری جان لکھائی
کس کو ہجر یار میں چلے تے لکھائی
ہوتی ہی صبح شیشہ و ساغرا و شہنائی
کبتک پہر ایسی زخم جگر کو سلائی
آب بقا میں خج بند قاتل سلائی
دربان کو نا اہل سلاسل سلائی
دو چار ناز اور سحر کی اوٹھائی
پای خیال یار میں ہندی رہا ہی
کیچی نہ شکر لاکہ اگر زخم کسائی

تسلیم کیا پڑی ہی کسی ہوفا کو آپ

دل دی کی روز ناز تمنا اوٹھائی

۲۲۹

۱۲

غیر وں کتنی ہیں نہ نصرت کہاں چلے
کیا پوچھتے ہو نصرت جانا کی حسرتیں
ہنگامِ نشوع ہی نہیں کہ غفلت مزاج
حسرت ہی مثل سایہ رہی ہلکوں کی

یوسف نہیں جو ساتھ مری کاروان چلے
مثل مراد آئی تھی مانند جان پہلے
اب تک خبر نہیں کہ ہر آئی کہاں چلے
اک دن سہراوٹھا کی تہ آسمان پہلے

ہوئی وصل میں لب جان بخش کی لی
 دیکھا تھا چمن کہ ہوئی ہم اسیر دام
 یہولی نہ بعد مر بھی ہم سرکشوں کی ظلم
 دیکھا کی کسی نی ندیکھا کہے ہمیں
 تنگی دل کو دیکھ کے کہتے ہی آرزو
 اب ہم ہیں یا کنارِ سحر یا جو ہم پاس
 موت گئی مجھی ہتھا ہو کی جاکے تھی
 دنیا خراب کو پر آشوب وای سخت

سرچشمہ حیات ہی ہم نقشہ جان چلے
 لے کر سو قفسِ ہوس بوستان چلے
 لیکر تہ زمین کا آسمان چلے
 ہم اس جان ہی صورتِ عمرِ زمانہ چلے
 بیٹے کھان کوئی کھان بھی کھان چلے
 احباب کی بیٹہ رہی نوحہ خوان چلے
 گویا کمان کی طرح کہتے تیرسان چلے
 آئی تو کس جان میں چلی تو کھان چلے

کستی ہیں لاش کو مری کفنا کی یاس تے
 تسلیم نہ چھپائی ہوئی تم کھان چلے

۱۲

۲۳۰

خاکساری ہی ہماری یہ زمین پیدا ہوئے
 ہجر کی شب آنے میں سو سو طرح کی ناز ہیں
 پرگنی کسبِ ق و ش کی جانب پہلو نظر
 خاک میں مچکولاتا ہی جو مثل نقش پا
 آرزوؤں کی اوٹھائی ناز جو جو کیا ہیں
 پھوپھ شمنان بستکیں تڑپنی دو مجھے
 بسکہ تھا آغاز میں انجام ہستی کا خیال
 نا امید ہی ہیکسی حسرت کدورت پیدا لی
 مٹو مٹاؤں خاک سنگ اسے ستان سنی میں

دو دہل ہی صورتِ چرخ برین پیدا ہوئے
 میری قسمت کے اجل ہتی زمین پیدا ہوئے
 پہر ہی بیتابی دل ہمنشین پیدا ہوئے
 کیا عداوت تجاوی چرخ برین پیدا ہوئے
 نا امید ٹی لمین جب تک تو نہیں پیدا ہوئے
 بیقراری تم ہی بڑھ کر دلنشین پیدا ہوئے
 نیستی کی پردی میں روح حزن پیدا ہوئے
 اک نہیں ہی تیر ظالم کیا نہیں پیدا ہوئے
 تیری جو کسک لہی میری جبین پیدا ہوئے

<p>ابتو جو عالم ہوا ای زندگی اچھا ہوا تو جو کچھ ہون ہوں اپنی تکیہی و ناہی یہ</p>	<p>پہر قیامت کبھی نہ کہیں پیدا ہوئے تو تو مجھے ہی سوا اندر کہیں پیدا ہوئے</p>
<p>۲۳۱</p>	<p>سخیہ کر تسلیم کیوں کر ہے تکلیف نگو چاک ہی ہوئے کو میری استیں پیدا ہوئے</p>
<p>جہاں آساکہوں بہاگی کیا اپنی قسمت کے گرفتار جنوں عالم میں عشق و حسن و نون ہیں ہنسے زخم جگر کس جو طلعت کے تصور میں زمین و آسمان و نون و بالا ہیں نالوں سی بھٹی کل ہو اہی مہم ہی لٹیاؤں کی تنگی سی مصیبت سے ہوا پیدا ملا بھی خاک میں غم سی</p>	<p>کہ میں کہتا نہیں ہیں حکمت کا غم حسرت کے یہاں تو پتھر ہی ہیں ہاں زنجیر منہ کے کہ ہر دم دی گاہی پوئیم باغ جنت کے مری غصہ میں شیلید خاک ہی شربت حیات کے جہاں آسالی ہی پتھر ہوں حسرت اپنی موت کے مری ہستی نہ ہی ہستی نہی گویا شک حسرت کے</p>
<p>۲۳۲</p>	<p>پس من بھی ہی تسلیم کرواں من و حشت میں گولابنگی پرتی ہی ہمیشہ خاک تربت کے</p>
<p>وہ سر آج ای قاتل تیرے دو دم آگے یہاں تک مثال و از جبر شتاق منزل ہوں کوئی تم شہر بنگی محشر میں ملتا ہو تو آملنا سکھائی لکھو محشوق مری بزم مزاجی یہی بیزیر مری قاتل ہی کہ یان آکر ہنسنا دیتا ہی مثل زخم ہوتا زکاوش ہی مقرر آج کچھ ہونا ہی اپنی تیرہ تختی سے</p>	<p>کہ جسکی تو نہ کہا تھا کہی ہوئی قسم کے کہ چلتا ہوں میں اپنی کاروان سہی قدم کے قصا کا ساتھ ہی عمر و ان چلتی ہیں لگے نتہا ابرو میں باقی اپنی تہا رفون میں خرم کے نہ جی چلنی کو کہتا ہی اوہتی ہیں قلم کے شرکتا تھا یہ طیف تراؤ وق ستم کے کہی ایسا نہ کہتا تھا شہ قوت میں لگے</p>

فریب سادگی کی شکیلافت ہو کیا دل کو
نہ ایسا ہو غافل ہوتا تھا سمجھی تھے ہم آگے

نہ

۱۲۳۳

آفت دردی نہرت ناسیراوس فتنہ آیا تم
کہیں باہم سیار و ناز بہ کیونکر نہتے
نوجوانی میں خیالِ محو پیرِ خوب ہی
اک بہارِ تازہ کی فرقت میں مہرِ تہا ہوں لہو
کیا مقدر فی فشارِ قبر سی ناوہم کیا
مرگئی ہیں اکبت گل پر ہیں کوشن میں
آج تک محروم بیانِ پنی نہ ہم ہر کچھ چہن
اسیلی کچھ محو کی آرزو ہی بعدِ مرگ
بہن ساقی سہی کیونکر جی بہ آئی در تہ

چو زوی نہ میں جگہ غالی ہماری تہا
مکھو پیرِ شہ کی خو عادت نہ میں شہ کام
فکر نہا چاہی ہی آغاز میں انجام کے
نکا لائی ہیں محبت عارض کلفا کے
لائی تھی کچھ کچھ میں آرزو آرا تہ
چاہی چاویہ ہماری قبر پر پہو لا تہ
وکی تھی صبح ازل کو شکل کسنا کا تہ
پہر ہی کیون نہ موت چرخِ ازل قیام کے
تا ہی کیون آج بھی ست میں غالی جام کے

کیا کہوں کیون آئی آتی پہر کیا وہ شک ہر
یہ بھی ہی شہ بھی گرو شش ایام کے

۱۲۳۴

۱۲۳۵

تو شش غم جو دکھائی ہوتی
کیا بھی حسرتِ گشتِ حنائی ہوتی
نکستل میں ہی تنہا جولا فی ہوتے
ساقی اکدن تو ہی سہج پلائی ہوتی
مارڈالالبِ عجب از ناسے ورنہ
بیٹہ ہی ہتی اگر خونہ قسمت تیری

آہ فی عیش کے زنجیر پلائی ہوتی
پاؤں پڑتا ہی تو وہ ہاتھ نہ آئی ہوتی
خونِ بسمل میں نہا کر نکل آئی ہوتی
آگ سی آگ لگی دل کی بھجائی ہوتی
آج منہ کی ملکوت فی کھائی ہوتی
صفتِ شمع ہی آبلہ پائے ہوتی

کر نہ تھی طاقت دیدار شے شکل کلیم
 جستجو میں تری ہم پرتی بکولی طرح
 کوئی صحرانہ ملا جو شش و شست چمن
 شور و خیر جگانی ہی غرض تھی جو تھی
 نوحہ خوانی کو عناد اس مردن آئی
 تہا وہ محروم شمس جو تہنا کرتا
 جاتی گلشن کو اگر تم تو سپہ ہتھال
 فاتحہ پڑھتے ہو وہ ہاتھ پیر رکھ
 تہا وہ بکس کہ مری غم میں بختک ہر
 دل کی حرفوں کی طرح تھی ہی اونکی ہفت
 میں جو گشتہ بیابان جنوں میں جاتا
 کیا نہ کہتی دل صد چاک کی چشم بلیل
 ایسی ہی کیفیت ہم پر کی سائی جاتی
 کسکو تھی تاب نفس جان ہرک کہ تھی
 دیکھتا چپ ہی توصیا و سنگری بھی
 ہجر میں سب ہی تھی وعدہ خلا فی طلب

تمنی آواز ہی پردی ہی سنائی ہوتی
 خاک ہی ہو کی سدا خاک اورائی ہوتی
 خار ہوئی کہ مری آبلہ پائے ہوتی
 بخت نہ تھی مری تو اورائی ہوتی
 عوق گل ہی مری قبر سائی ہوتی
 مرکب شبنم ہی مری کام نہ آئی ہوتی
 بوی گل پردہ گل ہی گل آئی ہوتی
 شمع شربت مجھی انگشت خنائی ہوتی
 خاک اورائی ہوتی سر پائل آئی ہوتی
 ملتے باطن میں تو ظاہر میں جدائی ہوتی
 خاک غم سر پہ بولون فی اورائی ہوتی
 گوش گل کو جو سر شنوانی ہوتی
 تنہی ہی رفتی چھٹ ہی پلائی ہوتی
 دیکھ ہی میں جاسیری نہ رہائی ہوتی
 بچہ نہ کچھ تمہیں فریاد لگائی ہوتی
 وہ نہائی تھی اگر موت ہی آئی ہوتی

تم فی کیا حال کیا دل کو جلا کر سلیم
 آگ اس سوزِ محبت میں لگائی ہوئے

۲۳۵

کیا مجھ کو آفتاب قیامت اثر کرے

و لسوختہ وہ ہوں کہ جہنم حذر کرے

بت بٹکیا کہ رازِ محبت عیاں نہ ہو
کیا پوچھتی ہو حالِ دروغِ ساق کا
یماں کی جناب کی دلی میں کہل گئے
دیکھتی رو سیاہ زمانی میں باجمال
یہ بھی لکھا نصیب کا در نہ جو ہم شوق
ممکن نہیں کہ ہو دل صد چاک کا جواب
مگر بھی رفعتیں میں دل سی نہ کم ہون
دو دن کی زندگی ہی اسیرِ عینِ لیب
بہولی ہوئی ہیں کیوں گل و لیلیٰ بہار پر

میں کیا کروں جو بخیری خود خبر کرے
اسم ہی جو شامِ جدائی سحر کرے
آنسو وہ کیا ہی جو سرِ شرکان تر کرے
پیدا نہ شکل بدر ہلالِ سپر کرے
بظن ہو مجھے غیر کو پیغامِ برے
غنجہ ہزار رنگ سی ٹکڑی جگر کرے
وہ خاک ہوں جو دیدہ اختر ہوں گھر کرے
فکرِ فتنس ہی کہ غمِ بال پر کرے
کوئی تو ملی ثباتی شہم نظر کرے

تسلیم پنے حال میں ہر دم ہی بستلا
فحش کیا ان نصیب جو کسبِ ہنر کرے

۳۳۴

سوزِ دل کہ کھلی تج کو خونِ دلاؤں تو
آج امی قاتلِ قہرِ تیرے ساؤں تو
زہر کی لیتا ہی ہر دمِ فصلِ گلِ فی تو
اب تو ہنستے ہیں ہنسیں میں گمیری حالِ
وہ کو تو ہو کی بظنِ مجھ سی لی عہدِ وفا
تو بھی کوئی کہیوں میں کہی صورتِ تو
اس قدر گروں میں وہی پاؤں تو آ کر پرے
تیرا کروں بوسی لی کرے غلغلہ

باتوں باتوں آگِ پانی میں لگاؤں تو
آبِ پیکان سی لگی دل کی بجاؤں تو
آپ گردوں تج کو ہی زاہد بناؤں تو
بخت کے بگڑی ہوئی اک دن بناؤں تو
روزِ تیری سر کی جوئی قسمیں کہاؤں تو
بگڑی شکلِ خوابِ آنکھوں میں سماؤں تو
سراوٹا کر خاک میں تج کو ملاؤں تو
ارغواں کو مسل میں جس بناؤں تو

۱۴

جو بھی دیکھی تیری محفل میں ہر دلی
وہ کروٹ لے کر سٹارنگہ سی اور جامی
تو نہیں ملتا نہ مل میں وہ شمع جلتی
بی نفع ایسا ہوتا تو سوچ کر ویا کرے
تو نہیں آتا نہ آ میں بھی شبِ قمر
رات ہر چہرہ ہونے سونی ہون گھڑی بہر
گر تو ہوتا ہی مری نقش قدم ہی بد گمان

یہ شکار کی طرح طوفان اوٹھاؤں تو
ہوش میں تھکوت بہوش ملاؤں تو
پیری خنجر کو گلی اپنے لگاؤں تو
گوشہ دل ہی ہٹا کر یا جاؤں تو
دراغ ناکامی کو سینے سے لگاؤں تو
بخت شمع کی طرح بجو جگاؤں تو
بوی گل شکر تری کو پی ہوں تو

کم طریقت میں ہیں یہ کلمہ ای مرے
نم تو کیا ہو خضر کورے تا بتاؤں تو

۲۳۴

۱۱

شہرِ عالمہ مثل دودھ ہوا ہی ہنس رہی ہے
میں میں جہان میں جہان جہاں ابھی ہے
اندری وسعتِ قفس تنگ بعد مرگ
رونی سی قوتِ بصری اور بھی بڑھ ہے
میں آئینہ ہوں ظاہر و باطن مرا ہی ایک
دونوں وصال یار میں آگے ہیں چراگے
عشرت ہی بنی ثبات کی سامان ہے
جیتک ہی زندگی بھی شہرت کہا نصیب
جاؤں گا چور کر قفس تنگ میں کھان
خالی نہیں ہی زخم سی پہلوی لفظ ہی

دوخ کنارِ غنہ رواغ جگر میں ہے
میر شہار حلقہ بسیرن در میں ہے
تن ہی گل کی روح نہاں بال پر میں ہے
عینک کی طرح اشک کی چشم تر میں ہے
دل میں بھی جلوہ گر رہی جو نظر میں ہے
حسرت نہ دل میں ہی نہ تنہا جگر میں ہے
خندہ دلیل گریہ ماتم شر میں ہے
وہ زلفِ شام ہوں جو کنارِ بحر میں ہے
صبا کو کس لیے غلشن بال پر میں ہے
پیدا اشکان غم جگر ہر جگر میں ہے

تسلیم کی نسبت قاصد کی گفتگو

سوسوں کی پختی ہر خبر میں ہے

۳۳۸

۱۵

احسانِ عشق میں شگفتہ کا کیا ہے
 ناراضِ شہادت کیوں ہو جی ہر دم
 گم کردہ کاروانِ ہون آوار کی پیر
 ملک کے بعد دلیں ناصح کے رحم آیا
 اب وہ نہیں مٹا دم کس کو دی ہی ہو
 فصل بہار آئی و عطر کتابت کردی
 آئی قیامت آئی پروا یہاں کسی ہی
 سچ و نشاط باہم پیش نظر میں ہر دم
 مونس سی لہن آئی اور سچ خود نائی

یہ داغ دل رہی ہی جو آپ نے دیا ہے
 کس میں مصیبتوں ہی اک آبلہ پڑا ہے
 گڑھتا ہی ہون جہنم کا زیادہ کر دیا ہے
 دیتا ہی مجھ کو تسکین ان کو منار دیا ہے
 جاؤ تو حرمِ اب میں ہوں اور خدا ہے
 تو یہ کی ملی اب تو کچھ اور حوصلہ ہے
 خوابِ بحد ہی اسی ول کو بن جا گیا ہے
 ہر بخیر گریہ گریان ہر زخم ہنس رہا ہے
 گویا کلیہ ہونا اقبال غیر کا ہے

تسلیم ابے کو جانے دو بیوفا کو

تکرار ہے اسباب کا کچھ اور مدعا ہے

۳۳۹

۱۵

کچھ تو ہو تسکین دل ہر دم کے سامنے
 دی ہی گئی کیسی مرگِ غریبان کی خبر
 اپنی مٹی کی جین تھی وہ ہی کچھ بچتا کی آج
 واہ کیا شوقِ شہادت کچھ پہلی سب سے ہم
 وصال کی گئی دعا اہلِ مسم کے
 مانع کا ہر شہنشاہ فیضِ حنفی کی طرح رہا ہے

دفن کر صیادِ بیل کو چمن کے سامنے
 جائی گی سر پہیٹے اہلِ وطن کی سامنے
 منہ بنائی بیٹی ہیں گور و کفن کے سامنے
 سر جگائی بیٹی ہیں شیشیوں کی سامنے
 ماتہ پہیلا رہ گیا چرخِ کہن کے سامنے
 منقصل کرنا نہ مجھ کو گور کن کی سامنے

نئی وحشت آتا ہی نہیں جہاں چلتی
 ہما نہیں بے نشان اپنی ہم پر از عفتا ہی
 طلب کہتی تھی کل مثل شبنم اور کی آلتی
 نہ رہتا کفر و دین کا ایک پایہ عالم میں
 پس بچو وہی یہ پردہ دری ہر جان مضطر کی
 فقط آواز سن سکر وہ روئے نہیں و نہیں

کہ ویرانہ جہاں ہوتا نہ آبادی کھر ہوتے
 چھپاتا آسمان جتنا ہم اوتنی نامور ہوتے
 اگر بالفرض تم امی مہر سیا چرخ پر ہوتے
 خدائی وطن و فہم ہو مریجان تم جد ہر ہوتے
 قیامت جلوہ گر ہوتی جو تم پیش نظر ہوتے
 خدا معلوم کیا ہوتا جو نالی یا اثر ہوتے

امیر اس وقت کی تسلیہ سب اہل جاہل میں
 ہنر کی قدر حرکتی کہ خو کو بھی باہنر ہوتی

۲۲۲

ط

گورتک شرمندہ یار این وطن بھی جائیں گے
 دہونی نویس ہر کوئی قتل و بھی حشر میں
 منہ لگا ہی خوب عاشق تیرای قاتل نہ کہیں گے
 بعد مرین ہی تم کم ہو گا اسیرے کا مزا
 لاکھ دشمن پابان ہی ہم قتل لکین
 سوختہ قسمت نہیں مثل شمع کشتہ و فغ
 منہ نہ کلائیں گے کوہیں گے نہ شہم کل خزان
 امی ان یوانہ امید رہائی کس لیے
 کاوش صیاد و جور باغبان خار خزان

منہ چھپائی ہر جاں کفن ہی جائیں گے
 خون کی وہی کہانتک پہرین جائیں گے
 اکہان بیکان میں نہی خم کہن سے جائیں گے
 آفتن و چارہ پروڑ کر چمن سے جائیں گے
 یار کی دستک کسی حلی ہی فوج جائیں گے
 نور کی تر کی تمہاری انجمن سے جائیں گے
 بوی گل کی طرح چپکے چمن سے جائیں گے
 پیچ و خم کا ہی کو زلف پر شکن سے جائیں گے
 کیسی کسی ہی دل لیکر اس چمن سے جائیں گے

دیکھنا تسلیم اپنی اعتقاد پاک کو
 خلد میں جسدن طفیل بختن بھی جائیں گے

۲۲۳

ط

ناز بڑاری میں گزری شبِ دلِ شاو کی
 اتنی کی نہیں ہی بڑھ کر تھی ہن جگہ
 فوج ہو کر خون ہی بلبل فی پیدا کی بہار
 کس قدر تھی جو ہر عاشق کشتی دل کو پسند
 شورِ میتابی تو رہا کر چکا تھا شکر ہے
 روح جب گہری نکلی تل گیا تن خاک میں
 لوٹ میں چپین ہے فکرِ دام میں صبا و
 تیرہ روزی کیا کہوں قسٹِ لاوت دیکھ کر
 حشر کا وعدہ ہی زیرِ خاک چشمِ وہی میں
 دم ہی جب تک چار دیواری عناصر ہی بہا
 سخت طینت کا شریک حالِ ناظر ہی
 رشک بیجا دیکھنا آیا جو حرفِ آہی
 داغِ دل کی ساتھ بی برگی بھی نرم ہی
 اس قدر جینی سی تنگ یا تھا میں جب گیا
 آج کیا ہی کس لی نو کرو فانی بار بار
 گردشِ خنجر سی پہلی مر گیا میں خستہ جان
 خاک ہو کر ہی ہی باقی ہی نہ رہا سخاوان

تھی کہی ہنٹ محوشی کی کہی ہنٹ یادی
 پیاری سپا کر صو تیرا فست ہن دم او کی
 بوی گل تھی ہن کلیاں امن صبا و کی
 تیغ بنوا تا ہی قاتل تیشہ ہنٹ یادی
 آبر و رکھ لی محوشی فی مری فریادی
 خانہ ویرانی فی کیا مٹی مری با و کی
 کون وئی پیکسی پر بلبل ناستا و کی
 اوڑ گئی رنگتِ صبح مبارک با و کی
 دیکھتا ہوں آہ اپنی ہستی برباد کی
 خاک اوڑتی ہوگی اکدن قصرِ بنیادی کی
 بن گئی تیشی سی خراجان پر ہنٹ یادی
 ضبط سی کیا کیا لٹ غلاموش فی فریادی
 لالی کا سینہ ملا قسمتِ شمشاد کی
 شورِ ماتم فی اوار رسم مبارک با و کی
 سچ کہو کس سی ملی کسکی طبیعت شاد کی
 رہ گئی منہ دیکھ کر حسرتِ دل جلا و کی
 جل ہی ہی شمع اپنی خسانہ برباد کی

حسن بندش میں تلاش معنی نو خیز میں

چاہی تسلیم تجھ کو پروی استاد کی

اسیرِ بزمِ لائی گلشنِ ابرو میں قسمت
 میں کسکو غیر محبوبِ نونِ اپنی میں محبت میں
 لہو کی تختہ بندی پھر زبان کیا تنگی کہوئی گے
 ہو لایا محبتِ تاجِ جنس نے رنجِ اسیری کو
 تمنا ملے کاموں کا تبستِ شیریں بیانی سہی
 مٹیں گے خاکِ اپنی داغِ عروسی قیامت کو
 نہ رہیں آملی پہوتی ہوئی قسمتِ خیر کیونکہ
 نکالی گا کوئی کبکٹ لے لے لے سی پیکان کو
 سناجِ خانہ باریقی بلبل اک تماشا تھی
 نگہِ رخِ رخِ غمِ می ہم بہرِ غلشِ اپنے
 عزیزِ قافلہ وہ ہوں جو کم ہو کر میں باداؤ
 یونہیوں لہتی جھکاتی عمرِ دورِ زہ کدر جائے
 پڑا ہی آج سا کیسے کی اس کا کہ مدفن سے

وہ بلبل میں غمِ سی ہم لہی اپنا قفس نکالے
 نہ غم نکلی نہ جیتی جی مرئی ل سی ہوس نکالے
 یہ وہ جامہ نہیں تہیں سیر جی چکی پھر میں نکالے
 ہزاروں شبنامی باغِ مہمان قفس نکالے
 فی قلیان سہی ہی ہند میں مکین کی رس نکالے
 وہاں کی خار تو لسی ہاں بنکر ہوس نکالے
 کہ سیری پاؤں چسپی بھی سوا بی دسترس نکالے
 جو سو میں ایک ہی نکلی تو یہ لاکھوں برس نکالے
 جو کیا اشکِ گلوسنی نکلی کچھ خار و جس نکالے
 ہمیشہ سینی اٹھی لچھی ہوئی تارِ نفس نکالے
 دریا چاتی کو پٹی ٹھونڈ مہنی بابک جس نکالے
 نہ ہم نکلیں نہ مینا فی سہی ایسا ہی جس نکالے
 گریبانِ کفن کو پہاڑ کروست ہوس نکالے

گلی مل ملکی ای تسلیم روئی خوابِ پس میں
 قفس سے چوٹ کر جسمِ اسیرِ جنس نکالے

۱۳

۲۴۴

ہم تو ای چرخِ چرخِ اس سہی ہی سوا دیکھ چکے
 پس تجھی او اثرِ آہِ رسا دیکھ چکے
 آپ ایسا مجھی کیا بھی تھی کیا دیکھ چکے
 یہ بھی مدتِ فی ہم آبلہ یا دیکھ چکے

عشقِ بے بینِ فطہ جو رو جفا دیکھ چکے
 کینچ لایا نہ کہی او سکوری بالین
 دل سی کہتی ہیں ہی حوصلہ بیتانے
 نجد اک دشت ہی رو کردہ دشت اپنا

<p>ابو خست می رہ ملک عدم کی قاتل نا امید کی سہنائی ہی شبِ قہر میں تشنہ کامی کی لپی کسکی نہیں کی منت اب کسی اور کو پا مالِ منت لے کے دل اسیرانِ قہر کا نہ کسی دہن سلا شوق در پردہ ہی دلیلیں کہتا ہی سوال نازک اندامی جانن کی خبر کیا لیکن جہرِ گیسو میں کوئے وجہ تسلی نہوا</p>	<p>خوب ہم گرمی بازارِ قہر کا دیکھ چکے کیوں فریبِ اثر دستِ عاویہ چکے تجھ کو بھی سب دہم تیغِ جفا دیکھ چکے دیکھنی تھی جو ہمیں ناز و ادا دیکھ چکے نکمت افشانی و امانِ جہاں دیکھ چکے انتہائی ستمِ رسمِ حیا دیکھ چکے بار بار نقشِ رگِ تارِ قہر دیکھ چکے مشکِ چینِ شکِ ختنِ مشکِ دیکھ چکے</p>
--	---

۲۳۸	<p>شمع افروزیِ مضمون کے بدولت تسلیم بار بار جلوہ برشمِ سرا دیکھ چکے</p>	۷
-----	--	---

<p>ہیں ٹالہا ہی چند غول کا بہانہ ہے مرکز ہی اپنی تیرہ نصیبی ہی اوج پر خالی نہ بعدِ مرگ ہی مہر سی جہان ہوا نالہ کچا ہی ل ہی خفا شوق ہی اس سر پہی کٹا کی خدمتِ دشمن ضرور ہے مجھ سخت جان کے قتل ہی جلدی ملاؤں غ</p>	<p>عاشق ہوں میں مزاجِ مرثا عراۓ ہے بالائی قبر و دو جگر شامیانہ ہے گو میں نہیں تہن ہوں میں لافسانہ ہے تو کیا بدل گیا ہی کہ بلا زمانہ ہے قاتل کی ساتھ ساتھ مرا خونِ آہ ہے قاتل پر آج فرضِ ساز و گمانہ ہے</p>
---	---

۲۳۹	<p>استاد سیکڑوں میں فنِ سحر میں مگر تسلیم اپنی طرز کا تو بھی بگاڑ ہے</p>	۹
-----	---	---

مرکزی مضطرب ہی لانِ جہان کی اسطے	یہ جبریں لانِ ہی اپنی کاروان کی اسطے
----------------------------------	--------------------------------------

ہم نشین کہ لکیر کیا میں خنجر سوزِ بھر سے
سرخ رو کر نا آئی آج مقتیل میں مجھے
ہم صغیری سی ہوا ثابت مجھی صیاد کی
غیر کا افسانہ سننی کو نہ تھی نازک مزاج
کم نہیں ان بٹائی ستہ مزاجوں کو وطن
دفع کر دینا مع زنجیر مجھ کو تیرے
دور میں تیری ہر لمحہ و سانہ جو جیت ہی

ہو اجازت نالہ آتش فشان کہو اسے
یاد قاتل فی کیا ہی امتحان کہو اسے
ہمزبان ہوتا ہی دشمن ہمزبان کہو اسے
دروہر ہوتا ہی میری دستان کہو اسے
باعثِ وحشت سے تن پھر روان کہو اسے
چاہی ہی مانِ وحشت کچھ بیان کہو اسے
کچھ تو ساقیِ رحم کر پیرِ مغان کہو اسے

فصلِ گل آئی خزانِ تسلیمِ گلشنِ سہی
چُن ہی تھی تنگی بلبِ آشیان کہو اسے

۲۵۰

گری ہی علی دت تکرار ہنستے بولتے
ستے تہنا باغِ عالم میں گل و بلبل کی طرح
ہا ہی کہتی ہر غضب لائیں گے تیری مدعی
میری قسمت سے زبان تیر ہی گویا میں
دل لگی میں جس ریشل کچھ کل جانی تو ہی
کچھ سب بھگوانے بی سب ایسا نہ تھا

منہ کی اکدن کہا میں کج اختیار ہنستی بولتے
بیشکر ہم تم کہیں ہی بار ہنستی بولتے
دیکھ لیں گی گریں دیوار ہنستی بولتے
ورنہ کیا کیا زخم دہندار ہنستی بولتے
بوسی لی لیتی ہیں ہم و چار ہنستی بولتے
چہر کر یوں آپ سی اختیار ہنستی بولتے

آج عذرا اتنا تسلیمِ کل تک یار سے
آپ کو دیکھا سر بانار کہنتے بولتے

۲۵۱

دل ہم آغوشِ خیالِ بٹ لنگ ہی ہے
چاک ہوئی می ہی کو جو نہیں ہی امن

ساتھ اس شیشی کی پیلو میں ہی سنگ ہی ہے
ننگِ وحشت بھی گریبان ہی جنونِ تنگ ہی ہے

<p>نہر جا اور بھی می ہوش کہ تیری ہمراہ تو کشید نہوای گل چمن کی نعیم کچھ نہ کچھ نہ جوئی نہ پٹی کی گھڑوا</p>	<p>شوق پرواز میں چہ کامری رنگ بھی طول قامت کے سوا سر چمن رنگ بھی سب سے جو بھی الہی نہ ہو رنگ بھی</p>
<p>۲۵۱</p>	<p>سہراں میں تو ہزاروں ہیں مگر ایسی کچھ دوست سے صاف ہی تو تھی شفق کی ایک بھی</p>
<p>خال تیرے دل تیرا ہی رہ نظر آیا مجھے کسنی پہل کو سناوی نصرت گل کی خبر چشمِ عبرت ہیں یہی چشمِ غم کو کیا وقتِ غم پاؤں پہیلا کر جو پایہ پر نہ چو کا حشر تک ویکھ کر موتی تمہاری کان کی ثابت ہوا چشمِ فشان فی جوارالب فی زندہ کرو یا کیا اول ہی صدمہ تیرے پیر میں خلوں تھا جب اوجِ حشری کو تیرا خیال زلفِ تی غیر سے ایسا کیا یہ انکی پیشی ہوئی کیا عداوت تھی مری آرامی بعدِ مرگ آہِ حسرت سے ہر کس بدی کی شکل سرو آج تو فی ہا یہ سلاخی پلائی جو شراب بوسہ ابرو کیا کرتی ہی اوڑھ کر زلفِ سیا ابھی سہنی ہی لگا کر تیرے دل فی کسا</p>	<p>کعبی کی محراب میں ہند نظر آیا مجھے ہوٹل رنی میں برنگِ بونظر آیا مجھے ویدہ نکس میں بھی سنو نظر آیا مجھے پہلو دمن تر پہ سلو نظر آیا مجھے اتھر شام شب کیسو نظر آیا مجھے منفعل عجازی جاو و نظر آیا مجھے عمر بہ خالی مرا پہ سلو نظر آیا مجھے حلقہای و ام میں آہو نظر آیا مجھے نثر عاری طلع ابرو نظر آیا مجھے ای فلک پر زمین بھی تو نظر آیا مجھے خواب میں کس کا قد و بچو نظر آیا مجھے جامِ جم ساقی مرچسکو نظر آیا مجھے سانپ کا دِ نظر نہو نظر آیا مجھے بعدت قوت بازو نظر آیا مجھے</p>

کیون ہمارا کب اور تھی ہو ہلال عید کے
مانع ویدار پایا واسطے کو عشق میں
سے تری روز قیامت کس قدر تاریک تھا
اگ پانی میں لگائی کشتی ہو کا پانی سرخ

دوست تو کیا یار کا ابرو نظر آیا ہے
بند کی جیب آنکھ سے تو نظر آیا ہے
آفتاب ششراک جگنو نظر آیا ہے
شکل پچالہ حباب جو نظر آیا ہے

غیر کو ساغرویات سے جسکڑی
جام اپنی عمر کا مسلہ نظر آیا ہے

۲۵۳

یاد سفر ملک مدل سے لگے ہے
اندھری نگہ بانے صیاد کہ ہر آنکھ
گر نقش قدم ہوں تو بھی مٹنی کی تمنا
ہر عقدہ کشا عقدہ قسم ہے ناچار
کو سوچ نہ چین شہیدان سے شفق کون
مٹ جای کہیں نہ ندگی و مرگ کا جھگڑا
شاید نظر آجانی سال رخ سیلی
گل ہوں تو جگر چاک تو بن ہوں پریشان
ہر گل صفت شعلہ ہی غنچہ ہے خگر
میں ہوں صفت آئینہ بجان تری آگے
یوں کس قسم رقیس ہے جو ہر وہیلے
کیونکر نہ ہنسید زخم و دامن ہنکی و مقل
مگر شبقت میں دم سبج جیا ہوں

ہر دم مجھی کو گور کی منزل ہی لگی ہے
چاک قفس تنگ عناول سے لگی ہے
ہو خاک تو اوڑنی کی مری لگی ہے
یہ بات مری ہاتھ انا ل سے لگی ہے
یہ گئی نہی خنجر قاتل سے لگے ہے
ای تیغ جفا بتو یہی دل سے لگی ہے
ہر آنکھ مری پردہ محل سے لگی ہے
ہر تک میں اکلفت غم ل سے لگی ہے
اک آگ تپ آہ عناول سے لگی ہے
جواب تو کہتا ہی ہی دل سے لگی ہے
کیا شرط غبار پس محل سے لگی ہے
شمشیر تری سینہ بسمل سے لگی ہے
ڈوبی ہوئی کشتی مری ساحل سے لگی ہے

۱۹

ایسا سرخون ہی نہ تھا صفت با بوس
دیتا ہی لپک ورنہ جگر بعد فنا سے
وہم لی خلش کو رنہ کس جام کی کہیں آنکھ
کیا کہتی ہو کیا بھول گیا میں وہم و حسرت
سویا ہوں شب وصل میں یامر کی یاد میں

یہ میری جہین ہی کہ سلاسل ہی لگی ہے
اک اک محمدین تیش و ل ہی لگی ہے
مشکل تو یہی ہی کہ جو شکل ہی لگی ہے
اک یاد تمہاری سو مری ل ہی لگی ہے
جب آنکھ لگی ہی مری شکل ہی لگی ہے

التدیری وحشت کہ پس مرگ بھی سلیم
جنت میں طبیعت می مشکل ہی لگی ہے

۲۵۴

چاندنی پر ہارو ماہر و پر چاند نے
داغ دیتی ہیں چمن میں فی تہی ٹون بھی
جلوہ گریہی لہ کر دوں لحد میں داغ دل
نیک ویت کی قید ارباب ضیاء کہتی نہیں
اب تو تنہائی ہی ہم میں خانہ تار یک ہی
کون ہر گردان نہیں ہی ماہ تیری عشق میں
لوگ کیوں کہتی ہیں تیرہ خاکدان دہر کو
غیب سے میری سیخانہ کی آرائش ہوئی
کستی اولٹی آج اپنی وی وشن نقاب
دیکھ کر آئینی میں رنگ پریدہ جنت میں
شب کو آئی صبح کو تیری طرح زحمت ہوئی
میں ہی مجھ کو محتاج جو سو دل چین

دیکھتا ہوں وصل کی شب میں کمر چاند نے
پہول خاکری ہو ا شعلے سی بڑھ کر چاند نے
دھوپ سے قسمت میری کمر میں باہر چاند نے
خار و گل و نون ہی ملتی ہی برابر چاند نے
دیکھیں گے جسد کما ہی کا مقدر چاند نے
دھوپ میں ہر وہوند ہی پہری شب چاند نے
دیکھتا ہوں میں تو گھر گھر چاند نے
پہر گئی مثل سفیدی ساری گھر چاند نے
ماہ مثل آئینہ حیرن ہی ششدر چاند نے
لطف تیری ہی کنارِ حوض کوثر چاند نے
تھی مقرر کوئی محبوب سمن پر چاند نے
خواب نخل کو بنا دی لوگ شتر چاند نے

سینہ چاکان لاشمن ہی بہلائی ہینا
آسمان ہی عی قاتل ہی میری خون کا
فوج وہ کرتی ہین ہین ہین ہین ہین

ہنسن ہی ہین ہین ہین ہین ہین ہین
ماہ ہی مگر گواہی فرو محضر چاند نے
بخشے گواہی ہین ہین ہین ہین ہین

ہون کہ اک پادشاہ حسن کا
چاہی ہی کیا مجھ کو تکیہ فرش بستر چاند نے

۲۵۵

مرنے حسن جان فدا کے لیے
چاہا دشمن کو دوست کی خاطر
تیغ ابرو کو دستے جہنم
آپ آئین گے میری بالین پر
استغفر اللہ سے دیے کہ آخر کو
ہامی رس شوق خاک میں مل کر
کیا نہا ہو گے تم محبت کو
ہمتو خود کچھ نہیں مریں گے کیا
مقتدر ہوں گے ویگننے واسے
کچھ تر بائے سے نامہ کہنا

مل گئی خاک میں شفا کے لیے
بند نہایت بنی خدا کے لیے
حیلہ و رکارہ ہے قصا کے لیے
منہ نہ کہنوائے خدا کے لیے
باتہ اوٹسا نا پڑا دعا کے لیے
ہو سنے بیچ خرام پا کے لیے
حوصلہ چاہیے وفا کے لیے
زندگے چاہیے قصا کے لیے
جائے جائے خدا کے لیے
بت نہ بننا فرا خدا کے لیے

کیا امیر شفا کہیں سلیم
پس پیا نہیں جو اس کے لیے

۲۵۶

منقل کرتا ہی کیوں ہی پر گریاں مچھی
ہو نہیں دیوانہ کسی کی عارض گل رنگ کا

رو چکی ہین جیتی جیتی سوئی آنسو بھی
ای صباور کا رہی بخیر سوج بو بھی

<p>ہنستے ہنستے ہو گئی ہنسنے کی آخر خوبصورتی یاد آتا ہے کسی کا تکیہ زرا نو مجھے</p>	<p>ہی سب سے ایتھو گھماتی ہیں لب باندہ زخم خشت بالین کیگو سر کو پوڑوں کیون</p>
<p>۲۵۷</p> <p>میں ہی ہوں ناز بردار وفا تسلیم نام کیا نہیں بچا آئی ہی بیروت تو کے</p>	<p>۲۵۷</p> <p>جینا اجل ہی کم نہیں ہے قفس مجھے آتا ہے کون قافلہ سالار اس طرف</p>
<p>کرتی ہی فوج آمد و رفت قفس مجھے بچپن کی سب سے صدائی جس مجھے گروں نہ وی سکا کہوئی چار جس مجھے جوش جنون معاف کہہ لی برس مجھے رور و دیہا ہی مکہ کی فریادیں مجھے بہولی نہیں ہی تنگی کیج قفس مجھے</p>	<p>وکیانہ آشیان چین و زکار میں فرصت طلب ہیں دشت روی کی صلے میں ہی خستہ جان اٹل تھا کہ روز حشر کیا خاک و دم لون بعد رہائی کہ آج تک</p>
<p>۲۵۸</p> <p>دو گز زمین مانگ کی تسلیم پر رخ سی کیا خاک میں ملا گئی سیری ہوس مجھے</p>	<p>۲۵۸</p> <p>کون کیا ہنشین تقدیر کا میری لکھا یہ ہوس کے تھی کہ مر جائیں وہیں شکل ہوایہ</p>
<p>کہ وہ بھی کہانی دستان قصہ گلایہ پہر فی آسمان ہی وہی قسمت و عایہ میں تیری اپنی جوش کے کہ دیتی ہی ہزار مری توبہ کی ضد سی آجکل ہی بار ساریہ مراول محسوس کہتا ہی نورایہ ہی ذرا یہ کہ شہور جہاں ہی یار کی دولت ساریہ تجہا ہی ہی ہر وقت ہو گیا محبت و قاریہ</p>	<p>وہ اپنی وعدہ دیدار قروا کو اوٹھا کہیں حجاب بیشہ میں غیب العنب ہی معنی فہم یہاں تک کہ نہیں ہیں کہ جگہ تباہوں خط اونکو اگر یہ طالب دیدار ہیں جہاں کہ وہیکو کہی آواز ہوئے زبان تک نام عشق کا</p>

خسرو پر و جانان اوین کیون باکین بہت ہمتا کی لیتا ہی جب فی حسین و لکو نہ لو ہاتھ نہیں و لکو حلقہ کیسویں رہی دو	کہ اپنی دین ملت میں ہی محراب عاید دوم بگانی دیتا ہی بوی آتش نایہ اوڑاماری گا اکدن آپ وز و حنا
---	---

خلاف طرز کی خوگرنتی تسلیم ہم پس

سقاظ خاطر احباب سی کہنا پڑا یہ

۱۹

۲۵۹

تہو کا او مژہ کی جو پیاری او اس کے اوسکی شمیم لطف سی کرتی ہی ہمسے کہنی سی تیری کوچہ جانان کو چوڑو نیں داؤر گئی تھی ہجر میں اسی کہ بعد رک دو دن ہی لطف ہتی ہی کیون کر پڑ ہیار و کہتا ہوں ہمیشہ میں چشم کو ہم سائی ہی سوختہ قہر کے قہر سے ابتک پہر انہیں طرف کو یار سے نیرنگیان حیات کی لیل ہیں چوڑو کہتا قدم نہ عالم ہستی میں ہول کر مانند شمع نور قشآن ساوگی میں ہی اللہ ہی ظلمت شب قہر کہ خوف سی شانہ مٹا رہا ہی عبث حلقہ ہی لطف مرغ سحر قہر کیا محسوس میں	گویا سنان تیرے کلچے پر آگے گلشن کے ای نسیم تھی ہی ہوا کے ایسی نہیں ہی ل کو مری ناصحا کے زیر سجد ہی آنکہ نہ میری ذرا کے آگی تو یوں نہ تھی کہی پیچھی پلا کے کسکی نظر انہیں بہت نا آشنا کے بھڑکی جود کی آگ کلچے کو جا کے حیرت سے ہاں نہ بر کو مری پیر کیا کے رہتی ہی تیری گہات میں جو قضا کے کہ جانتا کہ آتی ہی چھپی فست کے لوسی کی ساق پاؤں میں جسد حنا کے بہاگی جو یکسی مری سینی سی اس کے ان کفر وں کی دل ہی مہر خدا کے بنکر چہری کی نوک جا رہے صد کے
--	---

توبہ ہزار کی ہی مگر فصل گل ہے یہ	بہتر ہی ہوڑی می جو رہی ساقیا ملے
۲۱۰	<p>تسلیم اوستے کر دینی روزن بھی کہند اب کیوں کہ ہی ٹکٹکی سود و لستہ اس کے</p>
<p>کہہ تائی ہی ندان میں طبیعت کہی نہ سج ہر بات میں آنکھیں تو چراتا ہی میں سجھا مرنی کی تمنائیں میں سج گشتہ شبت و وز کستار تانہ خریداری ہی ہر حم لڑی آنکھ کیا خاک سنون ناصح مشفق تر ہی باتیں کچھ لکے طرح بیٹہ کہی ضعیف یہ بھی کیا آپ سے چپے ن بھی آداب جموشی ہر بات میں تکرار ہی ہر حال میں غصہ روتی کی ہی قابل نہ کہ اسوز جگر کی منہ پیری کی چلتی ہیں جب آتے ہیں مقابل</p>	<p>بہتر تائی ہی کیا کیا مری حشمت کہی نہ سج کچھ اور ہی ظالم تر ہی شبت کہی نہ سج پہر تائی ہی لسی شوق شہاوت کہی نہ سج پاتی نہیں اگلی وہ مروت کہی نہ سج کہنی میں نہیں مری طبیعت کہی نہ سج اوتھتی نہیں خاک ستر تروت کہی نہ سج دیتا نہیں فریاد کی نصیحت کہی نہ سج برپا ہی مری گھر میں قیامت کہی نہ سج آنکھوں میں نہیں اشک امت کہی نہ سج برگشتہ ہی مجسم مری قسمت کہی نہ سج</p>
۲۱۱	<p>انکار عبث و کہیہ چلی آپ کو تسلیم چپ چپ کے جہان جاتی ہیں حضرت کے تسلیم</p>
<p>کرتی ہیں کہی دیدہ گریان کہی نہ سج حشمت میں کہوں کشمکش ضعیف کا خیال حاصل ہی بھی ولت گریہ جو برابر تماشور تبسم جولے خم میں افسوس</p>	<p>تر ہی نہیں ہوتا سہر شرکان کہی نہ سج ہر بات ہی بیونہ گریہ بان کہی نہ سج لبریز گھر میں مری امان کہی نہ سج وہ ہی نہیں ہوتا ناک نشان کہی نہ سج</p>

لائی نہ کہیں تیج میں پرکاکل برہم تو ہی تو کہی سسہ نکالا نہیں ہر یون دیکھا ہو تو بٹلاؤخی خد اول پر خون کچھ تیری طرہ سے جو کی ہیں گلی پٹ	آتی ہیں نظر خواب پریشان کئی دن سے برہم ہی مزاج سگ جانان کئی دن سے وہ وہو نہ ہتی ہیں تیری ہیں پیکان کئی دن سے کیا کیا ہیں شیمان می مان کئی دن سے
۲۶۲	سیا وہی کیا مانع سے دیا وہی تسلیم خاموش ہیں مرغان گلستان کئی دن سے
بڑھ گئی می پنی سی ل کی تمنا اور بھی ایک تو میں آہیں ناصح پریشان خستہ جان دستان شوق دل ایسی نہیں تھی مختصر ویکہ وہ آئینہ کہتی ہیں کس کس ناو درویشی کی گھڑی ہر دم نہیں لیتا کہی کچھ تو پہلی سی ل بیتاب تھا وحشی مزاج	صدقہ اپنا ساقیا اک جام صہبا اور بھی دل کہا دیتی تھی پیری پیر چا اور بھی جی لگا کر تم اگر سنتی میں کہتا اور بھی کیون جی ہو گا کوئی مجھ سے سہا اور بھی جان سپر کہائی جاتا تھی سہا اور بھی نی تری نات گہرا تا ہی تنہا اور بھی
۲۶۳	دیکھتی ہی دیکھتی تسلیم وہ چہنے لگے بڑھ گیا پی پر دگی میں مجھ سے کپڑا اور بھی
کیا ضعف ہی سبک ہوئی ابی ان سبجے بارغ جہان میں بلبل تصویر کھٹیر سرج کیا خاک آئی نیند وہ عالم ہی جبر میں دیوانہ وہ ہوں سر کو جاؤں جو باغ میں مانتہ زخم درو میں خندہ نصیب ہوں	بار فلک ہی ذرہ ریک روان مجھے صیاو کا خطر نہ غم باغبان مجھے روتا ہی ویکہ دیکھی افسانہ خوان مجھے پنہائی موج خندہ گل بیڑیاں مجھے رکتہ ہی رنج زیر فلک شادمان مجھے

مانگاہی کسنی پوسہ بونکار زبان وک
 بزمِ جهان میں شمعِ خاموش ہوں
 ہمدرد ہوڑا نہیں دم بہرِ فراق میں
 برباد بعدِ مرگ بھی شمعِ جنوں میں ہوں
 کیا پوچھتی ہو شوقِ سیری کی بدین
 ساقی نہ پارسا ہوں زلہ نہ محاسب
 سر پہ سرِ شکاب دیدہ گریبان ہی ہو جزین
 ہر دمِ نظر کی طرح نظر سی انہاں ہوں
 لائین لائین تربیت بکسین بار پہول
 ہار زو کو سناہ لی جاتی ہے مدام
 مستی میں رخِ زمیں کی کتابوں گہ میان
 کہانی ہیں کسکی بات سی ظالمِ کلوریاں

دیتا ہی بات بات کیوں گلِ لیان مجھے
 مانند شمعِ کہنی کو دی ہی زبان مجھے
 لیٹائی ہی کلچھی سی داغِ نہان مجھے
 تقدیر سے بنا یا ہی ایک ماں مجھے
 یادِ قفس میں بھول گیا آشیان مجھے
 ترسار یا ہی کس لی پیروغان مجھے
 پامال کر رہا ہی مرا کاروان مجھے
 اب کیا کری گا خاکِ بی نشان مجھے
 قسمت سے شمعِ گورلی گلستان مجھے
 بنی است بار بھی ہی عمرِ روان مجھے
 ہنستا ہی کیکہ کیکہ کی پیروغان مجھے
 کرتا ہی آج قتل ترانگِ پان مجھے

تسلیمِ داغِ دہر میں فیضِ نسیم سے

کہتی ہی اخلاقی بلبلِ ہندوستان مجھے

۲۶۴

۱۱

ہستی ہی بعدِ مرگ رہائی کہاں مجھے
 میں خوج و مٹا ہوا ہوں مٹانی کی واسطی
 آزاد ہوں نشاطِ عالم سی بربکِ سرو
 آغازِ عیش میں نہ ہوس کہہ رقیب کی
 سو زور و زور سی کو پہنچن ہی بعدِ مرگ

بننا پڑا ہی داغِ دلِ دوستان مجھے
 کیوں ہونڈ ہوتا ہی چار طرف آسمان مجھے
 یکساں ہی سچ میں ہیں ہمارے خزان مجھے
 او بد گمان ابھی سی نہ بد گمان مجھے
 شمعِ حزنِ گہرا ہی ہیں میں ہی استخوان مجھے

افسانہ گوئی اور سب سے بچو اب کرو یا
کیونکہ کہانی تیرے ہنس پھینک زخم
وہ کم شدہ ہوں ہی عدم اضطراب میں
دریا میں کیا کہوں دم دیوانگی تدم
اتنا دل کی ہر صفت کی خاک تیرے سکون
اتنا دل کہانہ خدا ہی کا ہو رہوں
سبیا دنی غصہ کے لگائی ہی تاکہ جانک
پائی نہ جستجو صفت نقش پائی مور
کا ہنس سہی نشان ہوں عنقا کی طرح میں
باغ جہان میں طائر رنگ جنا کی طرح
مہمان نیم دم کا لگالی جگر سہی شمع

ظالم سنا رہا ہی مری کوتاہان مجھے
سہ رہے گدگداتی ہی نوک سنان مجھے
وہڑی گئی تھی ہونڈ ہنی عمر شان مجھے
تیرے بھرت کی لپٹی کی موج روان مجھے
سایہ ہی پائی مور کا بارگراں مجھے
تو جانتا نہیں بت نامہ زبان مجھے
ڈر سہی سس ہوا ہی مرا شیان مجھے
اتنا ہی خاک میں نہ ملا آسمان مجھے
پیدا ہو قدردان تھی ہونڈ ہی کھان مجھے
آیا نظر نہ خواب میں ہی شیان مجھے
پائی کی پر شہر کی طرح تو کھان مجھے

تسلیم کیا عقوبت عقیبی سی مین ڈرون
حاصل ہی آچین کو لسا آخر یہاں مجھے

۱

۲۶۵

عہد پر کرتی ہیں ترک ستم کی واسطے
استقداری باغ محرومی پہیلانہ یا ون
آرزو ہی مری ہی عشق کمر باقی رہے
وہ آئینہ ہی میں تصویر حیرت آشنا
ہمسفر جست ہو دم کی کی مجھ کو بہترین
بیخودی آہ طلب میں بن گئی غمی لاشیت

کچھ بہانا چاہیے ہوئی قسم کی واسطے
رہنمی تھی ہوڑی حکیم سینی میں غم کی واسطے
چاہی ہی اک ہمسفر ملک عدم کی واسطے
عیش کی خاطر نہ پیدا ہوں غم کی واسطے
جہنم فی شہر الیامشوق ستم کی واسطے
چاہی ہی اک خضر مجھ کو ہر قدم کی واسطے

<p>خاکسار و ہرین جانتگی ہم چڑ ہے حدی افزون عیش کاسان ہی ہی بیخامرک</p>	<p>کیا تکلف چاہی نقش قدم کیو سٹے بنگنی سٹ ڈاؤ کی دم پر دم کی واسٹے</p>
<p>۲۶۶</p>	<p>ترخ میں تسلیم کیون تین سنا تی ہو بھی حاجت افسانہ کیا ان خواب دم کیو واسٹے</p>
<p>صوت لفظ خموشی سخر آئی ہے ورود یو اسی کیون آج برستی ہی آج ای اہل آج تو موقع ہی اگر فرصت ہو دشت گردی میں پہلا کیا اوی مجھ شہیت</p>	<p>بیزبانی جو مری ہی وہی کو یائی ہے کیا کہیں تیر خبر مرگ عدوائی سے میں ہوں بیتابی تل ہی شب تنہائی قیس طرح نہ ہی مجھوں ہی سووائی ہے</p>
<p>۲۶۷</p>	<p>قتل تسلیم ہی کیون بندہ اور ظالم کس طرف بیان ہی کیا دل میں آئی ہی</p>
<p>مرجا میں کی اسی بلا ہی نہیں آتی بوی گل ترک کیا کہی ہوئی سی خبر کو عشق بت کافر میں غفلت ہی کہ مجھ کو فیصل سنن یہ ہوں مزہ سنجے اب قافلہ رفتہ کمان اور کمان ہم</p>	<p>وہ جاتی ہیں گھر کو قضا بھی میرا آتی تا کچھ قفسر باور صبا سے نہیں آتی واللہ کہی باور خدا سے نہیں آتی ای مرغ چمن تجھ کو حیا ہی نہیں آتی مدت ہوئی آواز داسے مجھے نہیں آتی</p>
<p>۲۶۸</p>	<p>کیا حال ہی سکی لہی راتوں کو سحر تسلیم تجھے نہ ذرا ہی نہیں آتی</p>
<p>ہر کڑی کریم طلب آیت و جانی میں ہے باغ میں چل پہر گل و بلبل کی ہیلیان</p>	<p>رات بہر پلو میں بارش عمار و جانی میں ہے ای صبا کیوں ہی پرتی چار چار ہی میں ہے</p>

وہل کی شائبہ اوم بہر لپٹ کر سورہین
گرم کہتی ہی مزاج سرور پیری کو شراب
سرد اعضا ہو چکی لب پڑ ہی ہی گرم
سینہ ہی اپنی لگائی رہتی ہیں گل لائے

عذر گرمی کا خیمہ شایہ جو جاڑی ہیں
نقطہ لب باوہ و جامہ و بوتیاڑی ہیں
آگ قسمت میں لگی ہی چلتی ہو جاڑی ہیں
قطرہ شبنم کی کیا کیا آبر و جاڑی ہیں

تہترانا ہی جگر تسلیم شہی شہر کرب

سخت کل دم کا آتا گا جو جاڑی ہیں

۲۶۹

۱

کیا کہی عن لب جمن ہی نکل گئے
ایسا کہاں فوج جو دیتا فلق میں مائے
ای جان شہباز کا صدمہ نہ پوچھی
مجھ کو دیا جو سال فی بھی میر فراق
گہرائی تھی فراق میں لیکن ہزار شکر

کیا سن لیا گلوں کہ نکت بدل گئے
اک جان تھی سو وقت پڑ ہی نکل گئے
وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سی ٹل گئے
سو سو طرح کی ٹل ہی تمنا نکل گئے
باتیں دل فی کہیں کہ طبیعت مہل گئے

تسلیم آج نکلتے وہی شاعرے

بڑھی ہو گئے مگر نہ تھاری ٹل گئے

۲۷۰

۵

غیر سی ملی بھی ناکام رہنے دیجئے
وہل میں سنکر گلی تقدیر کے کہتے ہیں وہ
تنگی کچھ فتنہ شاید پڑ گئی ہی ندی
کچھ نہیں بتکیں تو ہی مجھ نہ دباوہ نوش

آپ اپنی نامہ و پیغام رہنے دیجئے
آج ذکر گروش ایام رہنے دیجئے
کوئی دم بیتاب ہو و ام رہنے دیجئے
سامنی آنکھوں کی خالی جام رہنے دیجئے

ہم نہیں کہنی کی اسی تسلیم پیغام جو سال

یہ متسایہ خیال خرام رہنے دیجئے

۲۷۱

۱۱

وہ کہنے سننے سے گرنے لگے کئی کہ ورت نہ خاک جی کی
 وہی ہے دود و دود پھر لڑائے وہی تھی بخش گڑی گڑی کی
 وہ کلم حقیقت ہیں اس جہان میں کہ وقت ہم بد غلط چل رہے
 ہمیشہ کہانی ہے جو مٹی قسین مجھ سی اپنی ہی زندگی کی
 ستم اور ٹھائی و فانی ہے شکایت اس کی نہیں ہی ای دل
 مگر بہلائی کی تو نے اون سے امید رکھی بہت بُری کی
 نہ شامیانہ نہ شمع تربت نہ موج سبزہ نہ چادر گل
 بلا انصافیوں سے مل کی کیا کیا خراب مٹی ہو کسی کی
 گئی نہ سوی جسم کسی دن نہ کام و میخان سہی رکھا
 سلامتی پس اس شوق کی ہو یہیں سے دونوں کو بندگی کی
 ہزار صدی دستے فلک نے کہی نہ پہننے سے باز آئے
 ہمیشہ مثل لب جبراحت خوشی نہونی کی بھی خوشی کی
 فنانصافیوں سے ایک دم بھی کمال مشکل ہے ربط ہستی
 شرار آتش سے کوئی پوچھو خلش ہو ای فسر و گی کی
 حسین میں جب تک انہیں ہی عبت میں ظاہر کی نگاہ و غن
 کہ حسن تصویر لاکہ رکھی طبیعت آتے نہیں کسے کی
 پس جو برگ حنا تو کیا کیا ہوئی پہو کا و ہفت دق
 عجیبیت درے رنگ بدلا کسی کی بگڑی بنی کسی کی
 اوڑا کی آتش برنگ نکست سپر و بیل کیا نفس میں

گلون کی دل میں جگہ پائی صبا کی آشفتمند خاطر کی

۱۷

کسی توقع ہے فصل گل نکلت ہیں گی تیلہ پارسا ہم

۱۸

ابھی سی سذر گناہ توبہ تلاش میں ہے شکستہ کی

نمائون کا میں صبا چمن میں گلی ہی اوس کو لگا گئی ہے

بسی ہی پوشاک بوی گل میں حیا سے بیتاب ناز کی ہے

جو شکوہ آتا ہو جلد آؤ کہ دم میں رخصت حیات کی ہے

۱۹

گلی سے سہرت لگا رہی ہی آسید صورت کو تک رہی ہے

پہچین نہ فصل بہار میں سے خدا کی ڈیسی شاد گلگون

۲۰

یہی ہی واعظ جوشہ طوبہ تو ایسی توبہ کو بند کی ہے

بیونین گستاخ آرزو میں سخت جانی نی دل شکسایا

۲۱

کوئی یہ پوچھو کہ تیغ قاتل اجل سیبوں سی کیوں پہنچی ہے

میں ترک مطلب کے اپنی سے کہ شکل تصویر اس جہان میں

۲۲

نہ دوستی ہے کسی سے مجھ کو سیکو مجھ سے نہ دشمنی ہے

یہ پراسے ہو تم جو ای جان نعتاب اولٹو حجاب کیسا

۲۳

کہ آج میں ہوں کہنا میرے شریک تنہا کے بیکسی ہے

یہ کجاک و کیوں بہار گلشن نسیم جدائی ہی پیکار ماہوں

۲۴

یہ آگ ہڑکی ہوئی ہے جسے مری طبیعت بھی ہوئی ہے

جہاں آسامری کرہ میں ہوا سے ہم ساپکے نہیں چپکے

۲۵

مجھ ہی تعجب ہی کہات میں کیوں ازل ہی ہر دم شکستہ ہے

ہر گاہ تصویر نیک ہے جہان کے مین ہوں کشیدہ خاطر

ہوایا ثابت کہ روح میری نہ دوشے سے نہ جھٹکتے

اگر اس کے نظروں سے سبب یوں نہ ہوں حسان غم وون کا

یہ دل وہی ہی کہ جس میں ظالم تری تمنا سدا ہے

لبِ عنادل میں کرم شیون قباہی گل ہے ہزار ٹکڑے

خبر نہیں کیا خبر چمن میں سپہ آگراوڑا کے ہے

قصیب و اشہ ہوئی نہ ہو کے عجب ہی تدبیر چارہ گر کی

مری ہمت درمیں مثل گوشت ازل سے ولبشکی لکھے ہے

بیان کیف و سروستی خستہ یہ دیتا ہی مجھ کو زراعت

بہت نہیں تو ضرور تو فی شراب و وچار گنہ گار پی ہے

وصال میں سے مری تمنا ہوئی نہ دشا دوا می قسمت

یقین نہ ہو جب کو پوچھ دیکھے گواہ اوس گل کی ناز کی ہے

ہزار پیری مٹا سپکے ہے تپ محبت ہی دل میں باقی

ہنوز خاکستر کمن میں وہ آگ جو تھے وئی ہوئی ہے

شراب ساقی پین کہان تک کہ آج تسلیم کے طرح سے

۲۳۳ کہنے ہیں خالی ہزاروں ساغر ابھی طبیعت بہر ہوئی ہے

شہادت میں حیاتِ خضر کی تاثیر ہوئی ہے

صدائی نہیں بخیر ورنہ اتوانی سے

لب جان بخش جان سی برابر نہیں کہتا

میں جیسے ہوا می دامن شیر ہوئی ہے

خوشی کی گرفتاری میں ہی تاثیر ہوئی ہے

مسیحا کی مرنی و دو پہر تقریر ہوئی ہے

تلون سی نہیں شرط وفاک حال اس تک
 کیا شیریں بی کیونکر ماتم فرماو حیرت
 وہ حیرن تھی چوٹا سا تیرانی کام کری
 نظر آتی ہیں جب خواب سے چین چوٹا سا
 عدم تو پچی ہٹ جاتا تجھے گا ازل میں
 وہی کر ہی دل چلنی کی عادت ہے میری
 نسیم باغ جنت کے تنہا ہو تو کافر ہوں
 دیر سوختہ جب کہیتا ہوں قطع کرتا ہی
 بچا کر چشمِ دریاں خاک نکون کچھ زنداں
 خبر کیا پوچھتی ہو اب بھڑکی ابھی
 مقرر کچھ صبا سی کہیا فوق اسیر کی
 دلوں کو اپنا کر لیتی ہیں کافر وہی تو نہیں
 بگڑ جانی سی مٹی ہی بنانی سی بگڑتی ہی
 مٹایا نوجوانوں کو بہت اچھا کیا لیکن
 کسی الم میں بن ہم مزاجی مجھ کو لازم ہے
 تعجب کیا خیال وہی جانان ہی گزل میں
 شکر کو نہ کیا پہولے پہلے زانی میں
 اگر عذر حیا ہی ل میں قاتل کیوں نہیں آتا
 زانی نہیں الہی عروس فکر کا جو بن

کہی تقریر ہوتی ہی کہی تحریر ہوتی
 خداوند اہمان میں ایسی تھی ہوتی
 ہماری خاک صرف کردہ تصویر ہوتی
 وہاں ہی داغ دل کامی تقدیر ہوتی
 سحر تجھ کو کہاں اونا لہ شبگیر ہوتی ہے
 کوئی آئی ہمارے خاک وہ نگیر ہوتی ہے
 ہوا کی سی چنان کس سی دلیگیر ہوتی ہے
 بھئی کیا لاگ شمع بزمی گلگیر ہوتی ہے
 کہ غماز رانی پاؤں کی زنجیر ہوتی ہے
 کفن آیا ہوا غشیل کی تیر ہوتی ہے
 کہ موج بوی سبزہ پاؤں کی زنجیر ہوتی ہے
 عجب چاؤ و بتان ہند کی تقریر ہوتی ہے
 تری ہی خانہ ویرانی عجب تعمیر ہوتی ہے
 کوئی اکیلی ہمسای ہی بت بی پیر ہوتی ہے
 مری ہستی پریشان خواب کی تعبیر ہوتی ہے
 کہ اکثر بینی کی ساتھ اک تصویر ہوتی ہے
 ہمیشہ بی شمر شاخ کمان تیر ہوتی ہے
 کہ غم ہوتا ہی تیرا بسناں تیر ہوتی ہے
 جوان ہوتی ہی ایسی تسلیم جت پیر ہوتی ہے

مخمسات

خمسہ غزل جناب فیض التناجی حضرت کیم محمد مومن خان متخلص مومن موقوف

شک گلشن برون لہی گلستان ہونگے
جل کی شہزاد چمن سرور چراغان ہونگے
جیتی جی شعلہ زین عالم امکان ہونگے
دفن جہاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے

فلس تہا کی گل شمع شبستان ہونگے

شام سہی وئی ہی کیون تر نصیبونکی ہے
پڑ رہیں گے یہ کید جہاک مین جہی سہی
بیخبر اپنی خبر لی کہ سحر ہوتے ہوتے
تو کمان چائی کی چمک پناٹھا ناکارے

ہمتو کل خواجہ مہر میں شب ہجران ہونگے

کیا ہوا برہ چلی کیون جسمی یادہ اسنا
کیون بلا مین تولیا کرتی ہی پاکر تنہا
دیکھ لک ورنہ تائیں کی چمن مین سدا
ہم نکالیں گے سن ای موج ہوا بل تہرا

اوسکی زلفون کی اگر بال پریشان ہونگے

جان پر دیدہ و دستہ بلا کیون کر لون
چمکی لک جای سدا نیم ادا کو تر سون
کچھ تو ہی مین جواو نہیں مانع خوبہی ہون
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا و مین وون

اور بنجائیں کی تصویر جو چران ہونگے

جیتی جی کسی نگہ مین چر مین گے کہے
بہول کر چشمہ حیوان نہ جائیں گے کہے
حشرک خضر کی چہیٹو نہیں آئیں گے کہے
منت حضرت عیسیٰ نہ اوٹھائیں گے کہے

زندگی کی لہی شرمندہ حسان ہونگے

پند پچاسی مئی لہو زکب تک برہم
کوئی کبتک سہی بیکار نصیحت کی ستم

کس لیے ہای لگائی ہستی یک بک دم	ناصری و لمین تو اتنا تو چہ اپنی کہ ہم
لاکھ دان ہوئی کیا تجسی ہنی دان ہو	
شمع بالین نہ تربت پکر کی بے	داغ کو دیتی ہین سنی می ہی مرکزی
بی نصیبون کی پھول کی چادر کسے	غیر ہو تا ہی بعد پتری ل تفتہ کی
گل نہونگی شریر آتش سوزان ہونگے	
یہ بھی سینگ پی سیر و تماشا کہ نہیں	جیتتی چی فیکون کا پابند بلا یاکہ نہیں
آخر انکا بھی کوئی ہو گا مدا واکہ نہیں	صبر یار پ مہی حشت کا پڑیگا کہ نہیں
چارہ فرما بھی کہی قیدی زندان ہونگے	
رات دن کہتی ہین کیا ہمنی می کی ہوں	سیکے پر دل بیتاب کے آتا ہی س
کھٹا فوس ملا کرتی ہین بانند کس	ایک ہم ہین کہ ہوئی اسی پشیمان کس
ایک وہ ہین کہ جنہیں چاہ کی ارمان ہو	
ایک صورت گھڑی بہری چاہن ہین نہیں	گر نظارہ کہین برق تبسم ہی کہین
سمجھوں کیا ننگ جنون جاہد ریوین جنین	چاک پڑے تی غیری ہون ای ج وہ انشین
ایک میں کیا کہ سہی چاک گریبان ہونگے	
ہتھکڑی ہوگی نہ دور وزمین پڑی ہوگی	توڑ کی سانی صدا کی پینکی ہوگی
جوش میں یاد بیا بان جنون لی ہوگی	پہر بہار آئی وہی مشت فوری ہوگی
پہر وہی پاؤں ہی خار بیا بان ہونگے	
مر کی بھی زجر ایک تماشا ہوگا	دیکھنا آگی اگر دین کہی نصت اعدا
رنکائی کی بہار گل حسرت کیا کیا	داغ دل گلین گے تربت یہی چن لالا

یہ وہ اختر نہیں جو خاک میں نہاں ہو گئے	
کڑھکی تو بہ کہ توبہ کی ہوئی نصیحت دین ہو گا فطرہ کوئی ای زائد تیرہ ماہ	مثل تسلیم نہیں جی رسی پہرنا ممکن عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں من
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہو گئے	
خمسہ غزل لانا استاد نامیہ محمد مصطفیٰ علی خان نسیم شاہ حکیم محمد مخدوم خانہ صناعم	
نوجوان ہون نہیں دیکھوں ارباب ہو گئے بیجا بنی کی درم صبح تو سامان ہو گئے	یہ شہمی کو مانا کہ ہر سان ہو گئے وصل کے رات ہی آخر کہ بھی مان ہو گئے
میں بے بیان ہوں تو کیا وہ نہ بے بیان ہو گئے	
دونوں کو ہٹ ہی نہی کیسی کیسی شہر دو گھڑی ن ہی عجیب حکایت ہے	کون کا کام ہے کسی تہمت سے نکلے شوق کہتا ہی کہ لوٹیں گے مری و سہلے
در دکھتا ہی شریک شب ہجران ہو گئے	
اور مہمان نفس چند ہیں وحشت کے کرم نگہن کف پای سیر جاوہ ہر دم	پہیر ڈھن کو ہنسنا چاک قبا کو پہنم شوخیان کہ جی جنوں آج کہاں ہر کل تم
خاک اوڑائی گئی میں شہوت یہ میرا ہو گئے	
خواب غیا سی تو باتیں بنا او ظالم نسہ می عدہ بیدار و فسا او ظالم	کس لیے آئی گا کیا کام ترا او ظالم آپکے جاؤں گا تو آ کہ نہ او ظالم
آج وہ دن ہی کہ مجھ پر مری احسان ہو گئے	
بیار کرتا ہی کسی کسی گلی پستابی	اب وہ میں ہوں شوق جگر فرسای

کیا لونجاک میں جی اور ملا جاتا ہی	دلج روٹھا تو سنائی سی کہیں مٹتا ہی
چشم عاشق کو نہ سمجھیں کہی تنہا خاک	یہ نہیں مثل جباب لب ریاحاے
کھدو پھر جائیں لی جوش تنہا خاک	یا نہ میں جلوہ جانان ہی ذرا جا خاک
ہنس آتی ہی ٹھری شک نہیں ہونی کے	کچ نہ تھائی میں چپ چپ کے ہزاروں کے
دھوم مچ جائی گی پیوند زمین ہونی کے	تج کو کر دین گی خبر زیر لحد ہونی کے
غم نہیں دی ہیں صبا دستگیر صد داغ	چوڑ کر کچ قفس جانیں نہیں اتنا داغ
اب مبارک رہی مرغان نول سچ کو باغ	خانہ زاود نکو کہاں قید محبت سے فراغ
اب تو سنتے نہیں شوخ ادا عاشق کے	کہتے ہو شکل دہائی نہ خدا عاشق کے
خون و زکی محبت میں سدا عاشق کے	یاد آئی گی پس گ و فاع عاشق کے
صبر صبر کہ نصیب کوئی دم میں شہ باب	پھر کہاں حسن کے بازار میں نہ رخ و حساب
اور پھر دوسری قدر غضبناک و عتاب	تا جوانی ہی گرائی نہ دوا می ل بیتاب
قتل سی کو میں بانگیز ہی اتنا قاتل	ڈر ہی مج کو کہیں شادی ہی غم حاصل
کھدی ہمدرد ذرا جا کی پیام بسمل	گر یہ انجام تہشم ہی تہہ ہا غافل

	خونِ مین کی مٹی ہی زخمِ جو خندان ہونگے	
چل سو گل و ہین ہونگی کسی عالمِ مقیم طوف ہر نخل کرینگی صفتِ گردِ مسیم		شوقِ بابو سہی استاد اگر ہی تسلیم کہہ گئی ہین دیمِ رخصتِ جانِ وقتِ مقیم
	ہم میرے ہی قربانِ گلستان ہونگے	
	اضافہ	
وہ بات ہم کرتی تھی تھوڑی دلاہی دینگی شکِ و مین دیکھو جانشک گنواہی دینگی		بہشتِ گہری گہری کھڑی دسی بھلاہی دینگی تنگ کی زندگی کا جھگڑا بھلاہی دینگی
	لو جھوٹ جانتی ہوا کدن دکھاہی دینگی	
لائین گے رنگ ایسا اک وزنگ ہو کر اوڑ جائیں گے جہاں شوقِ کارنگ ہو کر		پامال کیا کرتی وہ شوخ و شنگ ہو کر ترسین گے دیکھنی کو حیرتِ رنگ ہو کر
	نقشِ قدم نہیں ہین جسکو بھلاہی دینگی	
آئین گے سرکہا کی حسرتِ نصیبِ حیران آواز کی طرح سے بٹھیں گے آج اسی جان		فریادِ بکسی ہین دیکھیں گے کسکو دربان دیکھیں گے رنگِ محفلِ سبکی نظری بہان
	دیکھیں تو آپ کیونکر ہلکوا دھلاہی دینگی	
رنجش گہری گہری ہی شنام و بد وہی غیر و نگی جستجو ہی ہر وقت آرزو ہی		اک ہم ہین جس سے ہر مہرِ نفرت کی گفتگو ہی کستی ہین بختِ سکو کیا دہم کو بکاو ہی
	یہ یاد وہ نہیں ہی جسکو بھلاہی دینگی	
پڑتی ہین لب پہ چاسوزِ نہان سہی اپنے شعلے نکل ہی ہین ہر استخوان سہی اپنے		کیونکر خبر کریں ہم نالِ غنہان سہی اپنے مانندِ شمع روشن سب ہی نالِ غنہان سہی اپنے

	یہ اک وہ نہیں ہی جسکو ہمارا ہی دینکے	
حیرت سی لب پر بارگاہی سہار فوہین خاموش کشتگوہر ہاں فسرہ آرزو دین		تصویر کی طرح ہم اوس تنگی و بڑھین کیونکہ گدا کی ناحیہ احباب خستہ جوہین
	وہ دل نہیں ہمارا جسکو ہندیا ہی دینکے	
رکھتی ہیں لیکن بدایہ بیاں باطل اونکی کلی ہی جانا اب ہی شیم شکل		تسلیم کی طرح ہوں نصیب منزل بیکار کا دکھون سے ناہی خاک حاصل
	ہوں اشک افق دارہ کیونکہ ادھما ہی دینکے	
مخمس لال ہر فن نادرہ سخن ملک الشعر اچناں شیخ محمد ابراہیم قزوینی		
بی حقیقت مجھی سمجھیں حقیقت دہا کیا غرض لاکر خدائی میں دین دہا		اپنی ہمت پہ مغرور ہوں ہمت دہا کچھ قدر تو نہیں حشرت شکوت دہا
	اونکابت دہ ہوں جو بندی ہیں محبت دہا	
رفتہ رفتہ میری شوق کی بستی بونجی ہامی حیرت پیار میری ہامی کو بھی		تہمت دیدی فرصت کی صورت نملی خطا جو لکھو آتا ہوں اس سے خطوں کو میں کہے
	لکھتی ہیں یاد چینی سی کتابت دہا	
کوئی دم فکر طلب سے نہیں حاصل احت حرص کے پیلتے ہیں باون بقدر وسعت		جستجوئی میں یا کو کٹری بہر فرصت غیر ممکن کہ ترقی ہی بڑھی کم نیت
	تنگ ہی رہتی ہیں دنیا میں فراغت دہا	
ہمد موم سخن و مونس و یار و غنچوار نہیں جز شمع مجاور مری بالین مبار		جیتتی جی سب سے شریک غم و محنت آزار پس من یہ ہو اکیس و تنہا ناچار

	نہیں جز کثرت پروانہ زیارت والے	
حوص کہتی ہیں کسٹی ہرین کسی خواہش نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش		شکل تصویر میں کہتی نہیں کوئی خواہش اپنی مرضی ہٹی ہی تیری مرضی خواہش
	دیکھ تو ہم ہی ہیں کیا صبر قناعت والے	
نجد میں خاک اور آتی پہری کثرت و نون رہی جو شیشہ ساعت ہر مکر و نون		لیلیٰ قیاس تھے گزشتہ مقدر و نون نہوئی صاف کسی طرح کٹری بہر نون
	کبھی مل ہی کئی دو دل جو کدورت والے	
لب جان بخش سی اعجاز مسیحا پیدا تو آجای تو ای درو مجت کی دوا		چشم بیمار تری دشمن آرام و شفا کہائی جاتی ہیں ہی جان بین خدایا
	میری ہمدرد ہوں بیدار نصیحت والے	
ہر سر موسیٰ ہویدا ہی شر کا انداز چوڑ دیتی ہیں قلم جون قلم آتش باز		اس قدر شعلہ فشان ہی ترسوز و گداز بہ چون کیا خط تجوی کی گرم دوا آفت ناز
	میری شرح پیش دل کی کتابت والے	
سر بالین نہیں اب ایک ہی حیات مرا کیسے افسوس ہی تاکہی رونا آتا		خضر کا نام و نشان ہی مسیحا کا پتا خوش کہی انکو خداجی تو بہلتا ہی مرا
	دل بیمار کی ہیں دو ہی عیادت والے	
کیا کہیں کرتی ہیں کس طرح لہر صبح و سوا وہی کچھ کہتی ہیں ہم جسے ہی پھیل کتا		نی تری بستر غم پریت ہر جم و وفا کبھی افسانہ حسرت کہے غم کا قصا
	دونوں اک حال ہیں ہیں رنج و مصیبت والے	

مئل تسلیم نہ دواتہ وہن میں اندیوق	کسئی وجو کہی رہی وطن میں اندیوق
کس لیسے کہ ہو تم بچ وچن میں اندیوق	نازی ہی گل کو نزاکت چہرے میں اندیوق
سنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت واسے	
خمسن ل فخر شعری وز کار مشہور ہمارو دیا رجناب اسد خا غالب	
بی اہل ہی نیزنگ جہانکاری کی	دہو کا ہی طلسمتہ وبالامری آگی
اک شعبہ ہی دہر کا نقشامری کی	باز بچہ اطفال ہی دنیا مری آگی
ہوتا ہی شبت روز تماشا مری آگے	
رہتا ہی جہی شبت شکو اتری پیچی	دیتا ہی موت کا جینا تری پیچی
وحشت سی نہیں آسین اتری پیچی	ست پوچھ کہ کیا حال ہے اتری پیچی
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہی تیرا مری آگے	
ہو خاک نہیں خاک کو رہتا مری ہوتی	سب کچھ ہی مگر کچھ نہیں جیتا مری ہوتی
کوئی ہو کہی رخ نہیں کرتا مری ہوتی	ہوتا ہی نہان گرد میں صطامری ہوتی
کستا ہی جبین خاک یہ دریا مری آگے	
ہو شام سی میں فکر صبحی میں گرفتار	کسکو سہ معنی ہی کہاں لذت شعا
منگو ایسی شیشے می خوش رنگ کی دیا	پہر دیکھنی انداز گل افشا نے گفتا
مکہدو کوئے پیانہ صہبامری آگے	
جز نام عدد واسلئی کہتا ہوں کہا	منظور ہی جو چاہیں کہیں ذکر احبا
کہا و صحبت ہی بگڑتا مری دل کا	نفرت کا کہاں ہو تا ہی میں شک گفرا
کیونکر کہوں کو نام نہادوں کا مری آگے	

اک تو ہی کہ اپنا نہیں ہو تباہی کا کام	ور نہ مری قائل ہر بانی کی دلازم
اعجاز کی باتیں ہر کلمات کی بچیاں	عاشق ہوں پشوق فریبی کا کام
مجنون کو برا کستی ہی سلی مری آگے	
مرا تو ہوں اب کیون م آخر یہ ستم ہے	کسوا سطلی بار و یغضب جامی کرم
تسکین کوئی دم غور یاں و الم ہے	گو ہات کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنی واہی سا غرو میں مری آگے	
ہریان ہی سخت دانی سجاں نئی دیک	سب سے ہر خاقانی و خاقان نئی دیک
ہر مشکل دشوار ہی آسان مری نزدیک	اک لیل ہی وزنگ سلیمان مری نزدیک
اک بات ہی اعجاز مری آگے	
ای اہ و آئی نہ کہانتک مجھی غصتا	کہنتک میں کروں صبر کہانتک ہوں چکا
مشہور ہی تسلیم کے مانتہ ہمیشا	ہم پیشہ و ہم مشرب ہمراز ہی میرا
غالب کو برا کیوں کہ اوچا مری آگے	
خمس ل سر آمد شعرائی مان مستند بخوان	جہاں جناب شیخ نامہ بخش ناست
زندگی میں موت کا موجود سا مان چاہیے	تختہ تابوت سی تخت سلیمان چاہیے
خود فراموشی نہ ایسی بہرہ مان چاہیے	کچھ عدم کا بھی خیال ادل بھی مان چاہیے
کو عزیز مصر ہی سراو کنتان چاہیے	
دیدہ سرہن جنوں ہری بونی کی لئی	بھر میں یا آبروی گر کی بونی کی لئی
کیا کروں داغ دل غمناک ہونی کی لئی	کوچہ دلدار کی حسرتیں تنی کی لئی
پانوں کو اب آبی کی چشم کریاں چاہیے	

کیا کہوں کہ سواطی میں تیرا نشان ملے	واغ عنوان کہیں لے لے لے لے لے لے لے
بی سبب نہیں ہی چرخ گزاران مثل صبح	چاک کہتا ہوں جو چشمہ کہ بیان مثل صبح
اک پرورد غیرت خورشید تابان چاہیے	
چاہتی ہی تھی وہ دریا جسمیں میں بہت نشا	گروش گدابت بیہودہ و فکر باو بان
شوق حاصل میں تھی و تھی بہن ہر بان	دبدم کہتی ہی تھی کشتی عمر روان
مجلوب خیر قاتل کا طوفان چاہیے	
وادی شمس کے بہت ہی کلا اربان دل میں ہے	الفت افغنی ہر آلودہ نہاں دل میں ہے
کیا کہوں کیا چاہتا ہوں کیا میرجاں دل میں ہے	حسرت نظارہ زلف پریشان دل میں ہے
بہر شکن گور میں کچھ مار پیچاں چاہیے	
کیا بہر سازندگی کا عالم فانی میں ہے	صورت ہمزاد ہر دم مرگ ہمارا ہی میں ہے
کسی بیخ تیغ ظلم کیوں تاخیر برجمی میں ہے	عمر گذری وقتی روتی ہنس رہی تھی بی بیڑ
میری سُنہ پر کوئی قاتل نہ خیم خندان چاہیے	
کیا کریں قہر میں نہر نہ غم نہاں کے صدف	عمر بہر کوئی سنی سنی ہی اس عنوان کے صدف
وصف کے قابل ہیں آبدیدہ گریبان کے صدف	ورد مرثگان کے زبانی ہیں لہجائے صدف
اشک خون کی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے	
آج ہی منظور تکلیف جنوں کا امتحان	سنگ باریان کی ہوس و لہجہ نہ میر آسمان
شہر کی گلیوں میں مگر اس قدر تہکھان	سنگریزی لیچلون چن چن کی ہر کوکان
عاریت ہی کو ہمجہ و تھی کو دامان چاہی	
وہ انگلیں جوانی و تقاضای مصال	ابن مکن کہ سبب صفت و توال

ابو یوسف و ناپڑا ہی کیا کروں ان فی الجلال	انگیا پیری میں بسکے بوسے ایک خیال
ہو نہ کاٹوان کس طرح حسرت وندان چاہے	
دیکھی کیونکر ہوزیر آسمان اپنی ہسر	ہر گھڑی و اترتی پرستی حشت اور چہر
ہمیت یونگی پر کیوں نہیں جستم تر	پنچہ خورشید کو کافی ہی اک حبیب سحر
روزیان دست جنون کو سو گریبان چاہے	
برہمن ہوا ہمیں یا ہوزیر اہدیت احرام	طالب عقبی محنت میں نہ لی تسلیم نام
کیون نہ سمجھی صحبت را بے لیت کو حرام	طالب نیاموشت میں بہلا کیا ہی کلم
مردہی ناسخ کو عشق شاہ دران چاہی	
محسن ان وجد کرم بیانی یکہ تازمید ان شعلہ بانی جناب حاجہ علی آتش	
سدا آتی ہیں غمیں کیسی کیسی	بیان کرتی ہیں خوشی میں کیا کیسی
تہکاتی ہیں کام و زبان کیسی کیسی	دہن پر ہیں نکی گمان کیسی کیسی
کلام آتی ہیں درمیان کیسی کیسی	
بہارا کی جو بن دکھاتی ہی کیا کیا	خزان شرم سی نہ چھپاتی ہی کیا کیا
صبا ہوش بلبل وڑاتی ہی کیا کیا	زمین چین گل کہلاتی ہی کیا کیا
بدلتا ہی رنگ آسمان کیسی کیسی	
قتیلوں کے جسے سنے مرتبہ میں	ہزاروں گلستان میں بسمل نمی میں
لگا کر لہو پر میں تر سکے ہیں	تمہاری شہیدوں میں خل نمی میں
گل ولالہ وار غوان کیسی کیسی	
ارادی خرابائیوں کی بڑی ہیں	برابر ہی لالہ کون پی رہی ہیں

انگوں پہ جوشِ مستی مزی ہیں	بہار آئی ہی نشہ میں جھوٹی ہیں
مردانِ پیرِ مغان کیسے کیسے	
بیان کیا کروں او کی ہر جھوٹ کا	بہی ل کی دل ہی میں سبکی تمنا
خدا جانی کیا دشمنوں نے پڑھایا	نہ مڑ کر بھی بید و قاتل نے دیکھا
تڑپتے رہے نیجان کیسے کیسے	
وہ چند تہا دور دورا وہ سارا	کہاں روم و ایران کی پھر شکارا
پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا	نہ گور سکندرنہ ہی قبر دارا
سٹے نامیوں کی نشان کیسی کیسے	
نہ ظلمتِ دیدی نہ شامِ سحر ہے	نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گزر ہے
نہ اپنا نہ بیگانہ پیشِ نظر ہے	دل و دیدہ اہل عالم میں گھر ہے
مہاری لی ہیں مکان کیسی کیسے	
جدائی کی صد محبت کے قربان	رفیقوں کی دُرات کیا کیا ہیں جسان
ذرا دیکھ تو آ کی او دشمن جان	غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان
ہماری بھی ہیں مہربان کیسے کیسے	
یہاں ہی عدم تک نہ روتی ہزن	دل و جان و اسلام ایمان کی دشمن
وطن کو کیا کون بی چاک دامن	عجب کیا چٹا رو جسے جامہ تن
لے راہ میں کاروان کیسی کیسے	
بشر کے لیے نہ پاسی ستم ہے	سکوت آگے منعم کی تسلیم ہے
بہت خوب ارشادِ آتشِ رست ہے	کری جب قدر شکرِ نعمت وہ کم ہے
مزی لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے	

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد وآله
الطاهرين



وآله
الطاهرين
عليهم السلام
السلام



بسم الله الرحمن الرحيم

شکافِ کَلکِ نکینِ خندِ زنِ ہی
 او تر تِی اینِ مضامینِ آسمانِ سے
 بہری ہی مِی نیازی مدعا میں
 بڑی ہی ہی ناتمامی گفتگو سے
 خیالِ آئینہ حیتِ فنا ہی
 بنایا جسے مقتلِ بوستان کو
 لکھا ہر صفحہ اوراقِ گل پر
 عطا کی داغِ لالہ کو سیاہی
 ہنسی لبِ پر جگر میں زخمِ کاری
 پی می نوشے درونِ ہفتہ
 شہیدِ ون کو طلسمِ نو و کسایا
 رگِ سبیل کی آوازِ نظر کو

سب اکبِ او آغازِ سخن ہے
 عیان ہی شوکتِ نعتِ بیان سے
 سرِ تمکین ہی عرضِ التجا میں
 ملا مطلب سوا ہی آرزو سے
 زبانِ مصروفِ حدِ کبیرا ہی
 کفِ جلا و برکِ ارغوان کو
 شہادتِ نامہ بیلِ سر سے
 سراپا صورتِ مہرِ گواہی
 دیا غنچے کو پاسِ پردہ داری
 دیا پیما نہ زخمِ شکفتہ
 ہنسا کر زخمِ تن کو خونِ ولایا
 سکھایا رقصِ بیستانی جگر کو

دل عاشق کو بخشنا خاک ہونا
 گہری پڑی کہیں کی چشم تر سے
 حیا غنچوں کو دی رازِ نہان کی
 کہیں ہے جلوہ گرِ حسنِ حسین میں
 نہان و آشکارا جلوہ گر ہے
 غرض ہر رنگ میں پیرِ رنگار
 شہِ لولاک فی رورو کی کشتہ
 پہلا ہم کیا حقیقت کیا ہمارے
 مناسب ہی خموشی آشنا ہوں
 زیادہ وہم سے حمدِ حمد ہی
 دعا مانگین کریں قصدا و پرچہ ہم
 منت کا ہی خالی دستِ رنگین

گریبان کو سکھایا چاک ہونا
 بہری دامن کہیں سخت ٹکڑے سے
 عنادل کو ہوس بخشی فغان کی
 کہیں ہے خاطر اندر کہیں میں
 کہیں نکلت کہیں گلبر تر ہے
 رہا حیدر ت فرشتہ چشم انسان
 کیا ارشادِ اولاً حصی ہیا لاق
 کہیں حسدِ ثنائی ذاتِ بار
 شریکِ خضرِ اریحہ ہوں
 خردِ روح تیغِ دستِ دہی
 کہیں حسابِ آئینِ دل کی باہم
 پناہ دینِ خاتمِ ختمِ مضا میں

نالہ چیت و عای عاشقانہ

آہی دی زبانِ نکستہ دانی
 اجازت خواہ لطفِ گفتگو ہے
 نظرِ لوثِ سخن سے پارِ سہا ہی
 حریفِ نالہ بیدا و ہون میں
 دلِ مشتاقِ پابندِ الم ہے
 سحابِ آسا عطا کر چشمِ کریان

دکھناؤں جلوہ حسنِ معانی
 خموشی بہرِ رخصتِ و برو ہے
 ابھی ناویدہ حسنِ عسائی
 شریکِ صحبتِ سرِ دہون میں
 نفسِ تارِ کیندِ صیدِ غم ہے
 مصیبتِ زاوہ آغوشِ طوفان

برنگِ ابر تر رویا کروں میں
 تپش دی نالہ جانِ حسد میں
 رہی بیدار یوں کا حفظِ آداب
 نہ کم ہوا التفاتِ بہت سے
 خرابی و دستِ رکھ ہر دمِ مزاجی
 نہ کم ہو کوئی دمِ سامانِ سودا
 عطا کر سلسلہ زلفِ پری سے
 جنون پروری آشوبِ جوانی
 برای چاک دی دامنِ اگر دے
 رہی دستِ جنون ہر لحظہ چالاک
 ترقی پر رہے شوقِ اسیری
 فلک کو لذتِ ذوقِ جفا سے
 رہوں میں مائلِ کافرِ ادائی
 حبیبِ ہا خدیتِ پیرِ مغان میں
 ٹھہری شوقِ عسِ عشقِ شقائے
 سنا دو چار شعر ایسی خدِ ارا
 جنابِ کبریا میں روکی دنرات
 خدا یا مثلِ کلکِ سینہ افکار
 بسر ہوتے ہی بیجا زندگانے

سدا داغِ جگر و ہویا کروں میں
 اثر دی دوید آہِ آتشین میں
 نہوں آنکھیں کہی منت کشِ خواب
 رہی تازہ خورشیدِ افکار سے
 برنگِ برق دی شعلہ مزاجی
 رہی سترِ نزلِ حسانِ سودا
 تعلق دی پریشانِ خاطر سے
 ہوا خواہِ بلائی ناگہانے
 نہ بہرِ التجایِ سیم و زر دے
 کہی سینہ کہی دامنِ ہی چاک
 رہی وحشت کو پاسِ دستگیری
 ندونِ فرصتِ تقاضایِ بلا سے
 کہان تک پارسائی پارسائی
 رہوں جب تک رہوں دیرِ جہان میں
 کہان تک قف لبِ غمِ کافسانہ
 کہ جس سے مغفرت کا ہو ہمارا
 پڑا کر صدقِ لوسی یہ مناجات
 تسیہ و ہون تسیہ دل ہون سیکار
 بلائی جان ہی آشوبِ جوانی

کوئی فعل نہ ہوں ایسا نہیں ہے
 گدہ رستے ہی عجب غفلت میں قات
 لحاظ بند گئے جاتا رہا ہے
 گمان و وہم و جان درویش
 اگر چاہے یہ نفس کس شیدا
 پشیمان خستہ آوارہ جگر خون
 نگاہِ رحم سی نہر ما اشارا
 لب مایوس ہون خندان طرب سے
 تمناؤں کو دل میں شاد پاؤں
 نجل ہو ویکہ کمر و زراہ
 سوا تیری مرا کوئی نہیں ہے
 لری رحمت تری گر پردہ داری
 بہت کچھ آرزو رکھتا ہوں دلہین
 جو سنلی ایک بھی تو رحم کہا کے
 غم ہستی و مرگ قوس و محشر
 خلیل آسا جہنم باغ ہو جاے
 ضعیفی میں شباب آرزو ہو
 انگوں پر دل افسردہ آئے
 پڑ ہی ارمان سخی کی جیسی ہمت

عمل میں اپنے جوا آ نہیں ہے
 وریغا حصر تار سیہات تہیات
 سرِ نخوت نی دل میں گہ کیا ہے
 یہ سب ہیں شانِ شیطانی ہی لہریں
 مری ساسیہ ہی ہو ایسے پیچیدہ
 تری درگاہ میں حاضر ہوا ہوں
 دل مضطرب کو ہو کچھ تو سہارا
 نہ گریبان دیدہ پر خون ہوں اب سے
 جگر کو جان کو آباد پاؤں
 مری محفل سی بٹھی دور راہ
 غلط ہے آسرا کوئی نہیں ہے
 مری بکڑی ہوئی بنجای ساری
 ہزاروں گفتگو رکھتا ہوں لبین
 نکل جائیں سب ارمان مدعا کے
 یہ سب ہوں سینہ مضطرب سی باہر
 گل نہ دوس و گل و مرغ ہو جاے
 بہشت جنت تک پہنچاؤ
 جو اسنے کی مزی پیری کہاے
 گدھی غم شمع طرح مسک کی کثرت

سزا پانچید بخاؤن خوشی سے
 مہاراجا تو اگر مہاراجا ہوں
 تو پیر پیر و پیراں اہل ستم کہ
 زبان و دست پاسبین کو ابھی
 جسم ہو عذاب آتشین ہو
 سنے کوئی نہ سہرا و جگر کو
 عزیز و خویش و احباب بیکانہ
 نہ بچھین خطہ رابہ بیکسی کو
 میں صدق و اور بلائی گمان میں
 کہوں میں وقت کس ہی بی بی کی
 سوا اسکی کہ تو ہی مہاراجا ہو
 پکاروں اہی خستہ او ندیکانہ
 تیری رحمت پہ ہی ناز آرزو کو
 ستار باب محشر سی اچھ نہا
 ہیں ہی تسلیم ترک لہجہ اگر
 بہت کچھ کہ چکا فکسہ یاد و ماتم
 بہر ہی جوش غرض نعت لب میں
 طرب انگیز ذکر مصطفیٰ ہے

کہوں ہر دم سب کبار کی سزا
 ہر اک نثرہ بلا ہی جسم جان ہو
 سزا ترسون بنا نہیں دم کو
 اوٹھساؤن تابد ناز تباہی
 گرفتار بلا جان سترین ہو
 نظر آئی نہ جس شعلہ نظر کو
 کہ میں تیر ملامت کا نشانہ
 و کہ میں میں وہیں یہ اور جی کو
 مزا ہو کون حامی و جہان میں
 کسی پروا تہو یہ کی کسی کی
 تری کہنی ہی کہنی میں زبان ہو
 گرم تر خطا بخش زمانہ
 وفا کر وعدہ لا تقطع کو
 مبارکب او آنادی کی آواز
 خموشے کو بیان مدعا کر
 کہان تک حسرت یا فضا غم
 زبان ہو میل طوفان ادب میں
 وہیں پیسہ انداز بقا ہے

شفاعت طلبی عابد نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سبیل ای خامہ مستانہ رفتار
 عوض نقطون کی جدی کر جبین
 نیامز وہ ہے انداز سخن کا
 شرف نشہ ان خیال مدعا ہی
 ابی آیاتہا کسکا نام لب پہ
 محبت کی کیا دیوانہ مجھ کو
 مودب نطق ہی کچھ دہن میں
 نہایت اورچ پر فکر ساس ہے
 عیان ہوتا ہی مضمون عجیب
 محمد نام پر جنگی میں تیریاں
 ہوئی وہ جیسی رونق بخش ہوئی
 جمال پاک سی کیا تیر کیا وہ
 کہی کر سیر نہ ہمت گاہ ہوتی
 گذرتی جس طرف نکست کی صورت
 وہ کیسوی منہر تاب شانہ
 عیان نور خدا حسن جبین سی
 و وابر و شعل و شمشیر خوشنوار
 ہم آغوش حبس انگبین و بالکل
 تواب و خطا نیسنے ہوید

پہ عالم اور ہی حسن خیر و دار
 تناکر و لب کسکسا و دیو چہ
 مزہ کچھ اور ہے میری شہین کا
 ہر اک مضمون رسالت آشنا ہی
 کہ دل باتا رہا قیامت باہر
 بہت پایا عاشق افسانہ مجھ کو
 سکوت راز ہی پنهان سخن میں
 صریح کلک شور مر حیا ہے
 غرض ہی فکر سلطان عرب ہے
 دل جان و جگر کی نور ایمان
 بلند می چومتی ہی پای پستی
 دو عالم بن گیا پیسا نہ نور
 نسیم خلد فرشتہ آہ ہوتی
 مہکتی وہ گل جنت کی صورت
 سراپا شام صبح عید شانہ
 مشابہ لوح و قرآن جبین ہی
 بی قتل و پناہ کب تر ویندار
 بزرگ نکست و گل نشا و گل
 ہمیشہ راست بینی جسیہ پیدا

شہور خسار کا عالم نیا تھا
 وہن تہا گنج اسرار تہا
 چمک وندان میں فروغ مہر
 کوہ کعبہ سادہ اقدس میں کیا تھا
 میری تہا بین تہا تشعیر پاک
 سراپا تھے وہ منظور راستے
 دیا چونکہ اعجاز قدیم سے
 سننا ہی جیسی شور کوں کہتے
 یہ کیا ہمدردی خاطر میں آیا
 وہ خود تھے سایہ اتنا کبر
 ہوا تہا شہر جسد خمد کو
 بنائی نوات احمد آئینہ دار
 یہاں کچھ اور تو رہزین ہے
 محمد ظہر نور خدائیں
 محمد ہیں سب کون جہان کے
 گزرے تہا جد ہرہ رشک شمشاد
 ہوئی جسے وہ نور ایزد پاک
 شرف است کو ہی روح الامیں
 نہیں اونگی محبت جسکی دل میں

کہی تو رحل ہستہ آن رکھا تھا
 زبان فصیح قفل از دہانے
 یہ ثابت ہی جناب عائشہ سے
 سد اسلم لدنی سی بہر تھا
 خدا کی شان تہا ہر عضو شک
 نظر ہر ورورہ نور راستے
 سوا کف کو شام عدم سے
 خرابی ترا ہی لطف بت پرستے
 کہ پیدا کیوں نہ تھا حضرت کا سایا
 نمایان سائی سی سایہ ہو کیونکر
 کہ دیکھوں اپنی حسن جان سدا کو
 ہو خود عکس کی بدلے نمودار
 کہوں کیا میں لب قفل میں ہے
 محمد رازدار کبریا میں
 محمد فخر میں و نون جہان کے
 ہر اک نقش قدم تھا جنت آباد
 تجلی بخش سوی عالم پاک
 زمین کو ناز ہے عرش برین پر
 پہنسا ہی صورت خراب گل میں

مین کیا ہون چو کرون الفت کا عوی
کہ اک نقش کف پای ہی ہون
سب اللہ طفیل جس طرح تدریر
مین کو شرمک ہی جاؤں گا کہتا
صاحب سی نہیں انکار مجھ

دل ایک عقیقہ ہی یہ سدا
خبار دہن حبیب علی ہون
خود قسمت ہی حرف عشق شبیر
کہ ہون شتر غم آل عبا کا
زبان کیا دل ہی ہوا رجب کو

سکھنوں جاوے اقلیم سخن ہمیں
علم پناہ نصیران سلطان عالم محمد اجد علی پادشاہ خلد اللہ ملک و سلطنت

کہان ہی ساقی میکش و سدا
نشاط اندازہ جو ہم آرزو ہے
زبان لب کو لفظ کا فانی
چکر میں جوش مضمون ہو جزن ہی
رہی کہ تک ہوں و پوش دل میں
جوانی مستیان کھلا رہی ہی
اثر ہے جلوہ گر حسن امل میں
لب ساغر ہیں لب ساغر دہان ہی
بہارِ موج پیدا ہی رستم سی
اوب نوامی قصد دل ہی ہر دم
شیرِ واجد علی ظل ابے

سبوشیشہ طرچی سامنی لا
طرب نگین لطیف گفتگو ہے
نمائے ہیں نوید خوش بیاں
دہن گرواب دریا ہی سخن ہی
خرا سے لارہا ہی جوش دل میں
ہنگو نیر طبیعت آ رہی ہی
عروس کامرانی ہی بغل میں
زبان موج می اپنی زبان ہی
گل تعریف کہلتی ہیں تسلیم ہی
خیال مدحت سلطان عالم
طراز مسند صاحب کلام ہے

گل رنگین ہزار ہفتہ نش
 زبا رنگا چشم اہل اوراک
 زمین لکھو فیض قدم سے
 جبین سہا ہی جو سنگ آستان پر
 درود لستہ اوقف ملک ہے
 شجاعت قبلہ نخوت پرستان
 عدو کو بطن بادریں جگہ لے
 تصور میں اگر ہو تیغ انسکن
 عتاب آلودہ گر چین حسین ہو
 یہاں تک ریش دست کرم ہی
 نیم بخشش جو دیکھی صرف احسان
 بجا ایسی ہوا خواہ عدم ہی
 حضور خیر غم جوش غضب سی
 اگر شیشہ ہی گر تاسے تو پھر
 کوئی گر نام لی چنگیز خان کا
 عدالت ہستنا ہی طبع عالی
 ہوئی رخصت لون سی ناماوی
 طرب ہستنا مہ راہی جگر ہے
 یہی پھر تا ہی ہرست اس عمل میں

سیرم سبزہ زار آفتاب نش
 فرشتی کی طرح ہر عیب ہی پاک
 زیادہ عیش پروری ارم سے
 دماغ مدعا ہی اشمان پر
 زمین ہمایہ صحن فلک ہے
 سخاوت و شکر تنگستان
 بنی تابوت کہواری سی پہلے
 اجل کو خضرت بھی روح دشمن
 پریدہ رنگ وی شاہ چین ہو
 گدا ہر تہہ فقور و جسم ہی
 بڑا مٹی دست شل تصویر بجان
 ستم کا نام ہی ایسا ستم ہی
 زبان شعلہ ہی لرزان اب سی
 صدای الامان ویتا ہی ڈر
 اثر جاتا رہے تیغ زبان کا
 جہان ہی فتنہ ظالم سی خالی
 لبون پہ ہی مبارکباد شاوی
 تماشا وقف سامان نظر ہے
 صراحی ماتہ میں شیشہ بغل میں

نہیں ہی کوئی دنیا میں جگر چاک
 ہوا خواہ بھائی و انگارے
 گرفتار بلا ہر چار سو سے
 بزرگ شمع رکھتا ہی زبان لال
 ادب ای کلک محو خود فروشت
 ادا کر جدہ خدمت گزار
 سر غبار ختم مدعا ہے
 خداوند ہی جہتک زریب ہستی
 تن دشمن ہی مدفون تہ خاک

کمر بان کلک تسلیم الماس
 غبار کو چہ ملی عمت ہارے
 شکستہ دل فریب آرزو سے
 سکوت مدعا ہی عرض حوال
 نہیں لازم یہ شوخی گر مجھ سے
 بہت اپنی نہیں کستا حکاری
 زبان منت کش حرف عابہ
 زمین آسمان کی اوج و پستی
 رہے سلطان عالم سر افلاک

بوصفت الہیہ امیر محمد علی خان بہادر قبول پانچویں بابو علی خان

جھکاساتے سیر جام و سب کو
 اجازت ہو چکی پیر مغان سے
 سخن میرا نہو کر بارِ خاطر
 کہ اک دن حسرت پا بوس استاد
 سو دولت تہنات ہستانتے
 مسافت نی گوارا کی جو دوری
 بجالا یا میں آداب غلامے
 تمامی جمع تھی احباب و اغیار

ستلی دون کہان ہلک زو کو
 چکان ہے اس رحمت آسمان سے
 سناؤں کچھ تجھی اظہار خاطر
 ہوئی شتر فروش جان ناشاد
 سعادت جلوہ بخش مدعا تھے
 ہوا حال مجھی لطف حضور
 ہوا ہم بزم استاد کرامے
 سخن کا ہر طرف تھا گرم بازار

کوئی حافظ تھا جسے مصحفی کا
کوئی بڑھتا تھا نظم شوق شوق
کوئے لایا ہوا تھا باول و جان
کسی کے لب پہ ناسخ کا سخن تھا
کہ ہمیں مہربان اشرف علی
نکالی کچھ بغل سے کہنے اور رات
تمام اوس میں خلافت نکتہ دانی
سوا موزون کے وہاں ورفسانہ
نیا مضمون تھا ویرینہ زبان میں
مکر و کھیکرا فسانہ شوق
ویا تاثیر نے نشتر جگر میں
جلاد آتش حال و فاسے
اجبا مجھ پر شمع خواستے
او دہر تھا خندہ ارباب محفل
او دہر تھا لب پہ نوک عاشقانہ
فراموشی رہے کچھ دیر و ساز
کما ہی دلدادہ نازک خیالے
تری دم سی سخن بے نعت نشان ہے
برنگ نقش پا افتادہ کہ

کوئے دیوانہ دیوان سودا
کسی کو تھا کلام ذوق سی فوق
جناب حضرت مومن کا ایمان
کسی جاشعرا تش شعلہ زرن تھا
اوا فہم روز شاعری نے
مشبک صورت دہا ہی عشاق
لکھی تھی شاہ غنہ میں کی کہانی
نہ کہتا تھا بیان شاعرانہ
نہان یوسف تھا کرد کار و زمین
ہوا میں سر بر دیوانہ شوق
وہ سامان پہر گیا میری نظیر میں
اوٹھی کو شعلہ داغ جفا سے
انیس جان بیان غم کی کہانی
او ہر تھا گریہ بیتا بے دل
او ہر دیتا تھا سوز و زبانی
کہ نا کہ دی بھی ہاتھ لی آواز
شہید شوخی مضمون عالی
زمین شعر تجھے آسمان ہے
دل از روہ جنوں آما وہ کیوں ہے

تجھے اب کاہشون ہی کام کیا ہی
 ملا ہی تندر بان شک جہان
 سریر آرای اقلیم معائنے
 سخن بخش جہان استاد جسکا
 بلاغت زادہ طبع رسا ہے
 جو نسبت دی زمین کو آسمان
 لکھی گرو صفت حسن ماہ پارہ
 اگر فرصت تھی چرخ کہن دے
 یہ افسانہ جو تیری رو برو ہے
 اسی حسن زبان دی پر خدارا
 بلند می دی ذرا اوج بیان کو
 گزارش کی پیمین فی سنگی ارشاد
 تصور میں مری آتا ہی ایسا
 پہرے کے بعد با طرز ول آرا
 حیا سی وہ عروسان معائنے
 کبھی دیکھا نہیں ہی سایہ اونکا
 یہی کچھ عذر کا میری سبب ہے
 سوا اسکی ہو جو ایسا نظر سے
 کہا یہ فکر کیا ہی بخیر ہے

خیال کروش ایا م کیسا ہے
 جناب میرے بڑا مہر علی خان
 خداوند چہ سان گنہ دہانے
 قبول عتسلی کل ارشاد جسکا
 فصاحت گرو راہ مدعا ہے
 بچلے نکلے زبان و دجہان
 بنی ہر وائرہ چشم سہا
 اسی کی نام ہی دیا سخن
 خلافت اہل معنی گفت ہو ہے
 نئی صورت ہی سنگ طبع و کلام
 جلا دی جو ہر تیغ زبان کو
 کہ ای حسد مایہ لطف خدا واد
 شکوہ دہوی فی ہکا لکھا
 ہوا بھی نہیں خامہ فرسایا
 سدا مجھے ہین گرم لہجہ اسے
 خدا جاسے ہی کیا پیراہ اونکا
 نہیں ارشاد ہی انکار کبھی
 بجالاؤن دل و جان جگر سے
 ہر اک کا طرنا چنے طرز پر ہے

ہمکا شیشہ کہ چمکی شوق کا جام
مگر بان خیل مطلب میں کسی جا
بہر صورت ہوا جس وقت ناچار
فغانِ روجو کچھ یاد آئے
بس اب لازم ہی اربابِ سخن کو
تنظر جس جاڑی سہو قلم سے
تمنا ہی کہ جامی آئین باد
یہاں سی ہی فسونِ عشق آغا

کسی کی پیروی سی تجھ کو کیا کام
کمی بیشہ روار کہنا نہ صلا
لکھنی بحر ہرج میں چند شعا
مصیبت آشنا تھا کہ سنائے
کہ جب کہیں مری نقش کہن کو
بناوین خامہ جادور قم سے
کرین مجھ کو دعا خیر کی یاد
زبان و خامہ ہیں آپس میں ہمارے

شاد کشتی مشاطہ زبان بابر شیر کیسوی داستان

کہ ہر دوسا قی فرخندہ پے ہے
دہ وار و دی کہ ہوا سرورہ ماتم
سہے کہ تک می گلگون سی انکار
مردی ہی زندگی جام و سبوت سے
کہاں پیر طیف کیف نوجوانی
کسی ششخص طول بقا ہی
ہر اک سو ہی فریب خواب عباد
کہی یکسان نہیں حال زمانہ
کہا شک غبطہ مضمون کی گرائی

کہ پیسا نہ مرا محتاج ہے
تن پزل پائی اوج نشہ غم
شکست تو بہ ہو جائی نہ بیزار
میں گذرا آبروے آبرو سے
غنیمت ہی کوئی دم زندگانی
کند عمر ہر دم نارسا ہی
کیننگاہ جہان ہی دہم آباد
برنگ زلف پر ہم ہی فسانہ
طبیعت گدگداتی ہی کہانی

سنا ہی یون کہ محمود جہا انداز
 طبیعت پاک تھی فکرِ جهان سی
 پسندِ طبع تنویرِ تہ سہرے تھے
 اوسے عالم میں وہ سرمایہ ناز
 کہ سب مصروف ہیں خوابِ عجب میں
 زانی میں نہیں کوئی خبِ در
 پہرون تہا میانِ شجر و بازار
 کہان ہی ماتمِ شامِ غمِ سر ہی
 کہان گلپانگِ عشرتِ ہمنفس ہے
 کہان ہی قفِ لبِ خوشا بیل
 کہان ہی شکِ یزیدی بیہ امان
 کہان ہی زحمیتِ پیہم سی ہر دم
 کہان لطفِ فغانِ فرصتِ طلب ہے
 سرود و ساز سی ہی کون پہچانک
 ہنچکر و لہیں کچھ ایسی ہی باتیں
 کسی پرتا نہویہ رازِ افشا
 بدلِ شکلِ مطلب کی طلب میں
 نظرِ آیشِ محسوسِ دوزی ہوش
 جوانب کی تماشائی دیکھتا تھا

بشکلِ نخت تہاک ات بیدار
 لڑی تھی آنکھِ سیقفِ آسمان ہی
 ہر اک چشم کو اکب پر نظر تھے
 ہوا یون دل اسی اپنی مشورت ساز
 بہرا ہی مدعا و امانِ شب میں
 لکریان جا بجا دلہا ہی بیدار
 دل ہر پنجہری ہون خبِ در
 کہان ہی شکرِ صبحِ خوش نصیب ہے
 ہجومِ نالہ کسکا و اور س ہے
 کہان بیتا سنے دلِ رقصِ لعل
 کہان ہی غم سی سترِ قفِ گریبان
 رگِ جان پر خراشِ نشترِ غم
 کہان راحت کہان جوشِ غمِ غیب ہے
 کسی ہی طالعِ ناسا و سی جنگ
 بہت سی سوچ لہیں پوشیدہ گہا میں
 لباسِ مشکفامی بر میں بیتا
 کہ جیسے دن چپی و امانِ شب میں
 میہ کامل مگر بے میں و پوش
 قدم سر گریم راہِ عشا تھا

رنگ پوری گل جس جا گذرتا
 شب تار یک بین پیر تہا تہا
 غرض ناگاہ شاہ رشک فغفور
 لگا طرقت کی کرنی نظارے
 قصدا لاک جوان شوخ و طناز
 شرب عشق میں لست شاد
 سیر شوریدہ مہنون جنون ہی
 زخو رفته ہے جو شیریں زرد وین
 چپاکی ہی بل میں صورتِ دل
 زیادہ طول میں دہم بشری
 سراپا دہم و بچہ و جسم ہی
 ہر اک حلقی ہی او سکی ہی ہویدا
 جہای آسمان ہی خود فراموش
 دور قیحا و کس میں مدعا ہے
 عیان ہی لب ہی گلہ ایک ترانہ
 کہ شاید سسکے پار جو آرام
 زیادہ مضطرب و لک جو پایا
 صلاح آرزو سے کام نہ کام
 لپی جاتا تا شوق او کو سو یاد

معطر کو چہ و بار بار کرتا
 خیال صبح و ہر گاہا اہل کا
 جب پو نہ چا قریب قصر و ستور
 کہ و کیون کیا ہیں قدرت اشار
 نظر آیا پریشانی سی و سار
 نظر آشوب گاہ شوق ویدا
 رنگ لالہ دل لبریز خون ہی
 سراپا کم ہے راہ جستجو میں
 کند پر گرہ استاد کامل
 رسائی میں ہوا تا نظر سی
 مگر و چرخ شام غم ہی
 کشا شہابے آغوش تب
 عذاب این آن سی پند رکش
 ہجوم شوق میں کچھ بک باہی
 کھڑا پڑ ہتا ہی شعر عاشقانہ
 کہ می تکلیف جنبش تالاب نام
 بغل میں رشتہ جان باو آیا
 کیا اوس کو قد مبوس سر بام
 کہ رسوائی پکاری بان خبردار

خلافت اقتضای آسمان ہے
 کہ استغنیٰ میں کیا شہ فی گرفتار
 ہوتا تو کون ہی آیا کہ ہر سے
 پہرا کرتا ہی کیون راتوں کو تنہا
 مقرر تو کوئی ہی و درویش بکیر
 نظر آتا ہے مجھ کو خلق آزار
 طمانچے مار کر روی جوان پر
 کیو دی یون ہوئی عارض سہی
 یہ عالم دیکھ کر وہ نو گرفتار
 خموشی فی لبون پر زہر کھایا
 الم ایسا اثر پاشش جگر تھا
 عوض اشکون کی خون دل بہایا
 کہا تو کون ہی امی فتنہ ایجاد
 خطا کیا ہی ہوئی کیا مجسمی تقصیر
 غریب بکس ناچار ہون میں
 نظر آتا ہی کچھ نہ سیر جم و بیدر
 ستم ایجاو ہے بیداد گر ہے
 نہ لب ہیں شہنا طرز فغان سے
 نہ دل سے ناز بیتا ہے اوٹھایا

کہ ہر جاتا ہی او غافل کہان ہے
 کہا اوس سی کامی بیباک عیار
 غرض رکھتا ہی کیا اس نام دور
 کسند پر گرہ سی وہ سہل کیسا
 بچھی لازم ہی کرنا پانچ بیس
 سزای ناسزا کا ہی سزاوار
 چٹنی گلبرگ سوسن ارغوان پر
 وہوان ہو جس طرح شعلی سی لپٹا
 رہا حیران برنگ نقش دیوار
 ہجوم بخود ہی فی آستیا
 کہ ہر دم حال دل نوع و گرتھا
 کمال ضبط کیا کب رنگ لایا
 مجھی دیتا ہی کیون تکلیف بیدا
 میں ہون کسوا سہلی شایان تعزیر
 بلاکش ہون جگر افکار ہون میں
 ستم کاری میں ہی تو یکہ و سدر
 کسی کے بکسے پر کب نظر ہے
 نہ وقفہ ہی جگر و دشمن سے
 نہ رخسار وں پر اشک گرم آیا

کہا شدہ فی کہ ہوں میں شمعہ شہر
عدالت کامری سکر فسانہ
نہیں طاقت کہ حسبِ خوابان
نکلتا ہی زبان سی ہو کی شیرین
چڑائی رنگ دست و لہریا جو
اگر ہو چو رناسور جگرین
بلائی جان ہوئی ہی تیری تقدیر
مقرر جہدم او خانہ بر باد
یہ سکر وہ اسیر در حیران
کہ تھا میں تنگ مرگ ناگہانے
میری ہی محسن ہی گل تک ای پرفسون

نہا سٹ میں مرا مشہور ہے قہر
عدم آباد ہے جو رزما نہ
دل عاشق سے ہوں گشتہ ترکان
کلامِ مہرِ شوقان خود میں
کروں پامال میں دروخت کو
لگا دوں آگ آبِ نیشتر میں
نہو کی کار گرا ب کوئی تدبیر
گلے تجھے ملے گی تیغِ جلاو
بجلا لایا ملک کاشکرا حسان
لگر کی چرخ توئی مہربانے
زمین قتل کہ ہو گی شفق کون

بیانِ مہرِ بیچ نام و افع و بجا اور شہر طیار می و صیاق و

پلا سائی شراب آتشین جوش
سے ہمد لب پیمانہ اپنا
بہت کچھ تھی تعلق ہی کی خیال
کلامِ حضرتِ ناصح ہے بیجا
طبیعت پاک ہی ہر پیش و کم سے
غرض جب دل میں بھلاوہ پریان

کہ دل کو ہی ہوا ہی ماتم ہوش
پلا سے ہو گیا بیگانہ اپنا
کیا الفت فی سب سے فارغ البال
میں ہوں زندہ خراباتی مجھی کیا
نہیں مطلب فریب عیش و غم سے
کہ ہوں مثل شہرِ روم ہر کامہان

بہر آید دل ہجوم فرو و غم سے
 سنان درونی پیرا جگر کو
 یہاں تک اشک غم شگانشی ٹپکے
 تصور میں یہی کہتا تھا دل ریش
 کہ ہوتا ہے گریبانِ حاک
 بشکلِ نحتِ خفتہ سو گیا وہ
 کوئے یا اور شمعِ حسنِ پائے
 اویں فی صحت آئی کی نہیں ہے
 نہی معشوق سی پہلو ہی آباد
 عجب کیشکش کی مریاں ہیں
 کہ صبر سے ہو یہاں شتاوق
 یہاں آخر ہو دم کی نوحہ خواستے
 یہاں ہو وجہ ماتمِ لطیف ہستی
 پس مرون بھی اس رنجِ ابدی
 یقین ہی سوزشِ دل ہی مری جا
 ہزاروں شمع ہیں دل میں اسمان
 رہے گا تا ابد ماتم میں پر شور
 نہ صورت کوئی و نہ کوئی صنم کے
 کسی کی اسی فکرتِ قصیر کیا ہے

چہکار سدا بہرِ حسانِ ستمی
 ہوا رونا بننے ہر چشمِ ترکو
 کہ چین کر رات بہرِ دامن ہی شکے
 کہیں بدظن نہو یار وفا کیش
 نہ آیا کیا سبب وہ عاشقِ پاک
 کہیں یا صورتِ دل کہو گیا وہ
 بنا پروانہ تازہ گو لگائے
 کسی جا شرط جانی کی نہیں ہے
 مری ہو لی سی ہی آتی نہیں یا
 گرفتارِ عذابِ جہان ہوں
 وہاں زریبِ زبان ہو شکوہ یار
 وہاں ہو استدایِ بدگمانے
 وہاں ہو تہمتِ بادہ پرستی
 میں چونک اٹھو نگا آغوشِ سحر
 سحر سی حشر کو اٹھے گا شعلہ
 نہیں سینہ مگر گنجِ شہیدان
 لبِ فی سے زیادہ تریب کو
 سحر ہوئے نپائی شامِ غم کے
 نصیبوں سی بھی اپنی گلاب

فسر خن و دناز پر وار مصیبت
فرق و تروی ہی تنگ طبع ناشاد
نہیں شہستان میں حسن جفا کا
نکران پڑوئی ہی مجھے تفتیر
پہر ادن بہر بیان و شیت پر خار
کست اس واسطی لایا تھا ہمارا
ہوئی جب چلتی چلتی شام محسوس
ہر اک نقش قدم کی گرو ہر بار
پریشان پرتی پرتی چارسوی
اجل سے رستہ ایسا بھلا یا
یہی کچھ سرگزشت مدعا ہے
مجھی آزاد کروے دو بچہ کو
پہر اوس دم شہ کو جو نڈر تھو
یہ سنکر باجری صلح پیوند
تبیش ہی آرزو مند رہا ہے
اگر تجھ کو ہو سست مخلصی کے
پتا پیسلے بتا اپنے مکان کا
کہا جامی سکونت حسب پرتو
یہاں ہی چل مری ہمراہ گھر کو

لگا کہنے کہ ای وچر سداقت
میں ہوں اس تمہیں بیجا سی آواز
نہیں پامال انداز بلا کا
کہ صحر کو کیا تھا بہر پنجہ
فسر یب شوق آہو میں گرفتار
نہ بہر زوی ای ششک و ذہ بجاہ
فراموشی ہوئے آراہم شکو
تقصیق میں رہا مانند پر کار
دو چار آکر ہوا اس شہر کو سے
کہ پانچویں سبب کار کو میں آیا
یہی آفت زردون کا ما جواسے
کروں گا ناصیہ سائی محسوس
قبول دل ہو منظور جسکے ہو
کہا شہ سے فسوں حیلہ تا چند
مجھی ظاہر ہی تیری پار سائے
عوض اپنی ضمانت ہی کسی کی
نشان پھروئی کھیل مہرنگ
فلانی جا ہی اک مدت سہی شو
وہاں ضامن تجھی دون کا پدر کو

برای امتحان شدہ سائیکل
 ہلاکے صورت و یوانہ زنجیر
 وہ نکلا شکلی صدیج و محنت
 گل رخ ہو رہا تہا ز عفت رانی
 سرشت پاک تھی صبح ازل کے
 ادب ہی اوسکو وقت خط کتابت
 ولی تہا سر و مہری میں ہمالک
 در و ولتہرا کو جب کیا و ا
 کہ امی یاران انداز و فائے
 بہم تم کون ہو رکھتی ہو کیا نام
 میں ہدم محو تہا یا و خدا میں
 تعلق سے طبیعت کیسے تھے
 تجلی بخش دل نور تہا
 بلایا کیون بھی خلوت سرا سے
 کہا سلطان فی اوس شمع سحری
 کیا ہی میں فی دزدی میں گرفتار
 اگر ضامن ہو تو اسکا سحر تک
 نہیں لیجا کے رکھوں پانچیر
 یہ سنکر جا پر پیر کہن سال

جب آپو نہیافت یہ جلقہ و
 کہا سوتا ہی پاسبان راو چیر
 برنگ روح افسردہ بدن سے
 خزان دیدہ تہا گلزار جوانی
 بدستے ابتدا طول ال کے
 خضر لکھتی سدا حضرت سدا
 برادر خواندہ نعت اک مالک
 زبان چرب سی آہستہ بولا
 خداوندان شدہ آتش ناسے
 خلافت وقت تلو مجسی کیا کام
 جبین سا تہا جناب کبریا میں
 خموشی ہمزبان گفتگو تھے
 رک چشم کلیم اللہ دم تہا
 کرو آگاہ غم غم عاستہ
 خبر کچھ ہی تھی حال پیر سے
 سحر کو ہو گاتہ بان سردار
 مبارک ہو بھی بیاسحر تک
 کروں گاجع کو کچھ اور تہا
 لگا کہنے کہ امی مرو خوش اقبال

یہ فیصل خانان پر بادشاہ
 سدا رہتا تھا مجھ خود پرستے
 مری محبت سی آتی تھی اسی عار
 ہوا ہی عاق یہ برگشتہ ایام
 کہی تیاہون میں تم سی بہ تکرار
 نہیں مطلق خیال پا سدا سے
 سنی شہ فی حدیث پیر جسد م
 کہ نفرت سنی کی بخت جگر سے
 چلا لا حول پڑھتا اک طرف شاہ
 ندرست دیکھا سنے گر مجھو شہ
 لکے دامن کو تگنے دیدہ تر
 نہ اسپر شوق دل فی اکتفا کے
 کشاکش سی ہو اس دل کی ناچار
 نگاہوں میں پدر کی بین سر ہر
 لکراک یار سہم و مساز میرا
 ولون میں صورت نقش تمنا
 شرافت میں بہت عالی حسب
 اگر وہ مجھ کو یون دلگیر دیکھے
 محبت کیا ہی کہ وہ اہل ہوت

نکل جاتا تھا شب کو کمری باہر
 جہان میں ایک ہی رہتا تھا مستی
 ہمیشہ پسند سے رکھتا تھا انکار
 مجھے کیا اسکی قول و فعل ہی کام
 کہ رہنا اسکی عیاری سی ہشیار
 کرو جو چاہو حد شرع جاری سے
 ہوا تصویر کا چہرہ سی عالم
 چرائی آنکہ یون نور نظر سے
 جوان بھی صورت سیات یہ تھا ہمراہ
 اوٹھائی لب فی جہان خموشے
 گریبان شہناغم سے ہوا سر
 بڑھی حسرت سوال دعا کے
 لگا کہنی کہ امی فرخندہ کردار
 بشکل طفل اشک تر ہون اتر
 انیس و ہمد م و ہمد از میرا
 جگہ رکھتا ہی الفت سی میرا پا
 کہ امشب ملکہ او وہ لقب ہے
 اسیر پنجہ تفت دیر و یکے
 بجالاتی بدل رسم ضمانت

جوانی جو کہی اپنی ہوا میں
 کہایہ بھی سہی اسی دوزخیت سار
 اویسی ہمراہ لیکر شاہ ناچار
 نظر آئی عجب عشرت کی سامان
 کہ ہے اک یار محو غم سے تار
 او وہر ہی غفلت جوش میں لب
 وہان ہی ہاتھ وقف کروں دوست
 جوان نے حکم شاہ بد گمان سے
 کہ امی یار جفا و شکن و فادوست
 ہوئی ہی آج مثل عتدہ دل
 نہیں ممکن سوا تیری رہائے
 شفاعت خواہ ہی بی اختیار
 لکڑا وہ صدای یار سنکر
 خار می سی چہرہ ارغوانے
 او بھٹائشہ میں پاؤں سی امان
 تقاضای تمنا وقف حاصل
 یہی اک ہاتھ میں شمشیر عریان
 قریب آکر جوان کی رہنمائے
 کیا کیوں یار کو میری گرفتار

جگہ می شہ فی آغوشِ فغان
 نہیں مجھ کو وہاں چلنی میں نگار
 ہوا جب آستان بوس و برباد
 رہا نیرنگی گردن ہی حیران
 گر قمار بلا ہے دوسرا یار
 او ہر نشتر زن ویدہ رکی خواہ
 یہاں ہی آرزوی دیدن دوست
 پکارا اوسکو صد شور و فغان
 شفیق لطف فرما آتش باز
 خلل انداز راحت ایک مشکباز
 خدا را جسد کر مشکباز
 بجالا ہو سکے جو شرط یار
 چلا سیلاب کی مانت مریض
 ہر آنکھوں میں کیف نو جو
 بسا بوی عروسی میں گریبان
 می حسرت می خالی ششہ دل
 جواب جلوہ سے زبانیان
 پکارا اوسکو کجا رہا
 کرے زندگی سی اپنی پیر

تجھی تقدیر یوں لائی ہی تیرے
 ابھی آزاد کر قید گران سے
 کہا شہ سے کہ ای مرد و لاور
 کہ سیرج شجہ سرکار شاہ ہے
 پہرا کرتا ہوں شبکو تا سحر میں
 یہی دزد و شب بھنگ جہان گرد
 سحر کو لو نگاہیں تجھے ہی طرح
 ہوئی جب جہل کے آپس میں تھری
 کہ ای شمع شبستانِ محبت
 نکر تو کشتگو جوشِ غضب سی
 یہی فرمانِ روائی کشور شاہ
 ملکہ زادہ یہ سنکر با صد افسوس
 بجالا یا تمہارے شرطِ آداب
 پس افسانہ ابلہ نہ رہے
 یہ میرا یار ہے اسکو رہا کر
 کہا شہ سے نہیں تجھے سرکار
 اگر ہی تجھ کو پاس آشنائے
 ضمانت سی لیا آخر جوان کو
 بٹھایا گوشہ خاں مکان میں

مری باتوں اجل آئی ہی تیرے
 نہیں ہوتا ہی تو رخصت جہاں سے
 عیش ہی قہر میں جامی سی باہر
 بھی ہی خدمتِ عالم بنا ہی
 ہراک کوچی کی رکھتا ہوں خبر نہ
 تو ضامن ہو اگر آتا ہی کچھ درد
 نمانوں گا کوئی حیلہ کسی طرح
 لگا کہنے جو ان پابِ پنجبہ
 ہوا کیوں باعثِ تکلیفِ حجت
 حذر کر جب راتِ ترکِ ادب سے
 اسی کا حکم ہی ماہی سی تا ماہ
 تملق سی ہوا شہ کا قد مبوس
 بشکلِ خادمانِ خواجہ القاب
 کہا ای چارہ ساز بد نصیب
 جو کچھ ہو مجھ سی پادشہِ خطا کر
 فقط سرکار کا یہ ہے گنہگار
 تو ضامن ہو کہ ہو جس میں رہا
 کیا رخصت شہنشاہِ جہان کو
 نگارستانِ چین شکِ جنان میں

چہا کر سہند و قالین و خجاب
 بہر صورت وہ محو غمکسارے
 ملی جب رسم مہمانی سی فرصت
 ملکر اوسی بی پوچھا ای برادر
 ہوا کیونکر گرفتار غم سے تو
 جو ان فی روبروی یار و مساز
 کہ ای یار جو ان فرخندہ اختر
 جو دیکھی شکل اس نور خدا کے
 اکیلی باکی شب آغوش خالی
 زبان محو جواب لن تراست
 ستاروں کو سمجھ کر چشم بینا
 چہے حسن صفا کیا پیرہن سے
 نیا ہی شوق ناز و دلبرے کا
 لکھی گر خامہ و صف موی مشکین
 جبین لفون سی کب ہی افشان
 خم ابروی پیوستہ سی ہر دم
 جو دیکھے رنگ چشم سرمہ سا کا
 کہان شرکان بر شکستہ نمودا
 کنار چشم و نبالہ کچا ہے

نیا آستہ اک جا پنی خواب
 رہا آادہ خد مسکرا سے
 ہوئی آپس میں تنہائی کی محبت
 پڑی افتاد کیا مجھے بیان کر
 کہان جانا تھا پابند ہو سر
 کیا یوں نوٹہ دل اپنا آغاز
 وزیر شاہ اک رکھتا ہی دختر
 زبان شتاق ہو وصل علی کی
 پٹ جاتی ہی تصویر نیسالی
 نظر نا اشنای محراب سے
 نہیں شکیں کو نکلتی اوسیا
 نظر آتی ہی شکل روح تن سے
 سراپا ہی ابی عالم پرے کا
 ہر اک نقطہ ہونا آہو چین
 قریب صبح ہی شام غریبان
 کچے سہے تیغ بہر اقل عالم
 کہے گردم آہو ہی پیارا
 کف دست دعا ہی بہر بیمار
 لب آہو میں یار گ کیا ہے

منور روز و شب خسار و خواہ
 کہون کیا سخی یا قوت لب مین
 زبان کو شکوہ قید سخن ہے
 صفای دُر و ندان سی سر اسر
 اگر دیکھے گلوی جلوہ فلک
 یہاں تک ہیں نزاکت فرین و شش
 کہون کرو صدف دستِ سرخ جانان
 دو پستان یا حجاب بحر مستی
 نہیں ہی نات ہنگام تماشا
 خیال ناز کی سے تیج کہا یا
 حنا چہ پاؤں پر ایسی لپی ہی
 مری اوسکی ہی ربط عاشقانہ
 نہیں فرقت کو ارا ایک دم کی
 مگر کہتے نہیں بانٹ دے گوہر
 بے رنگ طفل اشکِ آرزو ہم
 کستِ تاب وادہ شب کو اکثر
 حضور حسن بوی ماہ سیم
 سوا اسکی ہو کر کچھ اور منظور
 نگاہ بد ہوئے ہو کر کبھی چار

بشکل آفتاب جلوہ ماہ
 خیال بوسہ لایا ہی غضب مین
 نگہبان خال ہی زندان مین ہے
 زبان ہی آب گوہر پیشِ ناور
 جھکالی ہر صراحی اپنی گردن
 گران ہی اونکو عکس گوہر گوش
 قلم نگین ہو مثل شاخِ مرجان
 شکم یا موج زن طوفانِ مستی
 نظر آتا ہی عکس چشمِ پینا
 کمر تک سایہ کیسو نہ آیا
 اوسی جٹ کیو قد مونی لگی ہی
 جگر ہی تیرِ مرگان کا نشانہ
 قسم ہی در میان سنج و الم کی
 غبارِ لوث روی مدعا پر
 نگہ رکھتے ہیں باہم با وضو ہم
 اوڑا لیجاتی تھی قصرِ پری پر
 مین رہتارات بہرِ محو تماشا
 مری آنکھیں ہوں یارب چشمِ تسلیم
 سدا رکھہ مثل چشمِ یارِ بیمار

<p>اگر سر کی چوٹی پہن تو مین بال ہوا ہو بی ادب من بھی جو ہاتہ اگر بوسی کالب کہتی ہوں مان رکھا ہوا و سکی زانو پر اگر سر ہوا ہوں ساتھ گریب نہالی مگر مان بہر لطف ہمزبانے پڑھا کرتی تھی وہ تا صبح قرآن جبین مین جب غبار سجد پایا وہ پڑھتی سورہ ولیل جہم قضا آج مجھ کو شحہ شاہ سمجھ روز عیار و جفا کار</p>	<p>رہون مین لفت کی مانند پامال یزناک شاخ بی بر قطع ہو ہاتہ رہین مثل جرس تا حشر نالان نہ مجھ کو خشت بالین ہو بیسر ہلال آسار ہی آغوش خالی گوارا سب تھی جو رہ آسمانے مارتھا صحت رخسار اہمان جگر کو خاک ہو ٹایا و آیا مین تکتا جانب کیسوی پر خم ملاقت رب مکان غیرت ماہ کیا بند سلاسل مین گرفتار</p>
--	---

شعلہ افروز شوق و آتشکدہ سیدہ جوان باز فتن برادر نر ویک جانان

<p>کہان ہی ساقی عہدہ فراموش پڑی ہی میکہ می مین ہ خرابی جدائی مین تری لبریز ساغر و نور گریبی حالت روی ہی تری فرقت مین دل خون ہو گیا ہی ملکہ زادی سی وہ دیوانہ عشق</p>	<p>وواع صبر ل ہی رخصت موش کلے مل کی روتی ہی گلابی نظر آتا ہے مثل دیدہ تر گلوں شیشہ مین ہجکی بند ہی کہان شیشہ بغل مین آبلہ ہی بیان جب کر چکا افسانہ عشق</p>
---	---

کس ای غمگسار عاشق زار
 حباب آسای پر پیماں
 خبر ویتاہی امروز مصیبت
 مجھی آواز مرغ صبح دم کے
 کر می گاشق سر پر سایہ اپنا
 ہو ای جہل میں میری بصد خوش
 کوئی دم میں عیان ہو گا سحر گاہ
 میان قتل گتہ تیغ دو دم سے
 مصیبت کر پڑ زاری میں ہو گی
 فغان و آہ سب بالین پر اگر
 کھڑی بہر کی لپی گروی اجازت
 نہیں محشر میں اس شرم و فاس سے
 کہا او سنے کہ ای یار دل افگا
 ولی ہی خوف چرخ حیا جو سی
 مبادا پھر کسے کا سامنا ہو
 وہی ہو لطف ماتم رشک شادی
 کہا پھر چارہ و تدبیر کیا ہے
 اجل سے کم نہیں تاخیر مجکو
 مرادون کو نہ اس دم روک دل کے

مرا گل خاتمہ ہی آخر کار
 فنا ہو وقت ہی تہاں
 مری فروا ہی نہ ذرا ہی قیامت
 مہار کیسا وہی شام عدم کے
 دکھائی کی محبت پایہ اہمنا
 زمین قتل کی ہی واکرہ آغوش
 طلب مجکو کری گاشقہ شاہ
 کر ہی گا سر کو ہر صحت قدم سے
 تمنا سینہ افکاری میں ہو گی
 مری ماتم میں ہو گی خاک بر سر
 میں اپنی یار سی ہو آؤن نصرت
 رہیں گی نیچی آنکھیں دلربا سے
 نہیں ہوں مانع ویدار و لدار
 نہ جل جائی حصول آرزو سے
 وہی زندان وہی زنجیر پا ہو
 وہی جویش مراد و نامرادی
 علاج کاوش تقدیر کیا ہے
 ہر اکدم ہی دم شمشیر مجکو
 ابھی آتا ہو نہیں اس گل ہی مل کے

شہنشاہی اور موسومہ
 چلا وہ جس کی بانی نالہ وادہ
 رہے مطلب میں بس تھا گرم رفتار
 ہوا جب کوئی جانان میں چین سا
 توکل کے سلطانِ انزل پر
 نہ فرصت دی ہجومِ آرزوئے
 رہے وہ حلقہ ہایِ تاب دادہ
 شہنشاہی اور موسومہ کی رہبری ہی
 ولیکن صورتِ تصویرِ بجان
 میانِ شب پس و یوارِ خانہ
 کہ مہتاب سے پہلے کس شکِ مہتاب
 نزاکت مانع تکلیفِ تن ہے
 نظر آتی ہیں وہ خوابیدہ ترکان
 نہیں بکھری ہوئی خسارِ پر بال
 جوان اگر تیریبِ ماہِ سیما
 تصور میں بھی کہتا تھا ہر بار
 ہر آنکھوں میں کیفِ جوشِ شب ہے
 ہوا مانع جو آدابِ تمننا
 ولی جب دیکھتا کو تا ہی شب

کہرا سنتا تھا باہم قولِ اقرار
 ہوا یہ سنے بزمِ سایہ ہمراہ
 کفِ پایِ صبا تھی آبلہ دار
 کیا بیتا بیون سے حشرِ بر پا
 کست پر گرہ پسینے محل پر
 کیا خود گم خیالِ جستجوئے
 بزمِ زلفِ محبوبانِ فتادہ
 ہوا عطفِ آشنا باہم پر ہی ہی
 رہا اک گوشہ خالی میں پنهان
 نظر کرتا ہی کیا شاہِ زمانہ
 خمارِ آلودہ کیفِ شکرِ خواب
 روایِ نورِ مہ سائے کن ہے
 بہم لپٹی ہوں جیسی دو پراران
 شبِ غم سی عیان ہی صبحِ اقبال
 برابر شمع کے بالین چھلکا
 فدائی چشمِ خفتہ بختِ بیدار
 جگانا ایسی فتنے کا غضب ہے
 رہا ہنگامِ آراہی تماشا
 ٹپکتا لب سی بہیم جوشِ لہریب

یہ کہتا ہی فلک وقت کرم ہے
 مصیبت میں شریکِ حلِ مشکل
 کہ ٹپکی روی گل پریشلِ شبہم
 اثر آ کر و ردِ دل پر پکارا
 کہلی جب آنکھ اوس شکستہ می کے
 نہ لایا تابِ چشم جاودانہ
 گریبانِ صبور می ہو گیا چاک
 جوان کو دیکھ کر طاقتِ فراموش
 جو دم کی شکل پامالِ جفا کے
 کہ ہی مجسموئے خاطر پریشان
 جنون اپنا اثر دکھلا رہا ہے
 دل بیتاب ہی از خود رسیدہ
 جو پائی اوسنی بوی دامن یار
 کہلیر آج سپری دیدارِ نکمیں
 پری پیکرِ برائی پریش حال
 کہ ای تارہ ہمارے کامرانے
 یہ کیا عالم ہی تجھ کو کیا ہوا ہے
 ہجومِ غم سے دل نا شا کیون ہی
 تجھنی دامن ہی کیون نفرت ہوئی ہی

فغانِ غم بہت ہی رات کرم ہی
 ہوئی آخرِ جہتِ کاری دل
 سرشاکِ گرم الفتِ او د غم
 ہوئی تکلیفِ بیداری گوارا
 ادا غمری فی رسمِ کافری کی
 ہو آئیں ادا کا دل نشانہ
 لیا بیہوش ہو کر پورے خاک
 اوٹھی گہرا کی وہ غارتگر ہوش
 نظر آئی عجب قدرتِ خدا کے
 مگر رہے برنگِ کرو دامن
 جو پیراہن ہی شتاقِ قبا ہے
 حواسِ ہوش میں امنِ شیدہ
 ہوا بیہوشی بہیم سے ہشیار
 ہو میں حسرت سی باہم چارِ کہتین
 ہوئی یون جلوہ بخش شاہدِ قال
 گلِ بخیر گلزارِ جواسے
 یہ کیون بیوجہ زکات و ہواسے
 جگر آماؤں فریاد کیون ہی
 گریبان گیر کیون وحشت ہوئی ہی

یہ کس کا طرزِ بیتا سنتے خوش آیا
 یہ کیسی داغِ پینِ رخ پر نمودار
 خداوند اتری آگی ہی نہ سرباد
 یہ عارضِ جہاں دستِ چو رنگبای
 ہوا نیلا یہ جس سے ہی رنگین
 کہا ای غمگسار ویاہ جائے
 گرا ہی طشتِ بدنامی فلک سے
 ہوس مجھ کو نہ تھی تاباں لائے
 کیا بیرحم و ظالم نے گرفتار
 ضمانت سے ہوئی آخر رہائے
 بس آکر وکیلو گرد و کیسنا ہو
 چراغِ دہنِ صحرائے بنا ہوں
 وہ قطرہ ہوں کہ مثلِ اشکِ حشر
 رنگِ ناکِ گل جو خزان سے
 یہ سنکراوسنبت کا فراوائے
 ہجومِ اشکِ فی دریا بہائے
 نظر آئی کہ ورتِ یارِ خاطر
 بنیمتِ اشکِ عشرتِ فی پائی
 بڑا یا سلسلہ دیوانے سے

یہ کسے طائرِ بسمل منسا یا
 یہ پونہچا کے ہاتھوں تجکو آثار
 قصدِ قیاسوں کا دی مری داد
 رنگِ پنجہ خورشیدِ جلیبای
 وہ مثل ہو یا یہ مثلِ پامی چوین
 کہوں کیا طول ہی مری کہانی
 ملا ہی داغِ ناکامی فلک سے
 عس کی شکل بنکر مر گئے
 چلا لیکر مجھے مثلِ گنہگار
 پی رخصت تہنا کیمنج لائے
 خدا جانی سحر کی وقت کیا ہو
 کوئی دم میں ہوا خواہ فنا ہوں
 سرِ مرثگان سے ہوشنا نصرت
 سفر کرتا ہوں میں باغِ بہان سے
 قیامت ایک برپا کی سرہائے
 فغان لب تکا خواہی کوئے
 اذیت ہو گئی غمخوارِ خاطر
 الم کی پیر گئی دل میں دُعا لی
 کمی کے خدمتِ فزاں سے

کیا ہاتھوں فی میل جیٹ دامن
 کبھی گرا لقیات ہوش کرتے
 جوان سنے دیکھ کر آوازہ شوق
 تامل کر کہ مثل ابر تصور
 جو اس عالم میں ہی ہزار و پاک
 برنگ بوی گل محو فضا ہے
 حجاب آسا ہی اس بحر فنا میں
 ثبات بی ثباتی ہر کہیں ہے
 یہی مدت سی ہی رسم زمانہ
 مرا بھی وقت نصبت جبکہ آیا
 شب ماتم کامیری غم نگر تو
 رہی قسمت کہ ننگ بہت عشق
 فراز دار ہی عاشق کو معراج
 عروج پایہ الفت سے ہے
 اسی ہی قصہ مجنون ہی مشہور
 پس لداری یار و فاکار
 کہ اوٹھہ اوختہ رنج نکوئے
 پڑ ہیں اب چند ساعت ہم جگر چاک
 معاوا لہ کہ ذکر این و آن سے

مصیبت کی ہوئی پروا کی مان
 پریشان سنبھل چکپوش کرتے
 کہا اوس سی کہ ای دلدادہ شوق
 جہان ہی خواب ناویدہ کی تعبیر
 مقرر جائی گا اکدن تہ خاک
 شہر کی طرح آتش زیر پا ہے
 جگہ پائی ہی آنچوش بلاتین
 یہ منزل جای آسائش نہیں ہے
 کوئے آگے کوئے پیچھے روانہ
 اجل کو اک بہانہ ڈھونڈ لایا
 خدای دو جہان پر رکھ نظر تو
 ہوا قدر بان کوئی حضرت عشق
 اسی کی رہتی ہیں یہ لوگ محتاج
 یہی ہی باعث عزت یہی ہے
 کیا گویا اسے نے خون نصیب
 ہوا یون حرف زدن سینہ فگار
 فروغ مہر چرخ ماہر وئے
 سعادت ترا کلام ہم از و پاک
 ہوئی غافل خداوند جہان سے

غرض خلوت میں ہونے پر پرمان
 کہ اتنی میں بھی نوبت گجر کے
 قضا کے مثل اور اوج تہنسا
 سو دن فی فغانہای اذان سی
 نظر آئی نہ وہ شبکی سیاہ ہے
 جوان وہ سنتی ہی نوبت کی وار
 کہ امی نور نگاہ چشم عالم
 بسا ب میں چوڑتا ہوں آستانکو
 یہ سنکر گفتگو شوریدہ سر سے
 لگی روئے وہ پامال تنہا
 کہا امی میچ سمان ان بیداو
 شہادت تیری قسمت میں لکھی تھے
 کہ میں زندہ رہوں توحیف مر جا
 ہو امی جانفشانی کی ہوا ہے
 نہ اسدم راز دل مجھسی نہان کر
 بہر صورت میں ہوں تیری ستار
 یہی غم ہی کہ میری روبروسی
 عدم میں ویکٹر سب تجکو ناشاد
 ہو امی وصل اگر عشرت طلب ہے

بہم مینی ہوئی پڑھتی تھی تہنسا
 لگی آئے ندامت سر کے
 حجاب شب بخ عالم سے اولٹا
 جگہ یا شلوغ کو خواب گراں سی
 ہوئی رخصت صابری کوس شاک
 ہوا یوں شاہد طلب سے و ساز
 مری رخصت مبارک ہو بعد غم
 تجھی سو نیا خدای مہربان کو
 برنگ آرزو پسے جگر سے
 بنائی چین دامن موج دریا
 مراد خاطر چرخ ستیز
 ندامت میری قسمت میں لکھی تھے
 وقاداروں میں شہرت اپنی کر جا
 کروں کیا بی لہی زنجیر پاس ہے
 جو کچھ تجکو تنہا ہو بیان کر
 نہیں ہی کچھ سجالانی میں انکار
 چلا ہی تو پشیمان آرزو سی
 کہیں گے یہ کوئی ہی حشر آباد
 حجاب آرزو و دایان شب ہے

کہیں توئی نہ ملے وصل جانا کہری کی یاد کیا بھولتا ہے

ولی ہی تنگ وضع پاکباز سے
قیامت کو اگر ایجان جبین گے
کہا امی شاہد بکتا ہی عصمت
خیال آتا ہی کیا اکدم کی خاطر
نہیں اندیشہ چشم این و آن کا
کہ آگے جسکے راز دل ہمارا
لکریان بہر سکین دل زار
کہ آخر بہر استقبال پیدا
ہجوم جن و نساں ملک سی
اگر تو بھی کسی صورت سی تنہا
عجب کیا شادی دیدار و سدم
بہل جاؤں تہ خنجرین ناشاد
مناسب ہی لکرای یار جانے
کہا تن پر یہ پوشاک ہو گے
شہنشاہ بن نشان صبح پاکے
جوان ہی بعد نصرت بادل زار
جو کچھ تھی سرگذشت غم و مان کو

کہ لین ہم قسمت عشق مجاز سے
شراب وصل جنت میں پیرین
نہیں سی دیدہ لیلای عصمت
کرون میں پروی نفس کا فر
مجھی ڈر ہی خداوند جہان کا
برابر ہی نہان و آتش کار
تجھی دیتا ہوں اک کلپٹ سی پا
سحر کو ہوں گامین پا بوس جلو
زمین چپ جائی گی چشم فلک
وہاں ہوا ایک ساعت جاوہ و ما
بہلا دی دل ہی یاد کاوش شرم
ند کیوں بیکسانہ روی جلاو
بتا دی کچھ مجھی اپنی نشانے
الم سی شکل وحشت ناک ہو گے
ہو ارا ہی طرف دولتہ اسکے
ہو او خسل میان خانہ یار
ملکزادی سی سب سنی بیان کے

فتر عاشق چاہے قتل گاہ کہ خدا شکر بنو غیرت ماہ

پلاسائی شہر اب جانفشانی
 حدیث نوحہ افزار و بروہے
 بہری ہین ولولی ول ہین لہی
 پریشانی اثر ہی شاد و ماسنے
 غمار نشہ و شست ہی سرہین
 فراغ جان ہوئی ہی پامین بنجر
 گریبان کو تمنا چاک کے ہے
 قسم کرتا ہوں حال پنج افرا
 شب عشرت ہوئی روپوش جسم
 حسد کو وہ شبہ ظل اسے
 ادب ہی تخت دولت سر جہکائی
 وعاء خیر کے کڑی فلک سے
 کھڑی ہر چار سو تھی حسبِ تولد
 کہ اس میں پیمان شہر آیا
 نگہ کی شہ لی چشم مرزاں سے
 کہ جاسمت ملک اوہ اسیدم
 کہ حاضر روز و شب کو کشتاے
 یہ سکر حکیم سلطان یگانہ
 کہوں کیا تیز رفتاری میں کیا تباہ

قریب شب ہی روز زندگانی
 عزائمیں روز گفتگو ہے
 بہت کچھ حوصلی باقی ہین غم کی
 اجل تعبیر ہی خواب جو اسے
 جنون میں آئے ہی در و جگر ہین
 سر آغاز ہی اتنا مہتاب
 سر عریان کو رغبت خاک کی کے
 کہ قصہ ہی شہراق جسم جان کا
 نمایان کی فلک نی صبح ماتم
 ہوا زینت فرا می تخت شلہ ہے
 حضور می ہین قدیم سی کو آئی
 کیا و روزبان آہین ملک سے
 امیر و بخشی و دیوان و دستور
 پی تسلیم سر اوسنی جھکایا
 کیا آگہ اوسے راز نہان سے
 مری جانب سی پونچا حکم حکم
 نہیں ہوگا گرفتار خیر سے
 ہوا شہر مطالب کو روانہ
 سوار تو سن باو صبا تھا

روار و مثل برق شمسہ قنار
 جو سوداگر پیرے رات ماری
 کیا واما ندگی نی دل کو بیتاب
 مگر بیدار یار محسوس دیاں تھا
 کہا مان واقعی میں ہوں گنہگار
 یہ سکر شمعہ سلطان و بیجاہ
 زبیر تھان زو حام خلاق سر پر
 یہاں تک شور و غل فی سلاوٹھایا
 ہوا معلوم اوسکو آتش سرکار
 عس کی رو بہ واکر و نا شاد
 پریشان کی مگر یہ حال تیسرا
 مقصد ہوں آپ میں اپنی خطا کا
 عس ویکم کرو و نون کو ہمدم
 کہ بیتابی سی ہن چلنی کو طیار
 ہوس کہتی ہن کیون لین دیاں کی
 ادب ہے مانع انکار کسکا
 یہ کیون و اس کشن بل جفا ہن
 تھا خدای و نا شاد کیون ہی
 غرض چرخ سکر کے ستارے

ہوا بخانہ یار ضما ندرار
 بسر کی تھی میان آن وزارت
 ہوا وقت سحر شرمندہ خواب
 بحسرت و کیت اشکل جو ان تھا
 مچی لیچل جہان ہو حکم سرکار
 چلا لی کر ملک وادی کو ہمراہ
 ہراک کوچہ ہوا آغوش محشر
 جوان کو خواب راحت سی جگایا
 وہی ہی فتنہ خوابیدہ بیدار
 لگا کہنی کہ ای سرمایہ داد
 مروت سی فقط ضامن ہوا تھا
 اسی کرتا ہی کیون مور و جفا کا
 کیا و ابستہ زنجیر باہم
 نہیں جگہ لوم کیا باہم ہن سر
 غرض کیا انشی ہی شاہ جہان کی
 عدوی صبر ہی اتار کسکا
 المہ سی کیون یہ راحت آشنا ہن
 ہوا ہی لذت فریاد کیون ہی
 حضور حضرت سلطان جی

حسن چن بہر حکیم رسم تقریر
 کہ جس سرہین یہ دونوں خانہ پر یاد
 کہا یجب اسو مقتل جوان کو
 ملک زادہ ہوا آزاد خاطر
 ہر اک کو ہر کسی معصومی کا غم تھا
 یہی کرتی تھی باہم لوگ تکرار
 یہ کس پر ہتھان غم ہی توٹا
 کمی کی کسی سخت نارسانے
 نظر سے انتہا جسے جفا کے
 کہی کہتا کوئی چرخ کہن سے
 وہی رسم جفا اندیشگی کے
 کوئی کہتا گرفتاری بجاسے
 یہی تھی ہر طرف چرچی کہنا
 سوار واسپ خوش و تیز رفتار
 سمنہ شوق کی پہوٹی ہوئی باک
 سیہ پوشاک پہنی ہی غل میں
 بڑا کر اپنی زخیں ہوشعنان کو
 ملیں جب حسرت لودہ نگاہیں
 زبیر تہا کا رنہ رما شوق دیدار

ہوا شاد کش کی سیوی لہت سیر
 بجالاؤن انہیں جو کچھ ہوا رشتا
 رہا کر جلد یار ہستیاں کو
 چلا مقتل کو یہ ناستا و خاطر
 جگر صد چاک دل محو الم تھا
 کہ یارب کون ہی تازہ گرفتار
 مصیبت فی یہ کسی گہر کوٹھا
 چلی لی کر اجل کسکو مٹانے
 اہا بت ہستنا رو کر دعا کے
 نہ آیا باز تو اپنے چلن سے
 وہی آخر عداوت پیشگی کے
 خرد بیگانہ وحشت ہستنا ہے
 ہوا پیدا جوان اک غمت سہ ماہ
 بسان ہوش عاشق جلوہ یار
 محبت کی جگر میں شعلہ زن آگ
 کہ جیسے زہرہ آغوش حل میں
 دکھائی شکل یار نو جوان کو
 ہو میں رخصت جگر ہی ہزارہیں
 گاہیں تمہیں کشا کش میں گرفتار

بیان کرتی تھی رازِ دل اشارے
 انگلیں خاطرِ ناشادین تہیں
 خوشی سی کیا کہوں عالمِ جوان کا
 عجب کچھ مجھ ویدیِ خلل تھا
 ہوائی خاطر پر آرزو سے
 کہ اسمیں دیکھو وہ شاہِ عالم
 نظر کروہ میانِ خلج خاموش
 اسی قیدی کو ہر دم دیکھتا ہے
 یہ سنکر حکمِ سلطان ہر انداز
 نگہ بین دیکھتی ہی شوکتِ حسن
 لباسِ مرومین دیکھا حسین کو
 مگر کی عقل فی پیدار سائی
 پس دراک دستورِ یگانہ
 مقدر یہ جوانِ جہتِ جالاک
 یہ چہپ کر ویدہ ماورِ پردہ سے
 کہا شہ نے کہ ای دستورِ بجا
 بہم رکھتے ہیں یہ آشفتمند حالت
 میانِ سیلِ عصیانِ مثلِ کوہِ
 حیا سی کو تلائیں کچھ زبان تک

زبانِ حال تھی گویا نظارے
 تمنائیں مبارکباد میں تہیں
 سراپا نار ہر وارِ تمنا
 نہ پاس جان نہ سودا ہی اہل تھا
 کہڑا تھا لو لگائی شمعِ دست
 لگا کہنے کہ او دستِ تورِ عظم
 کہڑا ہی اک جوانِ ماتمی پوش
 بتایہ کو ان ہی کیا ماجرا ہے
 کیا پیکِ نظر کو گرم فرستار
 ہوئی محو فریبِ حیرتِ حسن
 نہ پہچانا جوانِ نازنین کو
 جو کچھ تھی شکلِ مطلب دیکھ آئی
 لگا کہنے کہ ای شاہِ زمانہ
 مری بیٹی ہی رنگِ گوہِ بیاک
 تما دیکھنے آئی ہی گھر سے
 حقیقت میں ہوں و نون کی آگاہ
 رنگِ بلب و گل پاکِ الفت
 سرِ شہ نہ میں اب تک ہوا تر
 مگر یہ پاکدامنی کہ سان تک

مرا طیفِ جاسِ نور ویدہ
 شتا عقد کردی انکا باہم
 توقف ایک دم جائز نہ کیا
 دکھائی سورتِ محسن راہِ تقویم
 کیا عقدِ جوانِ شکِ پری سے
 میانِ عیش و عشرت حوصلِ باد

تری وہ دستِ حسنِ سریدہ
 طبعِ زرشوکتِ شاہانہ اسدم
 یہ سنگِ گفتگویِ شاہ والا
 اوسے ساعتِ بلا کر اہلِ یسم
 ملا کر زایچہ نیک اختر سے
 لگی رہنی وہ دونوں بادلِ شاو

دیریاں خاتمِ شرب و چہ تسمیہ

کہ ہوں خدمتِ سہیشتِ تاجِ حیرت
 مجھے قولِ غنیمت یاد آیا
 کہ دورِ آخر شد و قہیتِ این وقت
 عروجِ فکر و کملانی نہ پائے
 قلمِ کورہ گئی حیرتِ رقم کے
 قلمِ سب سے دلو انجاسمِ بیان کا
 کہ اسکا نالہ تسلیمِ کھنڈ نام
 کہ گویا دل سی میری نقشِ پایا
 اسی چہ جیوی شوقِ پس کے

بیلا ساقی شربِ جامِ حیرت
 جو تو نے شیشہ و ساغرا وٹھایا
 بیلا ساقی بیلا می قبلہ شوق
 طبیعتِ جوشِ پیرانی نہ پائے
 سخن سے لطافتِ صفحہ کم کے
 نہ نکلا حوصلہ اپنی زبان کا
 احسانی کہا ہنگامِ ہتاسم
 یہاں تک یہ پسندِ طبعِ آیا
 زیادہ تر نہ آہین پر ہو س کے

ہوا ہاتھ سی بہرِ سالِ ارشاو
 قبولِ خاطرِ بابِ فنِ باد

قطعه تاریخ ختم نامی تصنیف از مولانا استاد بلعنا بک امیر صغیر علی خان نسیم پور

چون نظم شود این فسانه	تازه گل من زباغ تسلیم
گفت نسیم نسیم سال تصنیف	تربان بجمال نظر تسلیم

قطعه تاریخ ختم نام طبع از پیشی اشرف علی صاحب لعلی اشرف

بتوفیق خدا چون این فسانه	ز طرز نو بخت آوازی یافت
بگفت اشرف بی تاریخ ختمش	کهن افسانه ساز تازی یافت

شکست همیشه بهادار شوی تاریخ ریخته خامه دور عبد خاندان

بیلای کفایت و ستاوم	چنانکه باده مضمون ناموم
انیس خلوت معنی نگاران	جلین مجلس شری شعاران
شراب شوق بهما عشق تعلیم	خدا بوق امیر الله تسلیم
رقم زونا را تسلیم بشنو	کهن افسانه دار و جملوه نو
بشوق دیدارش چشمم که چید	شنیدن اولم تا راج گروید
بمضمون هجر خاکشت دل خون	چسان گویم فسانه بلکه افسون
سایه تاریخ تصنیفش عینا	بدل فسرود شوق خواندش را
نوشت این سال هجری جان ورد	جگر زانا که تسلیم پرورد

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل في كتابه
الغياض والنبات والحيوان
والإنسان آياتاً للذين
يعقلون



مطبع فني في
الطبعة الأولى
الطبعة الثانية
الطبعة الثالثة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اجازت او خیال مہر و دل
 طبیعت پر مری کچھ ناز پر ہے
 مضامین پیٹے ہیں فکرِ ساسی
 بنایا جسنی کن سی دو جهان کو
 مہ و خورشید و سایہ کو فلک و ار
 طلسمی کارخانہ اک بہت ساس کے
 بلند و پست سب اوسے بنایا
 جہان میں اہل مینش کی عجب کو
 کیا پیدائشان ہر نبی نشان کا
 دیاسا مان شامانہ کی کو
 کسی کو عشق کی لذت عطا کی
 دکھائی جسلو مای حسن خوبان

کہ آپونچا دم تکلیف شکل
 کوئی مطلب مگر آغاز پر ہے
 زبان جنبش میں ہی حمدِ خدای
 کیا پس انداز میں و آسمان کو
 سکھایا بنی آدم اندازِ رفتار
 نظری چپ رہا صورت دکھا کے
 عدم سی عالم ہستی میں لایا
 وصال و ہجر بخشار و ز و شب کو
 دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
 بنایا خاک ویرانہ کی کو
 مزا ویتی رہی اندوہنا کی
 بنایا صورت آئینہ حیران

چہ پائی سیکڑوں جلوہ کی کہا کی
 نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ ہاتھ
 تماشا دوست یار خود نما ہے
 کہیں شوکت ہی شارہ ہنسیا کی
 کہیں ہی ہمتِ اخوانِ یوسف
 شہرِ شعلہ انداز ہی کہیں وہ
 کہیں ہی التماسِ شوق و یار
 کہیں طالب کہیں مطلوب ہی
 سنبھل ہی سرخوش پیماہِ شوق
 ریادہ ترندی رخصتِ قلم کو
 کہانتک ایک سہی ہنگِ فریاد
 ملکِ مشتاق ہیں حرفِ دعا کی

شائیں صورتیں کیا کیا بنا کے
 فقط عالم ہیں ہی افسانہ ہاتھ
 تصویر بن کے پرتا جا جا ہے
 کہیں غفلت ہی ذکرِ ادب کی
 کہیں ہی عصمتِ امانِ یوسف
 ادیب ہوشِ موسیٰ ہی کہیں وہ
 کہیں ہی محرمِ اسرارِ انکا
 غمِ ہر رنگ میں کچھ ہے ہی
 خرابِ بادِ سخاوتِ شوق
 می وحدت کی بدلی کہیں و م کو
 بدل اب اور کوئی رنگِ فریاد
 فلک پر بھیج تھنے التجا کے

سنا جات عاشقانہ

اتنی وی کوئی دل سرسبز چش
 ہمیشہ سایہ خجستہ میں ترپنی
 وہ دل ہو جو ستم کو ناز سے
 سدا کا میون ہی کام رکھے
 ہنسے رسوائی حالِ زربون پر

بربک زخمِ خندان غمِ فراموش
 اگر محشر بھی ہو محشر میں ترپنی
 وہ دل ہو سوز کو جو ساز سے
 جو نکلی کام کوئی نام رکھے
 بہائی اشکِ تدبیرِ جنون پر

بنی موجِ ہوا ی پائیم سائے
 جنونِ نگیزوہ سا مان کھائے
 نہو پامال غم کی سرکشی سے
 رہی و نرات خود دیوانہ اپنا
 نہ ہم آغوش ہو جانان سی اپنی
 بڑھی گرد گمانی چشمِ ترکی
 سنائی شادیان رنج و محن سے
 نہو کامل مذاق تلخکامے
 حباب آسا طلسم یک نظر ہو
 دکھائی مضطرب وقتِ مشکل
 ترقیخواہ تکلیف جفا ہو
 نہیں بس آشنا سپر ہی ظہر
 اجل ہو مہربان دشمن کی بدلی
 برنگِ شمع کشتہ بعدِ مدون
 لحد سی اوٹھکی بھی مضطربون میں
 نہ آنکھوں میں نشانِ خواب کیوں
 رہی سر پر ہجومِ منہ جبینان
 نہون شاکی مری ہمہ از محسبی
 رگ سودا جنون میں خون کوتری

سنی زنجیر کی ہرزہ خیالے
 خیال پاک مجنون میں نہ آئے
 اوٹھائی ناز و دشمن ہی خوشی سے
 برنگِ شمع سلہ ہو پروانہ اپنا
 پشیمان ہی رہی ارمان ہی اپنی
 قسم کھائی سردِ دلِ جگر کی
 اوٹھائی عیشِ نودلِ غم کہن سے
 رہی ہر مدعا میں ناتمامے
 کہ اپنی جنبشِ دامن سی ڈھو
 رہی سینہ سدا آغوشِ لبھل
 بلا گردانِ سامانِ قضا ہو
 لبِ مضمون سی ہی کچھ اظہر
 کفنِ مجکولی دامن کی بدلی
 بنی فانوسِ تن آغوشِ مدفن
 غبارِ عرصہ محشر بنون میں
 اگر دیکھوں کہی پیرِ آب دیکھوں
 سنون ہر دم تقاضای حسینان
 رہیں راضی نیاز و ناز محسبی
 سنے طعنے زبانِ نیشتر سے

گرینِ نشتِ جگر آنکھوں سی باہر
 نہ چھوٹی مجھسی تا انجامِ ہستے
 نہ کیوں شکلِ اربابِ ریاسے کے
 عمامہ قہر ہو جب تہ بلا ہو
 رہوں زندہ تمنائی قضا سے
 کجی پیدا کروں ابرو کی صورت
 رہی مثلِ گریبان چاک دہن
 کر می دامانِ صحر سر پرستی
 قیامت لائی سر پر داغ سودا
 مروں تیور اگر بد لیں الم کے
 شفا می دل ہو بیستابی کا آزا
 اجل سامانِ شادی کا سبب ہو
 پشیمان چارہ گر بالین سہی وٹھی
 نکل جائیں سب بان بوج و تن کے
 رہیں نا آتش نال لب مد عاسے
 بنوں اپنی شکستِ دل کی آواز
 بڑھیں رہی یہ جنسِ سرسری کی
 یہاں تک کا ہش تن مہربان ہو
 کمال بی نشانی جب دکھاؤں

بزمِ اشکِ لبیل مہول ہو کر
 بشکلِ آئینہ صورت پرستے
 حریفِ خسرو مشتاقِ عبا کے
 درازی ریش کی عس و غلا ہو
 امید یا سچ حسرتِ عاسے
 پریشان دل رہوں کیو صورت
 پھروں تا عمر ہستی پاکِ امن
 دکھائی مستیان ویرانہ سستی
 بنی خورشیدِ محشر داغ سودا
 رُکی سینی میں دم رکنی سی غم کے
 شکیبائی رہی صورت سی ہزار
 صفِ ماتم صفِ بزمِ طرب ہو
 مسیحا چشم تر بالین سہی وٹھی
 اجل آئی مری معشوق بن کے
 زبان ہو گنگ حرفِ التجا سے
 رہی مجھ پر ہی میرا حشر تک ناز
 اوٹھاؤں نازِ قحطِ مشتری کے
 کہ میری یاد بھی خوابِ گمان ہو
 تصور کی تصور میں نہ آؤں

چہ چون جس وقت مثل نکست کل
ہوا جنت کی دون میل نظر سے
نہون رسواری بازار قیامت
سیہ کاری منبول لم بزل ہو
بس ای تسلیم کبتاک جوش مستے
کمی کر شوق عرض التجاہین
زمان نعت سلطان امم ہے
زبان ہی مائل ذکر پیغمبر

بنی مدفن زیارت گاہ بیل
لیٹ کر دامن خیمہ لہری
نہ لون احسان سو وای ملاست
لباس کعب طو آنسہل ہو
کہانک شیوہ مطلب پرستی
گرہ دی طول زلف مدعا میں
سر خامہ پٹی تسلیم خم ہے
دہن ہی حلت گر واپ کوثر

نعت جناب اہل خانہ نبیین محمدی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

او ہر آاد خیال پاک و امان
ادب فی اور ہی جلوہ دکھایا
خدا ماریش مضمون روشن
سبار کہا و نعت مصطفیٰ ہے
سکھایا جس نے ہمو وین اسلام
زمین و آسمان زیر قدم ہے
بہانک سر و یکتائی میں پایا
ہوئی کافر سی جبار خواہی
احد فی ہم احمد کو ازل میں

تکلف ہو چکا تکلیف احسان
چراغ ہوش کو خاموش پایا
کہ پیلائی ہوئی ہیں فہم
زبان پر نعت رحمت ہے
سنائی امر و نہی حق کے پیغام
شب معراج سیر نیدم ہے
کہ سایہ ہی نہ پایوسی کو آ یا
بتوں فی دی نبوت کی گواہی
عنایت کی جگہ دل کی نخل میں

لکھوں کیا فروغ ذات کبریا سے
نہ کم ہوں کی طفیل شوق بے حد
بی بخشش اگر ایسا فقط ہو
فقیری میں دیا شاہوں کو انعام
فدا ایسے سبب سے سبب کے
خدا را اسی شہنشاہ دل اندر
بہت کچھ ہو چکی غفلت پناہی
یہاں تک جوش محرومی عیاں ہے
سوادِ مردم چشم بتان ہوں
عروسِ یاس ہم آغوش دل ہے
ہوس ہی روضہ انور کو دیکھوں
طوائف مرتد شاہِ نجف ہو
بناؤں تو تیاہی چشمِ بخواب
خصوصاً جان نثارانِ پیہر

نہیں کیا بخشش سبب سے
نیاز کس دیا نازِ محبت سے
بلاغت نامہ عصیانِ عجب ہو
پڑا ہر علم بی تنہم و فہم
تصدیقِ عالمِ اُرمی لکھ کے
اوستہ یک نگاہِ محبت سے
بہت دیکھا عتابِ کم نگاہ ہے
کہ مجھے بدگمان میرا گمان ہے
سو دیا ہی دل ہندوستان ہوں
سری اسید مجھے منفعل ہے
جبینِ آستان پر سر کو دیکھوں
غمِ ناکامی دل بڑھاتا ہو
غبارِ آستانِ پاکِ اصحاب
ابو بکر و عثمان و حمید

سببِ تالیف کتاب

پہنچ ساقی کہ وقتِ نوش آیا
سب سے اغرا و ٹہا بہر تلافی
سینہ مالون خاطر پر جوش کو مین
کہ اکدن اتفاقاتِ بہان سے

تری غفلت سی محکو ہوش آیا
زبانِ شکوہ و ہوئی آج صاف
کروں گویا لبِ خاموش کو مین
ملی نہ دستِ برفائی آسمان سے

تسلی کا ہوا جس دمٹ جگر پر
عدم کی راہ لی رنج و تعب کی
دل آسودہ مثل اہل ادراک
بشکل روح اور پس و پیش
ہوئی پیدا اثر حسن شکون کے
کبھی جبریل کا ہم آشیان تھا
کبھی روحانیوں ہی ساز کرتا
کبھی تھا عالم حیرت و خفاوش
وہ معنے پر آیا جب بہ تکرم
جگہ دی سنجیدہ اثر پر
پس سرخ نیاز و وستانہ
گل تازہ بہار نکلتے دانے
اجازت ہو تو خدمت میں بانی
کہوں افسانہ بیستانی دل
سراپا مثل نے دروشتنا ہوں
کہا دل فی مری تقصیر کیا ہے
کہا جو اہل فن گذرا جہان میں
لکھا ہر ایک نے مدح و فسانہ
مگر تہربان اس نخل زبان کے

ہوا بہر اشک حیدر فی چشم تر پر
مبارکباد دی عیش و طرب کی
ہوا صبر و وفا سیر عالم پاک
تماشا شائے ہوا نور و قندم کا
کہنے دروازی قصر نیلگون کے
کہے عنقابی وشت لامکان تھا
کہے قسمت پر اپنی ناز کرتا
بشکل طوطی بوستان فراموش
ادب سی کی سخن فی عوض تسلیم
قدم چومی ہوا تہربان سر پر
لگا کہنے کہ اسی فخر زمانہ
چمن پیرای فرودس معانی
کرون ظاہر کچھ اپنی خستہ جانی
سناؤں داستان قصہ سہل
تھی ہوں آب سی تم ہی ہوں
جو کہتے ہو کہو تاخیر کیا ہے
کیا سگہ روان اپنا جہان میں
بنایا مجھ کو مہمست از زمانہ
کہ تم قارون بنی نقد بیان کے

لگا کر قفس خاموشی دہن میں

کہا دل فی سخن ہی سچ ہی بات

زمانی میں یہ قحط دروان ہے

طبیعت ہٹ گئی شعر و سخن سے

بنا کر حُسنِ طلب این آن کو

ملی گاجب کوئی مدوح ذی بجاہ

سخن نے سنکے دل ہی پُفسانہ

ہزاروں اہل فن کی قدروں میں

خصوصاً صاحبِ اقیال جاوید

رہی دل جانبِ توشیحِ شید

مہرِ محترم بہت دستاں میں

میں خستہ خانہ وحدتِ مدوش

علاؤ تر بہر پیداجبین سے

یہ عالم ہے کفِ گوہرِ فشان کا

خیمِ تیغ و دودم گر خونِ فشان ہو

خجرا مان ہو خضرِ ساجد ہر سے

نظرِ محوِ رضا می ہینہ چاکان

اثرِ ہمت میں ابرِ درِ فشان کا

یہاں خُلقِ سب نکست فشان ہے

چہ پایا جیتی جی مجھ کو کفن میں

مگر میں کیا کروں ہیبت ہیبت

کہ تجھ کو بات ہی کرنا گران ہے

تتقر ہو گیا اظہارِ فن سے

کروں آلودہ کیا اپنی زبان کو

بخوبی دون کا داؤدِ نظم و خواہ

کہا اب ہی نہیں خالی زمانہ

خریدارِ گھڑماہی بیان میں

دو عالم میں یگانہ مثلِ خورشید

اشاروں میں ہی شکلِ نام پیدا

حریفِ ہمتِ حاتمِ جہان میں

دل پر عسرتِ پیمانہ جوش

لیاقتِ جلوہ گرِ عقلِ متین سے

بنافرشِ زمینِ صحنِ آسمان کا

شہوقِ گونِ دامنِ کن و مکان ہو

ارمِ آئی قدمِ لینی کو سر سے

صفا طینتِ بشکلِ روحِ پاکان

حقیقت میں چمنِ پیرا جہان کا

دماغِ اہل عالمِ عطر و ان ہے

ارادون میں اثر جوشِ نہان کا
 ازل ہی سبجِ موزا فرونی جا
 بزرگی بوسہ زنِ حسنِ حسین
 لہی پرتاہی و رپرِ حسنِ خضر
 شرفِ دیلمی اسکی زبان کو
 مری شہرت ہو اطرافِ جہان میں
 یہ مژدہ سنکی و لگو چوش آیا
 ہوائی نظمِ خاطر میں سمائے
 ہڑیا اندیشہ بھر سیرِ فلاک
 زبان کرنی لگے گوہرِ فشانے
 کہلی غنچی گلستانِ سخن کے

مرا ساجدِ طبعِ جوان کا
 قیامت لبتِ شامِ بختِ بدخواہ
 اجازتِ فخر کی کراوچِ الین
 ہمیشہ کاسۂ خورشیدِ انور
 دکھا اعجازِ فنِ اہلِ جہان کو
 تری عزت ہو اربابِ بیا نہیں
 طبیعت میں عزا کچھ اور پایا
 جگر سی آہ موزوں لبتِ آمی
 کیا مضمون نی استقبالِ ادراک
 قلم لکھنے لگا رازِ نہانے
 یہی سنبل نی بوسی یاہن کے

دستانِ بیچ بیانِ بی مرغِ محبت کی رجوع کرنا طرفِ آغازِ حالِ عشق کے

سنبل ای ساقیِ میخانہ راز
 ہراک دم ہو رہا ہی نشترِ دل
 لحاظِ توبہ و اعطاء و ٹھادے
 کہانتک ضمطِ آبِ جوشِ مستے
 لبِ غلامِ دی میری لب سے
 میسر پر کہان یہ ساز و سامان

کہ پرتی غبتِ تکلیفِ آغاز
 خدائش نالہ اُستادِ کامل
 اچھوٹی دونوں عالمِ سی پلاوے
 کہانتک فرصتِ کوتاہ دستے
 سمجھ لوں آج میں نیستِ اعجاب
 زمانِ عیش ہی دم بہرِ کامان

کہیں عشرت کہیں فاقم سرا ہے
 کہیں ہے صبح عید زندگانی
 کہیں ہے نغمہ یاران محفل
 کہیں ہی جاوہ لبہامی خندان
 کہیں لطیف بہار بوستان ہے
 کہیں گل تاب رخسار چمن ہے
 اکڑتا ہی کہیں شمشاد گلشن
 کہیں راحت کہیں جوش بلا ہی
 فریب افرا ہے تیرنگے مانہ
 زمیں و آسمان کی پست عالی
 ثبات ملی ثباتی کہات میں ہے
 تہمت ناخیز احسان اجل میں
 خوشی سی غم کی ہی تاثیر پہلی
 تجھے حرص جہان بدیل عبت ہے
 ازل ہی زال دنیا ہی ستمگار
 نئی جادوگری ہی اسکی دم میں
 ہزاروں زہر کھاتی ہیں اسی پر
 خردنا آشنائے زانہ اسکا
 یہاں لت وہاں تکلیف آزام

دورنگی آسمان و کسلا ربا ہے
 کہیں ہے شام مرگنا گمانے
 کہیں ہی شکوہ کبیر حمی ل
 کہیں اشکوہنسی ہی لبریز دایان
 کہیں اندیشہ خار خزان ہے
 کہیں منہت سار بلبل نعرہ زین ہے
 کہیں تسمری اسیر طوق کون
 غرض دنیا عجب حیرت کی جا ہے
 طلسم ہی یہاں کا کارخانہ
 یہ سب ہیں شکل تصویر خیالی
 فریب مدعا ہر بات میں ہے
 عروس مرگ ہی ہر دم بغل میں
 عیان ہی خواب سی تعبیر پہلی
 غبار آسا پس محل عبت ہی
 لپی پہلو میں ہی پہلوی اغیار
 کہ وانا دام میں آتا ہی دم میں
 نہیں ہی بند یہ قحبہ کسے پر
 فسوں ہی کم نہیں افسانہ اسکا
 برا آغاز ہے بدتر ہی انجام

هوای عشق باقی بین فنا ہو
 تر تیغ محبت کھنکھ کو
 محبت میں لو پاسے اگر ہو
 محبت سی ہی روز عیش و جوش
 محبت سی یہ الفاظ و معانی
 محبت سی لالہ لہو ہے
 محبت سی گل تر ہی جگر چاک
 محبت ہو جو گرم جلوہ سازی
 محبت سی ہیں روح و تن ہم آغوش
 محبت سی جگر سوزی مزا دی
 محبت کہیں سہا ہر جگر ہے
 محبت سی ہی لہریز فغان فی
 محبت سی دلون میں ساز و دیکھا
 محبت ہی عجب یای پر جوش
 یہاں کا ڈرہ ڈرہ پر بلا ہے
 دم تیغ اجل ہی ساحل سکا
 بحسرت جان دینی زندگی ہی
 گواہ حال جوش عاشقانہ
 نہیں تصنیف طبع نکتہ دان کا

یہ ایک بزرگ کی نثر ہے

بزنک قطرہ دریا آشنا ہو
 حیات بی اجل دی آرزو کو
 ابھی وہ ماہ تابان جلوہ گرا ہو
 محبت سی شبِ غم ہی تیرے جوش
 ہم چسپان ہیں مثل یار جاسے
 محبت سی پریشان موج بوسے
 محبت سی دل بلبل ہی غمناک
 بنی پروانہ داغِ شعلا بازی
 محبت سی گل آرم میں ہی جوش
 محبت لذتِ راحت ہلا دی
 محبت جلوہ پروازِ نظر ہے
 محبت سی نہیں خالی کوئی شئی
 محبت سی نیاز و ناز و مکیا
 کہ ہر قطرہ ہی طوفان سی ہم آغوش
 دو عالم اک سہراب کم ناس ہے
 فنا ہے سہل کا مشکل اسکا
 قضا اس میں ادائی بندگی ہی
 سپر و خامہ ہوتا ہے فسانہ
 بیان ہی ہمدم صادق بیان کا

کہا تنک ل میں نازِ قدر دانی
و کہاؤں حسن و عجازِ بیان کے
ہر اک سو و مہوم ہو فکروں کے
جلائی گرمی مضمونِ عدو کو
حصولِ مدعا می دوستان ہو

کروں بی پروہ رازِ خوش بیانی
زبان بوسی لی حرفِ داستان کے
ہوا کیا کیا بند ہی طبعِ روان کے
کری بندش پشیمانِ عیبت کو
سخن آویزہ گوشِ جہان ہو

آغازِ داستان

او ہر آسائے غارتگر ہوش
چمکتی لامی گلگون کہیں سی
کہ پہر ہوں سرخوش پیمانہ عشق
کہ تھا اک نوجوان سست مدہوش
ترقیخواہ آشوبِ جواس نے
تجڑد میں بشکلِ سرو آزاد
سر پر شور پامالِ جنون تھا
جبینِ تناق اوس تصویرِ غم کے
خسہ ابر و نیازِ آبادِ حاجات
جگرِ محو فریبِ بے قرار سے
عیانِ رخسار سی جوشِ نہانی
لہون ہی شورِ بیتانے بہم تھا

و فانا آشنا عاشق فراموش
زبانِ مہوم وچ آبِ تشنیں سی
بیان کرتا ہوں میں افسانہ عشق
برنگِ آرزو پروردہ جوش
دعا گوئی بلایِ ناگمانے
برنگِ نکستِ گلِ خاندہ بر باد
حنائی طرح دلِ بے ریز خون تھا
غبارِ سجدہ پامیِ سنم کے
برنگِ مصرعِ بیتِ مناجات
سرِ مژگانِ شہیدِ اشکبار سے
خطِ نو سبز شرحِ نوجواس نے
دہنِ پیماؤںِ مریادِ غم تھا

زبانِ مغل زبانِ عاشق زار
 ازل سے عشق ربط آب و گل میں
 سدِ اندِ نظر تھا حسنِ منرات
 پیلی شکینِ خاطر کو بکوبین
 قضا اما ایک دن نہ شکیا
 قریبِ شام سوی چوک آیا
 تنہا خیز ہر جانب نظر کے
 جہاں جس شورِ غیبِ دیکھا
 ہوئی پسیدانگہ کو رغبتِ دور
 کوئے کا فراوا ہی نغمہ پرواز
 کوئے میباک ہی گرم اشارہ
 کوئے نازک ادا مسندِ نشین ہے
 کوئے خندان برنگِ صبح نور و
 یہ عالم دیکھتا اپنے ہوا میں
 کہ ناگہ جوشِ ستی رنگ لایا
 بتِ بیرحم عصمت نامِ حبکا
 کٹری ہی ناز سی کل فریبِ بام
 نہ مانہ ہو رہا ہے محو دیدار
 وہاں جو ہی تجیر آشنا ہے

ہمیشہ قصہ خوانِ شکوہ یار
 خلش کے گد گدی پہاوی ل میں
 حسینوں میں بے کرتا تھا اوقات
 پہرا کرتا تھا شہرِ لکھنؤ میں
 چلا گھر سے پی سیر و تماشا
 دل مضطرب جو راستے پیا یا
 ہوئی راحت فراحت جگر کے
 طلسمِ ناز محشرِ خیز دیکھا
 نظر آئے لگے سامانِ کچھ اور
 کوئے رشکِ پری ہی شعلہ پرواز
 کوئے چالاک ہی محو نظارہ
 کوئے آئینہ روا آئینہ بین ہے
 کوئے برقِ تبسم سی جہاں ہونہ
 بڑا کچھ دور راہِ مدعا میں
 قضائی اور ہی سامانِ دیکھا
 ستم پیشہ عداوت کا مہم جکا
 نگاہِ حسد گر ہی مرگ پیغام
 عیان ہیں وعدہ فردا کی تار
 برنگِ ہوش عاشق کہو کیا ہے

وہ کا فرخسن پر اپنی ہی سرور
 بہر تین ہی میں جوش و جوانی
 قدموزون سراپا نور میں غرق
 عیان ہر عضو ہی شان قیامت
 دم رفتار گریا ہی قدم پر
 وہ کا فر زلف یاد و دگر ہے
 غضب ہے جا کی پھر آنا دہر کا
 وہ پیشاے کہ جسکا ہر شتاق
 ہمیشہ دیکھ کر شام و صبح کو
 ہر اک بروہی تیغ خوش نظارہ
 دم جنبش از او سفتہ کر کے
 خمارا لو دگے آنکھوں ہی پر
 نگاہ مست پرتی ہی جد ہر کو
 وہ ترکان وقت آرایش کریں کہ
 کنارِ بام وہ رخسار پر نور
 یہی کہتا ہی ہر شتاق مضطر
 وہن گرداب صہبائی معائنے
 تبشیر بن کے ہر لب سے ہویدا
 زرخندان جلوہ گر مانند گرداب

سراپا مثل برق عکس طور
 زبان مصروف لفظ لعل ترانی
 برنگ مصحح برجستہ برق
 سراپا جان و ہیکل قیامت
 بجای سایہ رنگ و می محشر
 دل نہا ہسی بھی تاریک تر ہے
 اثر ہی زلف میں نام نظر کا
 درخشان کو کب اقبال عشاق
 کہی لی سنا جہن شمس و شمس کو
 سراپا جو سورج اشارہ
 مبارکباد ہی زخم جگر کے
 نظری کیف مستانہ ہویدا
 غشی آتے ہی پا بوس نظر کو
 دل آئینہ میں بانند جو ہر
 نظر آتی ہیں جیسی عکس طور
 سوانیزی پہی خورشید محشر
 زبان موج شرب لعل ترانی
 تقاضا شوئے طبع جوان کا
 برنگ آب گوہر خشک سیراب

صفت کردن کی فزون جھلی سے
 ہر اک شلہ برنگ بوستہ گل
 عیان سینی سی آغاز جو اسے
 نزاکت سی عجب عالم کس کا
 کسی صورت نہیں آتی نظر ناف
 یہ نقشہ لطف صحبت فی دکھایا
 لکھون کیا جسم مخفی کا اشارہ
 ہر اک زاوہ طرب انگیز عشاق
 نمایان پاتھی سی ساق پر نور
 دو بالا حسن ہی جوش صفا سے
 غرض اس طرح وہ خورشید سیما
 جوان نی ہی نگاہ شوق ڈالی
 کشید شوق نی جادوگری کی
 کہلیں ویر پر وہ عرض دل کی این
 لی سینی میں اس شمع ریدہ سر کے
 رہی کچھ پیشل نو خیریدار
 پہر آخر جذبہ دل نی کمی کے
 او اسی صورت اب رو کھے وہ
 چھپائی شکل نی دل کی صورت

وہی جانی لگائی جو گلے سے
 زیار تگاہ سب عید بلبل
 نمو پستان کی غماز جو اسے
 گمان سبکو رک تار نظر کا
 مگر ہی حلقہ سیم کمر ناف
 کہ ثابت نی عدم کا لطف پایا
 عیان رخ و ماہ نو میں اک ستارہ
 بظاہر جفت خوبی میں مگر طاق
 تہ فانوس جیسے شمع کا فور
 عیان رنگ خنایا ہی پشت پاسے
 ہر اک جانبیک سر گرم تماشا
 تنہای دل مضطرب نکالی
 بہری چتون ادھر شکست می کی
 ملیں باہم گلی و و نون نگاہیں
 خدنگ ناز نے بوسے جگر کے
 نیاز و ناز باہم گرم بازار
 ہوئی تاشیر پیدا رہی کے
 طبیعت کی طر حیرت گئی وہ
 گرایہ خاک پر بسمل کی صورت

ہجوم شور و سیٹانے سے آکر
 حواس و ہوش عقل و صبر و آرام
 و عاوی جسک ہڑی حال دی سے
 غبار آسا اوٹھا فرش زمین سے
 مگر حیران کہ یہ سامان کیا تھا
 کس پر حم قاتل سی لڑی آنکہ
 لیون میں کس لپی قتل حیل تھا
 ہوا یہ کون غائب رو برو سے
 متاع صبر و طاقت کی کیا کون
 اوسی دہن میں وہ پامال تمنا
 جب آدھی رات فی انجام پایا

کیا دل کو ستم آبا و حشر
 ہوئی سب نذر ایسا کی و لا رام
 کیا رخصت ہجوم پنجوی نے
 ہٹا پہلوی کوئی نازنین سے
 کس پر بق بلا کا سامنا تھا
 یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گہڑی آنکہ
 سکوت مدعا کیون مدعا تھا
 کیا کس نے پشیمان آرزو سے
 یہ دلغ نامرادی دی کیا کون
 رہا سرگرم راہ جوشن سو دا
 بلائی تازہ لے کر کھ پیچ پایا

بیان و محنت و کلا و رنگ آ کر نکلیا جوان کا شہر پیو بہر لکھنؤ

پلا ساتے سے خون تابہ دل
 قرار ہستی داری جوش پر ہے
 زبان ہی گفتگو سی پہر ہم آغوش
 کہ تا وقت محروم نہ نو گرفتار
 بسر کی جل کی مثل شمع ماتم
 نہ پہلو میں دل آفت رسیدہ

کہ ہون چیرت فروش چشم مل
 ہجوم کیف مستی ہوش پر ہے
 طبیعت میں ہی یون باؤ فراموش
 رہا مانند چشم خم سیدار
 اوٹھا دو و جگر کے طرح برہم
 نہ دل میں صبر و حشت آرسیدہ

یہاں شام مصیبت جلوہ افروز
یہاں ہورنگت نکت و بدلتا
یہاں احسان مرگ ناگہانے
یہاں ہنگامہ آرائی پہ نالہ
یہاں سستی نہاں شوخی و شنگی
اسی صورت گزری جب کئے سال
غبارِ دشت رسوا سے بنایا
ہوئی بگائگی اپنے سے پیدا
لگا فروغ آئی وضع نے خلل میں
پڑی برہم مزاجی مثل سنبل
برنگ شور رسوائی جہاں میں
کشاکش سے جنون کی تنگ آکر
یہ سوچے عالم بیچارے میں
تمنائی وفا عصمت کے معلوم
یہاں ہر جدا و شعلہ رو سے
غرض اکدن ہر دیو اس کے میں
چلا گھر سے برنگ نبض مضطر
ترپ سی کچھ دل پر جوش ٹھہرا
کہا امی کوچہ و لدار تیرا بن

وہاں سامانِ سچ روزِ نور و
وہاں ہاتھوں میں منہدی غم پلٹتا
وہاں کیفِ شبابِ کلارے
وہاں دورِ شرابِ پر سالہ
غرض ہر رنگ میں رنگِ دورنگی
فلک فی اور پھینکا قرعہ فال
برنگ قیس سودائی بنایا
ریم آہو ہوا سالی سی پیدا
لگا رہنے مزارِ رحمت بل میں
ہوا نے قیدِ شکلِ نکمت گل
لگا پہرہ ہر اک شہر و مکان میں
ہوا آما وہ ترکِ لکھنؤ پر
کہ ہو چنپ دی بس آوارگی میں
یہ ارمانِ خوبی قسمت سے معلوم
جلائی کون دل داغِ عدو سے
بکڑ کر شیوہ بیگانے میں
ہوا قربانِ خاک کو می لب
وہاں دم بہر رنگ ہوش ٹھہرا
تصدق امی غبارِ کوئی جانان

عدد و چھما ہی چرخ پیر کو
 تمی مضمون فلک چھار باہی
 قدم جمتی نہیں مجبور ہوں میں
 جنوں کا حکم ہی گہری سیکلیے
 ترقی پر ہی احسان خدا
 کہان مہلت ہی تکلیف دہ
 نہایت مختصر ہی طول فصاحت
 یہ کہکشاں عجب دیر جو اسے
 طیش دلینے پر نگہ بعض مضطر
 زبان دلداری ضبط سخن میں
 تحیر ہمت و ہوا نگے پر
 اسی صورت خیال میں آن میں
 کبھی شہر و سکی رسم ہی جنت آباد
 کبھی گرد و رم و حشری غلہ لان
 کبھی ایک بیابان غارہ رو
 غرض کچھ روزہ مایوس آید
 قصار حسب حکم نخت ناکام
 عجب ہر شہر و کسری تھا
 برنگ عکس اک منہ روئی ثانی

جدا کرنا سب سے تنہا
 بلا ہی جان منہ یہ بد دعا
 برنگ دست شل حلو و ہون میں
 گریبان گیر ہی وحشت کہ چلیے
 مشکون پر ہی جو شہر طرازی
 خیر کیا وون دل لبریز خون سے
 خدا حافظ اس اب تکلیف دست
 بڑا وہ سب دیر باغ زندگانی
 روان اشک بدست ہر قدم پر
 فغان خوابیدہ آغوش میں
 آسف رخصت منہ زانگی پر
 راس گرشتہ اطرافت ہماں میں
 کبھی صحرا ہجوم آباد
 کبھی ہم صحبت نازک نہالان
 سوا و شہر کا ہے شام کیسو
 پہر مثل نگاہ یار سے قید
 ہوا اک شہر میں داخل شام
 طلسم آباد حسن کافری تھا
 ترک تادار غ جو راستہ سانس

ہوا میں سہجہ و غم غمینی کی تاثیر
 ظہورِ شاہِ قیصری بہرِ مکان سے
 جوان بہرِ مستِ شہلِ ہوش و انا
 کہ آیا سامنے اک مردِ درویش
 سراپائے طمع صورتِ گدا کے
 حقیقتِ آشنا و معرفت کا
 شرابِ ذوقِ سہلِ مستِ مرثا
 نہ کہتا کچھ تعلق پاس باتے
 شریف و پارس اور مزدان تھا
 کہا اوسنے کہ تو آیا کہاں سے
 کہا گھر کس دایرِ نا مجھ میں
 کہا مقصود اس غربت سی کیا ہی
 کہا کافی رہی یا پابندِ ہلام
 کہا کس شغل میں رہتا ہی ہر شار
 کہا کچھ تو مصیبتِ آشنا ہی
 کہا یہ کس لئے محنتِ سفر کے
 کہا جائی گا آخر کہاں کو
 کہا کیا یار سے اپنے خفا ہے
 یہ سنکر جسم آیا فوجوان پر

نوازن ہر طرف مرغانِ تصویر
 ملک کرتی زیارتِ آسمان سے
 نظر کرتا تھا قندرت کا تماشا
 برنگِ غنچہ نورِ ستارہ ویش
 بہری دل میں ہو سنا و خدا کے
 مقاماتِ ولایت سخی حیدر وار
 سدِ ایوانِ راموشی میں مشیا
 مگر باقی کی ولیمین اس بلستے
 لباسِ فقیر میں سلطانِ نہان تھا
 کہا آبادی ہندوستان سے
 کہا جنتِ نظیر لکھنؤ میں
 کہا ترکِ تنہا مدعا ہی
 کہا بی قید کو مذہب سے کیا کام
 کہا نفیِ عہد و اثباتِ ہمدار
 کہا دل میں غمِ الفت بہرا ہے
 کہا ہوں بوی گلِ علوتِ سفر کے
 کہا تقدیر لی جائی جہان کو
 کہا یہ وہمِ بیجا آپ کا ہے
 لی آیا پیرِ سائے اپنی مکان پر

راہِ صبر و فطرت و زو و شب و
سحر کو بخت و مشق و رو و شغال
وہی آغاز کی مہمان نوا سے
کس اکچہ دن بین آراہم کر تو
نہیں حکمت سی خالی نکستہ راز
پس نہ کہ مثل زلف خانہ بردوش
کشتش و شوش کال میں جو پاک
کیا قطع تعلق این و آن سے
ہوس پیدا ہوئی طاعت کے فرائض
اکپلا بیشتر خلوت میں بہت
قصا بعد چندی شیخ فانی
جواسے پر کچھ یا عہد پیری
لگا ہر موی تن کرنے گرا سے
ہو اعمیر فنا کا مختص طول
ساوہ بوریا ی فہتہ خالی
رہے جا رہے کشر شام و سحر

کئی راحت سی دل و زو و شب و
ہو اپا بوس مہمان و کس سال
وہی دی دا و لطف سر فرار سے
تھر چن دی بسدایم کر تو
کچھ اس مصلحت ہی مصلحت سار
ساوہ نو جوان خود فراموش
طبیعت اسکی سوی فقر آئے
ہو ابر خاستہ خاطر جان سے
زبان رہی لکی صفت سنا جات
مراقب کشت و صحت میں بہت
ہو ادا رغ و فساد زنگانی
ہوئی پیدا ہوئی و سنگیری
پر ہی تکلیف زور نا تو اسے
سد ہا سو ہی جنت مر و قبول
ہوئی تجوین عیان و الہی
کری اوقات طاعت میں بہت

دستان جانان کا طرف باغ سلطان کی اور عاشق ہو نا و خیر پی و پیکر پاشا کا

خدا راہان کوئی انداز ساقی

اوہر ہی اک نگاہ ناز ساقی

جمالِ خستہ رز زوہد و سہ
 برنگِ نیکِ نیکِ نیکِ مانہ
 کہ اکدن وہ جوانِ بیکِ غم
 پڑ پامثلِ سیمِ سجکا ہے
 کہ شاید کچھ تگلی ہو جگر کو
 ہوا کہنا تا ہوا باغِ جہان کے
 کہا ای نو نہالِ دلربا سنے
 یہاں میں بلبلِ بی آشیانِ ہون
 تنہا ہی کہ روی گل کو دیکھوں
 لگاؤں سرو کو دم بہر گلے میں
 سو نہرِ گسنگاہِ شوقِ ڈالوں
 زباںِ برکِ سوسِ بون بہن میں
 نگہِ رن شونِ خنِ طبعِ رسالت
 مزاجِ گل جو پاؤںِ مرزاں میں
 دہکساؤں گرمیِ فریاد کیا کیا
 جھاؤں رنگِ یہ اپنے سخن کا
 کہا کلچین نے خستہ گفتگو پر
 پکیشن کیا اگر باغِ ارم ہو
 اجازتِ باغبانِ فی راہ کی دمی

نظرِ محشرِ شہر و شرِ آرزو ہے
 بدلتا ہی نمی صورتِ فسانہ
 اوٹھا گھر سے برنگِ شورِ ماتم
 سوبِ تاشِ ساری پاؤں شاہ ہے
 قرار آئی دلِ وحشتِ اثر کو
 ہوا خدمت میں حاضرِ باغبان کے
 چمنِ پیرایِ باغِ آستانے
 ابھی ناویدہ لطفِ بوستانِ ہون
 ہوس ہی اک نظرِ سنبل کو دیکھوں
 نکالوں یاسمین سی جھلی میں
 گلِ لالہ کو چھائی سی لگا لوں
 لبِ نگیں گل چوسوں چمن میں
 کروں انکھیلیاں باو صبا سے
 عتادل سی کروں بحثِ فغان میں
 جلاؤں خاطرِ صبا کیا کیا
 کہ ہو دم بہتِ مرغِ غن چمن کا
 چمنِ سداقی کیا اس آرزو پر
 فدایِ بوسہ خاکِ قدم ہو
 صداغچون فی بسم اللہ کی دمی

چمن میں آندامد کا ہوا غسل
 ہوئی جب باغ کی دھڑکی رسائی
 نظر جس نخل پر پونجی نہ سر کے
 گلون کی عارض زکین جو بہائی
 شکر کو بھی میں افتادگی تھی
 بہرا دامن گل پاکیزہ کے سے
 نظر آیا عجب سامان گلشن
 جلایا گرے گلہامی تر نے
 کہے بیرجے دل یاد کرتا
 کہے مستانہ دل میں جوش آتا
 کہے کرتا طواف عارض گل
 کہے مثل صبا پہتا چمن میں
 کہے نرس ہی نگہیں چار کرتا
 غرض محو چمن تھا مثل بلبل
 رئیس شہر کی دختہ قضا را
 بلا بالاقبامت چال و سکی
 طبیعت میں مزا عاشق کشی کا
 بسوسے نو جوان وہ ماہ پارہ
 دل شتاق میں اک جوش آیا

کلی سٹنے کو دھڑکی نکست گل
 قدیم لیسے ہوئی جنت آئی
 نہ پائی شوق ان فزیت سفر کی
 پکارا دل کہ تھر وہم ہی آئی
 دختون میں مسلمان لگی تھی
 دل غنچہ لہو دوشیزگی سے
 ہوئی ہوشن خرد قربان گلشن
 لپکتی شعلہ دل غ جگر نے
 کہے بیساختہ فریاد کرتا
 کہے مانتہ سبزہ لوٹ جاتا
 کہے سننا فغان رو بلبل
 کہے یو ہو کی چپتا یا سمن میں
 کہے سوسن ہی شوق اظہار کرتا
 کہے قسمت کھلا یا اور ہے گل
 کسی غوفی نہیں تھی ہر گام لہرا
 جفاک عداوت پامال و سکی
 ترشہ خاص موجب ناخوشی کا
 ہوئی منت کشر طفت نظارہ
 محبت کی جگر کو گد گد آیا

ہوا عالم و گر کون ماہ و شمس کا
 اوٹھایا نہ غسان بی صدائے
 ہوئی قفل دہن رسم خموشی
 جگہ کرنے لگی کاوش جگر میں
 جوان ز اسے ہوا جسم چین سے
 اوٹھی پیشل موج شع لہ بیتاب
 او اکین ضعف نی رہیں وفا کے
 زمین پر وہ بہت پیچیدہ گسیو
 نہ ابرو میں وہ سامان اشارہ
 نہ وہ لب آشنا حرف سخن سے
 نہ وہ عشوہ نہ وہ غم نہ پری کا
 کوئی رشک چین تہی اسکی ہزار
 ہجوم جوش غم سی جی بہر ایا
 لیا آغوش میں لب کبھیوت
 افاقہ جب ہوا وہ رشک تصویر
 اوی کیفیت جوش بلا میں
 چھپایا راز دل ہر تہ نہ جوسی
 بظاہر خندہ زن دلشاد دہتے
 سحر سی شام تک وہ نہ آزاد

لیا احسان آہ رسم کش کا
 زبان چوسی سکوت مدعا نے
 حیا کرنے لگے نہ تر و نشی
 لگی بڑھتی تراوش چشم تیر میں
 ہو غم آشنا رشک سمج سے
 گری مانس رشک چشم پر آب
 خبر دی غش نی تکلیف قضا کے
 سراپا صورت تصویر جاوڑ
 نہ آنکھوں میں وہ آشوب نظارہ
 نہ وہ حرف سخن پیدا دہن سے
 نہ وہ عالم مزاج دلبری کا
 بشکل روح و تن ہر وقت مساز
 زمین سی او کو مثل ناز اوٹھایا
 سنبھالا خاطر مضطرب کیصوت
 چلی کہتی ہوئی ای وای تقدیر
 ہوا رونق سنہرا دولستہ ایمین
 رکھا محراب و لب کو گفتگو سے
 جگر میں حسرت فدا دہتے
 بسر کرتی تھی یون ہیں شاد و شاد

جب آتی رات یعنی پروہ راز
 اندلی گوشہ خوابت میں آتی
 شب سائے کیپنے شکل چہان کو
 برنگ شمع بزم جا نگداز سے
 کہے حال دل پر و لغ کہتے
 کہے کہتے کہ اسی دلدار جانے
 نہ کیونکر دل میں تیری آرزو ہو
 کہے کرتے بیان ہو زور و ن کا
 کہ فرقت سی تری میں خستہ جان بون
 لگی ہی آگ سرد داغ کہن میں
 نہ کوئی چارہ گریہ نہ غمخوار
 سدا آنچل ہی منہ پر و دل کا
 یہ آنکھیں یا بہار بوستان ہیں
 ہمیشہ تیرے سختی اوج پر ہے
 بہر آنکہ میں جوشن بلا ہے
 وہ ہوں بیدار مثل چشم کو کب
 نہ افرقت میں دیکھ اسی یا آنکھیں
 یہاں تک تا تو اتنی زور پر ہے
 جگر سے لب تک نا آ غم کا

نقاب چھہ دیار ان مساز
 وہ شہرت ہو کر وحدت میں آتی
 صحن خانہ بناتے اوس مکان کو
 کیا کرتی سحر تک عشق بارے
 کہے افسانہای باغ کہتے
 عروج نشہ جوش جوئے
 تصدق اوس بغل کی حسین تو ہو
 کہے شکوہ دل لب بریزو ن کا
 صبا کی خستہ زخم نہاں ہوں
 زبان باندہ شعلہ ہی ہن میں
 میں ہوں مانند چشم یا رب سمار
 مرا چھہ رہی چہرہ قفل کا
 برنگ چشم بلبل گلستان ہیں
 فلک کا ہی کو ہی دو و جگر ہے
 شب غم تو تیا ی چشم ہے
 مری ہر آنکہ ہی پیمائے شب
 عوض طالع کی ہیں بیدار لگتے ہیں
 کہ بار آسمان تار نظر ہے
 سفر ہی سندان ملک عدم کا

شہزادی سے ہمیشہ گفتگو ہے
غرض تا صبح وہ مہر دل افروز
شبِ غمِ جس کہڑی و پوش ہوئے
بساطِ خواب سی غمناک اوٹھتی
برنگِ خند ہای عیش و آرام

نفس بہر دہن تبارِ رُفوس ہے
بیان کرتی تھی احوالِ جگر سوز
برنگِ شمع یہ خاموشی ہوتی
سحر آگِ گریبان چاک اوٹھتی
جلیسون میں بسر کرتی تھی تا شام

دہان ملا ہونا رازِ عشق کا اور جانا دوست کا قید خانہ میں

پلا ساقی می پر جوشِ محبو
کہ جس ہی پردہ اوٹھ جائی حیا کا
اوٹھاؤں نازِ سوائی جہان میں
اسیری میں ہوں دلگیر کچھ دن
چمن پہ بہارِ داستان کا
کہ مدت تک بہتِ راحتِ خاموش
بسر کی زندگی ضبطِ نفس میں
ہوا آخر یہ عشقِ فتنہ سامان
حجابِ شیشہ لبِ ریز بادہ
وہ رخ یعنی بھارِ نوجوانے
قلق میں وہ مثالِ ہیشا لے
نہ وہ ارمان رہا سیرِ چین کا

بنا اپنی طرح بہوشِ محبو
بنوں آئینہ عشقِ خود نما کا
لقب میرا ہو سوائی جہان میں
سنوں میں نالہ و نجیب کچھ دن
دکھاتا یوں ہی رنگِ اپنی ہیاں کا
رہی مثلِ زبانِ شمع خاموش
چہا یا شعلے کو دامنِ جس میں
برنگِ بوی گل چپ کر نمایاں
ہوا غمِ سازِ قلق سی زیادہ
ہوا ہم جلوہ برگِ خزانے
ہوتی ہم رنگِ تصویرِ خیالے
نہ وہ عالم بہارِ باسمن کا

نہی وحشت میں زلفِ عنبر افشان
 ایسوں نے جو دیکھا غم سی پامال
 ترو و کس لیے و نرات کا ہے
 ہجوم ضبط و ہنگیر کیوں ہے
 ہر اک دم کیوں ہی دم کی نوحہ خوان
 یہ کاہش ہی دل غمناک میں کیوں
 یہ پہلے نالہ شہگیر کب تھا
 جگر کو آہ کی رخصت کہاں تھی
 پرار مان تھا دل ناشاد کس دن
 خدا کے واسطے دل کو سنبھالو
 ہمیں عرض خبر تھی شرط یکبار
 یہ سنکر محرابِ با وفا سے
 اوٹھی کہتی ہوئی وہ غم کی تصویر
 اکیلی گوشہ خلوت میں آسکے
 بہر آ یا غم سی جی خالی مکان میں
 ہوا اگر صفِ شعلہ جگر سے
 ہوئی مصروفِ شیونِ رباوہ
 بڑھی جب انتہا مشوقِ فغان کے
 جلیسوں میں لگا ہوئی یہ چہر چا

برنگ عاشقِ مفلک پریشان
 کہا تو این صد قی کیا ہی خیال
 ابھی ہی غم تمہیں کہن بات کا ہے
 خموشی صورتِ تصویر کیوں ہے
 اجل مشتاق کیوں ہی زندگاہے
 ملائی ہو جوانی خاک میں کیوں
 زبان پر شکوہ تقدیر کب تھا
 نظر ہر صحبتِ حسرت کہاں تھی
 بڑھی تھی ہمتِ فردوس کس دن
 خیالِ این و آن پر خاک ڈالو
 اب آگے تم ہو اپنی دل کی مختار
 جھکایا سر کو احسانِ جیسا سے
 ابھی کیا کیا نہ سنوائی گی تقدیر
 گرمیِ قرین نہیں پرچوش کہل کے
 لگا رونی خیالِ نوجوان میں
 اوٹھا طوفانِ کریم چشمِ تر سے
 بنی ماتمبِ اخلوتِ سراوہ
 ہوئی بنی پروگے رازِ نہان کے
 کہ اس شکِ پری کو غم ہے کس کا

محبت نشان سب مین ہویدا
 وہی حسرت بہری اربان جگر مین
 وہی کاشش زہی ہستانی نل
 وسے تہچہ لب آہ و نالہ
 وسے تکلیف دل خستہ ہویدا
 وسے آنکھوں سی ہنگام نظارہ
 وسے مہر خموشے نقطہ خال
 غرض سب کو اسی کی جستجو تہ
 جب آئی تہ بے کوش پد تہ تک
 تہ غیرت سی دل تہ جوش کہایا
 کہا کیا حال ہی رشک پری کا
 طبیعت کیون صیبت آشنای
 تعلق کس لہی آوار گے سے
 خطاب شاہ شکر ہر پستار
 کہ ای تلج سراقبال مندان
 خبر اس حال سی ہکو نہ بین ہے
 گذرے تہ ہے دل غمناک کیا
 قرینے سے کچھ ایسا جلوہ گر ہے
 ہوا ہو گو سوا اسکے بھی شمر کچھ

مقرر ہے کسی خوش رو پیشیدا
 وہی الماس ریزی چشم تر مین
 وسے ہر دم غم بار قصں کسوں
 وسے سینہ بھار دل غ لالہ
 وہی راز نہان ظاہر سی پیدا
 عیان بخواسے چشم ستارہ
 وہی ابر و زبان شکوہ حال
 کہوں کیا ہر زبان ہر گفتگو تہ
 لگی تلوون سی پونہجی مہر تہ تک
 پرستارن خدمت کو بلایا
 سبب کیا بی سبب نومہ گری کا
 جنون ہی خبط ہی وحشت کیا ہی
 غرض کیا کر یہ بیچارگی سے
 ہوئی یون جلوہ بخش گفتار
 عروج عمت ہار سہر بلند ان
 کہ غم مین کس لیے یہ ناز مین ہے
 بلا ہی خاطر بیباک پر کیا
 کہ تیر عشق دل مین رختہ کر ہے
 مگر ہمس کو نہیں صبر ہا خبر کچھ

پست نگر و کسیر کند و مساز
و کھائی سحر پر وازی زبان کے
کہ امی شاہ خدایند زمانہ
کلاک دن اک جوان شکستہ شاد
عیان رخ سی شباب زوتہا
نمائش جلوہ گر ہر حال میں تھے
تقاضای تمنا سے مکدر
ہجوم شوق دل سی او سکونا گاہ
ہمارے شاہ واد اخل چین میں
کسی غریب میں و خست سیمبر تھے
قفس را صورت عشاق یکدم
جوان رخصت ہو گلشن سہی کو
ہو آئینہ برنگ شانہ صبا چاک
یہی ہی سرگزشت دختر شاہ
یہی ہے غلغلہ شور و جون کا
ستے وجہ بیان ہر چار سو ہے
سپر و ہمت تفتدیر سے کچھ
یہ سنکر پاوشہ آیا محل میں
کہا بالو سی حال عشق و خستہ

5

ہوئی مصروف غرض قصہ راز
نئی صورت سی کیفیت بیان کے
منصل یون ہے مجھ سے منانہ
سراپا مثل بوی گل چین راد
ابھی اعتزاز خط ناویدہ روتہا
جوانی رسم استقبال میں تھے
تماشائی تھا ہر جانب شہد
پسند آئی ہوا می گلشن شاہ
لگا پہرے خیابان حسن میں
نظر سوی جوان گرم فہر تھے
ہوئیں نظریں جلال مل کی باہم
ہو امل مزاج غش اوہر کو
لیا بیستایون سی بوسہ خال
یہی ہی ماجری در و جانگاہ
یہی افسانہ ہے حال نبون کا
اسی کی شش جہت میں گفتگو ہے
نہیں جو ہو سکے تدبیر کچھ
تر و سی مزاج راست بل میں
سنایا قصہ آشوب محشر

گئی جب یہ خبر تا کو شش بانو
غضب لایا مزاج گر جوشے
ندامت فی عرق افشان جہن
نہ سو جی جب کوئی بانو کو تذر
کہا زندان میں بہر مدت چند
وہ زندان بادیان اثر و تاثیر
عجب تار یک تویہ روہ محل تھا
جگر سے منفعل اربان نکلتا
نظر آتی نہ ظلمت سی کہیں راہ
ہوای گرم صدف سینہ تابی
نہ کوئے ہمنفس نہ نالہ دل
نہ کوئے رازدان جز در پنهان
وفا کرتا تھا عہد گر جوشے
قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو
اوسی زندان میں وہ رشک لیکھا

ہو رو پوشش کبیر ہوش بانو
اوا کی ضبط فی رسم جوشے
کدورت دہوئی خیر ساز زمین
کیا رشک پری کو پارہ تجسید
بشکل مردم دیدہ نظر جہن
کہ پیغام مصیبت دی ہاتھا
سویدای دل لفظ اجل تھا
ہر اک نالہ عسقر افشان نکلتا
پیشے سرور و دیار سے آہ
ازل سی مہمان خانہ خستہ
نہ ہم صحبت کوئی جز وقت شگل
نہ کوئے غمگسار دل مکران
کہے نالہ کہے شور جوشے
لگا لپٹے گلے سی بیکسے کو
رہ منت کش زنجیر سودا

دستان مشورہ کرنا پادشاہ کارکان نایب کا وعدہ کرنا و خیر کالسا چکان

پلا ساقی شرب نکتہ واسے
بناؤن جملہ شادی نہان کو

کہ جس سی چکی رنگ خوش بیانی
سنوارون میں عروس دستان کو

ہمارے رسل ہو پیدار قسم سے
 رہا ہوں دام سے مانند بلبل
 زبان وان علم رمز سخن کا
 کہ جہان باب ہر بحر و فسون سے
 مشیران ریاست کو بلا کر
 بیان کی داستان زخم جگر کے
 کہا افسانہ احوال بون کا
 ہر اک و اناس سے وہ محو حکایت
 کہا آخر کو یہ مطلب مر ہے
 ہر اک ہی سنکی یہ حال جگر سوز
 ازل سے عشق کا فتنہ راجرا ہی
 ہزاروں کی جگر پانی کی ہیں
 ہر اک کی لب پہ شورِ الامان ہی
 جہان میں اسکی افسانی نہیں ہو
 کہے یہ لیے محل نشین تھا
 کہے شیرین کی تھا آوارگی یہ
 کہے رنگ فربہ پرین تھا
 کہے ارمان دل پر جوش کا ہی
 کہے کبھی میں یہ لبیک خوان ہے

کل شادی کہلین شاخ و سلم سے
 پہرون بنی قید مثل نکبت اگل
 ادب آموزیوں ہی اہل فن کا
 ہوئی مجبور تہذیب جنوں سے
 کہا افسانہ نامی عشق و خیمت
 عیان کی خوف و شہی چشم بر کے
 سنایا قصہ تکلیف جنوں کا
 بیان کرتا رہا حرف شکایت
 بتاؤ تم صلاح وقت کیا ہے
 کہانشہ سی کہ ای مہر دل ہر د
 بلای جان سلطان و گدا ہی
 بہت دل اسنی طوفانی کی ہیں
 زمانہ اس سے لب پریز فغان ہے
 کہیں سایہ ہی یہ کافر کہیں نور
 کہے داغ دل قیس حسرتین تھا
 کہے خسرو کی تھا بیچارگی یہ
 کہے پیغمبر مرگ کو کہن تھا
 کہے نالہ لب خاموشی کا ہی
 کہے ناقوسی دیر مغان ہے

کہے وارغ دل یوس ویکھا
 بہر صورت یہ عشق فتنہ ایجاو
 یہ وہ سو واس ہے جوا چہس نہوگا
 خبر دیتے ہے عقل و رہن یہ
 برسم عقد و آیین ہفت
 سوا اسکے نہیں تدبیر کوئے
 یقین ہے ولولہ دیوانگے کا
 ملی نہ صحت خلشہای درون
 یہ بنگر مشورہ اہل رخسہ کا
 پتادرویش کا آخر لگایا
 ادا ہر طرح رسم آبرو کے
 فسوں آہینہ کہہ سنکھسانہ
 اویستی بستانسرای بیخزان کو
 کئی خادم حسین دلکش طرحدا
 کنیزین شک سرجو بیاری
 پہری دن بخت جسم پارسا کے
 گلارہ خسرواے زیب ہر کے
 غذای روح پرور قوت جان
 نشاط و عیش و لطف زندگانی

کہے رنگ کف افیسوس ویکھا
 فلک کا ہی ستار می ہر آستاد
 مسیحا سے علاج اسکے نہوگا
 سپرد نوجوان ہونا زمین
 گل و بلبل رہن یک جا تو بہتر
 مٹا سکتا نہیں وقت تدبیر کوئے
 اثر پیدا کری منہ زانگے کا
 سبکدوشی ہو احسان جنون
 نہ پاپا شہ سے موقع حرف و کا
 بہانے ہی وقت مہوسی کی یا
 ادب سی التماس کھٹکے
 لے آیا نوجوان کو تابخانہ
 دیا بھرا قامت نوجوان کو
 حضور می بین کئی آما و کار
 ہوئین حاضر بنی خدمتگاری
 لپی بوسے قبائی وقت پاکی
 ملی ادبار کو زخمت سفر کے
 ہوئی لذت فروش کامنہان
 عیان ہرمت جوش کامرانی

فروغ نیر اقبال چمکا
ولی باین ہمہ وہ مست مدوش
وہ صورت چاند سی پرتی نظربین
سوی کتنا کہ یہ سامان کیا ہی
سبک وہ تھا کہ ہر دل پر گراں تھا
فلک کیون مہربان مجھ پر ہوا ہی
یہ سب ناز تو غم ہی بہ سا نہ
خلشہا می مصیبت دیکھتا ہوں
غرض مہنی لگا درویش مہمان
قضا لا ایک دن شاہ زمانہ
ندیمان عائد سب عقب بین
پس آئین و آداب ملاقات
باختر حسن تقریب بیان سی
نہی قسمت کہ ہم فیض قدم سے
پڑا سایہ جو سنگ آستان پر
وہن سی شکر احسان شاد ہو کر
خصوصاً خسر و عالی نسب
خوشے سی صورت غنچہ چمن میں
جگر آباد ہی دل شادمان ہے

نخوست فی لیا رستہ عدم کا
عروس یاد عصمت سی ہم غوش
سحر ہوتے شب غم چشم تر میں
کہان ہوں کسکی یہ دلوں سر ہے
میں الہی بزم کی قابل کہان تھا
جفا کی بدلی کیون حم شہناہی
نیا افسون ہی کچھ سو چا زمانہ
دکھاتی ہی جو قسمت دیکھتا ہوں
فلک کی شعبہ بازیسی حیران
ہوا ہم بزم درویش یگانہ
اراکین بیاست است چپ میں
ہوئی سب من خوش حرف و حکایات
کہا دستور عظمیٰ جو ان سے
ہوئی افزون ہر فرائض میں جم
دماغ خاک پا ہی آستان پر
نکلتا ہے مہار کب او ہو کر
وہ عشرت ہی کہ ہو عالم میں ہو
نہیں پہولا سما تا پس میں
تمناؤں سی اپنی کامران ہے

گر یک شوق پہنان جان کسل ہے

یہ ارمان ہی جگر میں آسیدہ

کرمی پیوند وختِ ناز نہیں سے

یہی امید ہی دورِ خلل میں

یہٹ نکروہ جوانِ خستہ احوال

کروں کیا شکر بندہ پروری کل

کیا قطری کو لطفِ شہ فی طوفان

جو کچھ ارشاد ہوتا ہی زبا سے

زیادہ آرزو کرنے غضب ہی

حقیقت میں ذلیلِ خوار تھا میں

اسیرِ حلقہ آوار گئے تھا

کہاں ذرہ کہاں خورشیدِ افلاک

کروں منظورِ گرتیری بیان کو

کہ اک مردِ جہاں بیہوائی

نمک پروردہ فاقہ ازل سے

برنگِ آسمان تیرہ خستہ

کہیں ہی وہ غمِ رسوائی نہر

نہ پوچی شاہِ فی کچھ اہلِ بنیاد

خلافتِ شانِ عسل و بریں ہے

ابھی اک شعلہ تابِ داغِ دل ہے

بسائی متکو اپنا نورِ دیدہ

ملائی نقش کو لوحِ نگین سے

تعجب کیا برآئی آج کل میں

لگا کہنی کہ امی مردِ خوشال

بیان کیونکر ہوا احسانِ گستری کا

بنایا دڑی کو محبِ درخشان

کرم احسانِ عتسایتِ مہربانے

مری آئین میں ترکِ ادب ہی

غبارِ کوچہ ادبِ ہمارے تھا میں

شکارِ ناوکِ بیچارے تھا

چہ نسبتِ خاکِ ربا عالمِ پاک

کہی گی خلقِ کیا شاہِ جہاں کو

مصیبتِ ادہ کو می گدائے

سیہ کاسہ زیادہ تر زحل سے

قناعتِ اک روایِ نیلگون پر

ہوا مانندِ فستہ وارِ شہر

کیا ہم بسترِ دختِ پری زاد

میں کیون قابلِ تحسین نہیں ہے

قبول کیج کیونکر یہ سخن ہو
 کہا شدنی یہ سنکرای جہان کرو
 فربہ پ افراہ انداز سخن ہے
 سمجھتے ہیں تکلف خیر باین
 رضامی بادولت ہی ای میں
 کرو کوتاہ طول و استمان کو
 پس نکر مثل ضمہ پیش سلطان
 جمایانک خاموشی نے اپنا
 کہا دل فی کہ ای شوریدہ آہنگ
 ندی تکلیف عفتل نارسا کو
 یہاں سو وزیان مکرار میں ہے
 کہاں تک یہ نیاز و ناز خسر
 خلاف رای سلطان اچنی جستن
 نہ کام آئی کوئی افسون بیائے
 شہ والا گھس اوٹھا وہاں ہی
 بہت مظلوظ و خوش آ یا محل میں
 سنا بانو نے حال نوجوان کو
 کہا آخر شناسون بھی بلے
 خبر دو کر دوش شمس و قمر سے

کہ عقل شہ پہ عالم خستہ زن ہو
 مصیبت آدہ و اندوہ پرورد
 فسون ہی مکر ہی حیلہ ہی فن ہے
 عجبت ہم سی فسون آئینہ باین
 نہ لاؤ کچھ خیال خام جی میں
 رکھو سو قوت عذرا پین و آن کو
 سر مہمان ہو او قف کر بیان
 بنا یا خود فراموشی نے اپنا
 عجبت تقدیر سی کرتا ہی جنگ
 نرا کر یاد قول پار سنا کو
 غضب کا سا سنا انکار میں
 بقول سعدی شیراز خسر
 بخون خویش باید و شست ستن
 کیا ناچار اتار زبانی
 ہوا رخصت فقیر میر مہاج سے
 نوید مدعالا یا محل میں
 کیا شکر شہ ناطق زبان کو
 بتاؤ کیا ہے شکل آسمانے
 کرو واقف فلک کی خیر و شر سے

پہنچے شاہی کوستے تار مخ بہتر
 اونہوں نے دی وہ شاہ جہاں کو
 کہ زہرہ شہزادہ سے دونوں برابر
 اس دین تیرے عظیم ہی غل
 دو پیکر میں عطا رو آگیا ہی
 ستاروں کی بہت اچھی نظر ہے
 پسند خاطر اس کے اگر ہو
 یہ سنکشتہ فی غنیمت مایا بہت
 ویاختہ شناسون کو بہت تر
 وزیروں سے کہا پتہ سے بتکار
 خزانہ حسنہ راہ و عدا ہو
 پسند کر کے سلطان زمانہ
 بی اختیار ہوا حکم رہائے
 سپہ خاصے سے وہ دلیگیر نکلے
 ملی اگر نہیں و محسب ان سے
 شب تکلیف زندان کی کہانی
 اونہوں نے صورت شاہی بیان کے
 سنایا مشورہ جیسا مشہور تھا
 یہ سنکر دل میں وہ چہرہ ان کی سخت

کرو تقویٰ ہم کے روی مفت
 زبان پر لائے یوں حرف بیان کو
 پڑی ہیں ایک ہی غانی میں اگر
 قمری قوس میں پائی ہی منزل
 رحل بھی دلو میں صورت نما ہی
 سراپا دو سکتے راحت اثر ہے
 شب یکشنبہ عفت سہیب ہو
 یہی ہی مابدولت کو بھی مرغوب
 کیا نصرت بجاہ و شوکت و فر
 کہ ہو سامان شاہی جلد تیار
 تو انکر ہو کہ محتاج و کد ا ہو
 ہو صرف سامان جہ گمانہ
 کہ دو آغوش زندان سے جدا
 بشکل نالہ زنجیر سے نکلے
 کہی گذری ہوئی ہر ازوان سے
 بیان کی ہمنشینوں سے زبان سے
 مبارکباد دی وصل جوان کے
 کہا جو جہ را پیش نظر تھا
 لگی کہنی کہان اسی مری سخت

بہی و نگر مری قسمت و کمائی
طبیعت کیون جنون تاثیر ہوتی
کہا سب کچھ بگر جوشِ تنہا
امید و یاس میں ۲۰ ماہ پارہ
کہ رنگین چار و یوار مکان ہے
تکلف سی بھی ہیں جا بجا فروش
ہجوم باہر و بیان چار سو ہے
وہ بالا ہی ہر اک کا حسن کامل
عسائد جلوہ خشن خجین ہیں
صراحی جہدہ ستانہ میں ہے
نگاہ ہست و کرم ناز ساقی
بلند ہنسنگ ہیں نقشے برابر
یہ عالم دیکھ کر بولی کہ تہ بان
اسی عرصی میں وقتِ شام آیا
کیا خورشید گردون کی کسارا
ہوا اگر مے صحبت کا بہانہ
چراغوں کی یہ حسن شعاع چمکا
بنار میہان کو شاہ نوشاہ
ہوا ہنگامہ عشرت و دہالا

نگاہوں کی جوئی تکلیف نا احسان پیر و دیو قدرت کامل کی مادیان

تو جشت کا ہی کو یہ رنگ لاق
مجھے کیون حاجت زنجیر ہوتی
ہوا جو یاس شد غم و عسا کا
ہوئی ہر سمت سرگرمی
زمین ہنسنگ سخن آسمان ہے
بساطِ خاک ہی آئینہ عرش
تماشا کرو راہ آرزو ہے
بہت سی غارہ رورنگ محفل
برنگ غنچہ گلگون پیرہن ہیں
ادای خدمت پیمانہ میں ہے
طلبکار حواس و ہوش بلقے
سکوت و جد میں شورِ محشر
زہی قدرت زہی صنعت ہی شان
فروغِ صبح نے انجاسم پایا
عوس شب نے زلفون کو سوارا
دیا ہر شمع محفل نے زبانہ
ہوا دیوار پر عالم شفق کا
لی آیا بزم میں باشوکت و جاہ
طرب نی حوصلہ دل سے نکالا

ہوئی سنے پر وہ دختِ زسبوی
 می سامعونی نکست جوشِ کے دی
 حدیثِ قلقل نہیں لہی لبِ بریہ
 سر تقوے خمارِ آلودہ ہو کر
 پشیمان شرمِ توبہ دل سی نکلے
 نہ سنتا پندِ واعظ کوئے مینوش
 ہوا برقِ بلا اندازِ ریشاص
 موافق ساز سے آواز ہو کر
 وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
 وہ موجِ بوی گل ہر ہر کلائے
 کہے تو پہرے وہ حور ثنائے
 کہے کج انگلیوں سی ماہ پارہ
 صدایِ صورتی گنگرو کی ہنکار
 اسی صورت سی با صد عیش و آرام
 رہی آتشِ گھڑی بہرارت باقی
 میانِ بزمِ ساز و محفلِ سوز
 ملا کر شکلِ زہرہ مشتری سے
 کھلے غنچے و لون کی صورتِ گل
 فراغت پائی خویش و اقربانے

لگی کرنے لگا وٹ آرووسی
 لبِ ساتی نی رخصتِ فوش کے دی
 ہوئی ایمان فروش بدو پر ہیز
 گرا بہر تلاسنے پامی خُسم پر
 چہپا کر منہ سر محفل سے نکلے
 ہراک تھا مثلِ سینا پنبہ رکوش
 لگا کر کرنے دل میں نازِ قاصص
 ہوئی پردی سی با ہر راز ہو کر
 وہ لبِ ناسنہ پیا پیل ناز کی ساتھ
 دکھائی تھی ادائی خوش داسے
 سرفرت نہ پہ دست مہربانے
 قیامت سی تھی سرگرم اشارہ
 ہوئی خوابیدگانِ خاک بیدار
 ہوا آغازِ شبِ شتاقِ انجام
 ہوا کم و عہدِ بوجِ جام و ساتے
 ہوئی اہل شریعت و نونِ فروز
 کیا عقدِ جوانِ شکِ پری سے
 مبارکباد کا ہر سو ہوا غل
 لگے ہر سمت بھنی شا و یا نے

سمت کرا سین با من ملول شب کہ
چہا متاب آغوش حسد میں
بشکل ہمت ابر کھسار
ایسے دن کو بصد توقیر و اعزاز
غریبوں پر بشکل ابر غریبان
وہ دن مانند صبح عید نوروز
ہو جب گیسو شب مثل دامن
وگر گون ہو کیا عالم جان کا
بشکل چشم مشتاق نظارہ
اوستے شعلے دلون میں آرزو کے
عبادت میں ہوئی مصروف نہاد
لیٹ کر شوق باہم کے بہانے
لب پینا ہوئی قفل کی مشتاق
لگے ملنے بوسا غر گلے سے
ہجوم آرزو جب رنگ لایا
بٹھایا ہمدان گلبدن میں
جلیسین شرم دخت سیمبر سے
بجز تصویر دیوار مکان کے
ہوئی حاصل جو تنہائی جوان کو

بنا انجیل رخ مسج طرح کا
ہوا خورشید نور افشان
چہا انا کہ شمشیر حسد انداز
کیا انعام و استی سرفراز
ہوا ملی قریب نہشت کو ہر نشان
رہا تا شام عیش انند الم سوز
نقاب چہرہ خورشید بکھن
طلسمے رنگ چہکا آسمان کا
ہوا سر گرم شوخ ہر ستارہ
ہوئی مشتاق لب یاوہو کے
ہوئی عشاق ہم آغوش شاہد
لگی دل کی لگی دل ہی بھانسنے
کیا شیشوں کی عزم و جدت طاق
لگی مستی پسکے حوصلے سے
جوان بھی بزم سی خلوت میں آیا
چہا پامنے کو گونگٹ میں واپس آئے
ہوئیں پتھان نظر آسانظر سے
نہ باقی رہ گیا کوئی جو جہانکے
کیا آغوش میں آرام جان کو

بنی بوی عسری موج بادہ
 گل رخساری گونگہٹ اوٹھاکی
 ہجوم چوڑی کیفِ محبوب بن
 ہوا بہر وقت دستِ کامرانے
 نکالے جوئے دستِ ہوس کے
 تنہائے نہ سپر اکتفا کے
 لگین ہوئی بہم درپردہ کہاتین
 زیادہ تر طبیعت رنگ لائے
 سرالماس کچھ کاوشن پہ آیا
 تڑپ کر رہ گئی دختِ پریا
 بہر صورت پی راحت فروشی
 ترشح جب ہوئی ابرہوس کی
 بشکل طبع و تخیل مجسم
 جوان سی دختِ شاہِ یگانہ
 وہ عالم لطفِ گلگشتِ چمن کا
 وہ ہوتا بر ملا رازِ نہان کا
 وہ تکلیفِ اسیری کی کہانے
 وہ بیتابی سی دل کا ساز کرنا
 غرض گذر تھا جو جو قصہ غم

بڑھی کیفیتِ مستی زیاوہ
 لیے بوئے لبِ نگین واسکے
 زبانِ شکِ گل لی لی دہن میں
 ترنجِ نخلِ باغِ نوجوانے
 لیے بوئے نصیبِ ہوس کے
 بڑھی حسرتِ حصولِ عمار کے
 سو جہاں شوقِ فی کچھ اور باتین
 عبارتِ چوڑ کر مطلب پر آئے
 گہرے نعل کا جو بن دکھایا
 مزادینے لگی آہستہ فریاد
 رہی کچھ دیر باہم گر مجوشے
 ہوئی کچھ انتہا آغازِ بے بسی کی
 ہوئی آخر جدائلِ دل کی باہم
 کہا کی صبح تک دل کا فسانہ
 وہ قصہ درِ عیش و حیلہ فرج کا
 وہ کہانا طیشِ بانویِ جہان کا
 وہ زنجیرِ جنون کی مہربانے
 وہ اپنے بیکسے پر ناز کرنا
 کہا کی رات بہرِ چشمِ پر غم

جوان ہی بہستان اپنی وطن کے
سبب ہر وقت سچ بنی سبب کا
جہان میں خستہ و دل ریش چسنا
تمام احسان جو یہ سہمائے
سحر کو جب خم آلودہ خواب
کیا کچھ رخصت شب نے اٹھا
وہ دونوں خواب گاہ مدعا ہی

حکایت گردش چرخ کہن کے
بیان تکلیف ہائی روز و شب کا
بنا کر صورت و ریش چسنا
بیان کرتا رہا ایک یک رہا نے
اوٹھا بستر سی خورشید چہانتا
ہوئی برخاستہ برقم ستارہ
اوٹھی نیچی کئی آنکھ میں جیاسے

دستان جاننا جوان کا سطر شکار کے اور جداد کیشک و طین دانا اور جاننا کج حال

تری صدقی تری قربان ساتی
دل حسرت وہ پہر جوش پر ہے
وہی پہر صحبت دیوانگی ہے
جنون انگیز ہی پہر حال میرا
خبردار غم عاشق یہاں سے
کہ چیت دی وہ جوان کشتہ نا
براہر وقت شغل کا مرا نے
مگر دل میں وہی ہرزہ خیالے
وہی دل غم غم فرقت جگر میں
قراموشی میں اک کشتہ یا د کرتا

خدا را پہر وہی احسان ساتی
تصدق شرم توبہ نوش پر ہے
وہی پہر رخصت فزائگی ہے
سزنجیر ہی پامال میرا
سخن آہ ہے یوں از نہان سے
رہا ہر دم عروس نویں و مساز
ادا کرتا رہا رسم جوانی
وہی سر میں ہوا ہی پایا لے
وہی شوق رخ عصمت نظر میں
تہ لب بی صدا فسر یا د کرتا

ہشتیاں سرشاران سی ہوتا
 یہی کہتا کہ میں کس سے جدا ہوں
 غرض اکدن نہایت تنگ آیا
 بڑھی دیوانگے حد سے زیادہ
 ہوا غائب جلوس شہریار سے
 پہر جب دو پہر شکر وہ سارا
 لکھون تعریف کیا او کی قلم سے
 تمازت سی اعیان جوش تباہ ہے
 نہ سایہ تہا نہ برگ خشک تر تھا
 کف سائل کیصوت پشیم آب
 حرارت سی وہوانا وٹہتا جگر میں
 یہ عالم دیکھ کر وشت بلا کا
 کمال تشنگے لایا غضب میں
 گھٹے ہمت غاظ آرزو کے
 وہ ساری اہل لشکر ہو کی بیتاب
 جوان مانند سنگ میل تنہا
 طلسم قدرتی پیش نظر تھا
 قضا را مثل دل قابو سے بیزار
 وہ آہو یا ہوا می مدعا تھا

نجل و می غم پنهان می ستا
 یہ سکا ناز بردار و اہوں
 ہجوم جوش ہو وارنگ لایا
 کیا گلگشت صحرا کا ارادہ
 چلے مانند بوبے گل سوار سے
 ملا اک وشت پر وشت قضا را
 بلا انجیزند تر وشت عدم سے
 تڑپتی ریگ مثل ریگ ماہ ہے
 برنگ شاخ آہو ہر بخت تھا
 ہوا می گرم سے ہر مرغ بیتاب
 پیش سے آباہ پڑتا نظر میں
 نظریں پہریا سامان قضا کا
 ہوئیں جانیں نہاں آغوش لب میں
 ہراک نی جستجوی آبجو کے
 لکے کرتے تلاش چشمہ آب
 رہا کھوڑے پہ محو سیر صحرا
 تہا شا جلوہ کا وہیہ تر تھا
 ہوا اک آہو وشت نمودار
 برنگ شوق دل میں پیرا تھا

قد برقیق براری لوسی پیدا

ستم با آتشنا قید کسان سے

ہو ای صید دنی چھیرا جوان کو

وہ آہو صورت اشک چکیدہ

بشکل جسم و سایہ و دونوں باہم

تصور تھا جوان آہو کسان تھا

قریب شام وہ آہوی خستہ

جوان حسرت زدہ مایوس ہو کر

بہت کئی جستجو لیکن نظر سی

پہرے قسمت نگاہ یار ہو کر

پریشان خستہ آوارہ جب گرخون

نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و چشم تھا

نہ وہ ظل نہ سای چتر شاہی

ہوا آغای جب آغای شب کا

پس پر وہ سی ہر نقش طلسمی

جوان ناچار گھوڑی سی او تر کر

کوئے نخل کہن تھا مثل طوبیٰ

طرب بخش چمن ہار طرب تھا

مطر صورت سر و گلستان

سرو شست زلف کامل سے پیدا

گریبان و شست باو جہاں

کیا گرم اپنی خوش خوش عنان

ہوا آرام سے دامن کشیدہ

ہوے صید کبک حلقہ دم

فقط ورق خیالی و مینا تھا

ہوا غائب بربک رنگ خستہ

لگا کر نے تلاش اہل شکر

نہ گذرا ایک ہی نوع بشر سے

مقدور سو گیا بیچار ہو کر

لگا پہرے میان و شت ہامون

نہ وہ شکر نہ وہ طبل و علم تھا

نہ وہ سر میں خیال کجکلاہ

بشکل داغ دل و مہتاب چمکا

لگا دینے فریب نور سے

ہوا منت کش آرام سے

بغل پر وروہ فردوس اعلیٰ

ہر اک پتاکت اہل کرتب

بہار بہشت جنت جسیہ قربان

اوسے کی تھی وہ برکتِ قسمت
 رفیقِ بیکسی خوش سبک پا
 جوان بیٹھا ہوا بالائی بستر
 دل پر سوز و جان شعلہ پیوند
 کبھی گریبانِ غم اہل وطن میں
 کبھی شاکی دلِ نامہربان سے
 کبھی پیشِ نظریہ زنگِ تقدیر
 کبھی کہتا کہ یارب میں کہاں ہوں
 کہاں لائی مری قسمت کہاں سے
 کبھی کہتا دل مضطر سے اپنے
 وہاں ہر ایک پر روز و شبانہ
 احبابِ بخور و بخواب ہونگے
 اسی صورت وہ پامال زمانہ
 کہ اس میں ماندگی ہی ہو کی مٹیاب
 ہوئی غفلت سی بیداری حکمِ غوث
 کیا روحِ جہان پیانے اپنا
 نظر کرتا ہے کیا وہ باد یہ گرد
 سربالینِ شکلِ نختِ آکر
 کہاں پرتا ہی آوارہ جہان میں

ہوا شہرِ سندھِ احسانِ راحت
 رہا محو گیا ہر جزِ محراب
 بہ شکلِ آئینہ حریت سے ششدر
 گذر گا وہ خیالِ چند و چند
 کبھی سوزانِ تپِ داغِ کہن میں
 کبھی بولتنگِ جورِ آسمان سے
 کبھی سیرِ طلسمِ غم سی و لکیر
 یہ کیوں پامال جورِ آسمان ہوں
 کہاں لیجائی گی وحشتِ یہاں سے
 ملوں گا کس طرح لشکر سے اپنے
 گذرتی ہو گی کیا ہی آب و چانہ
 مری فرقت میں سب مٹیاب ہو
 بیان کرتا رہا اپنا فسانہ
 کیا آنکھوں فی میل بوسہ خواب
 بجا لائی دلِ جانِ نصیبِ خوش
 تعلقِ عالمِ علوی سی پیدا
 کہ عیسے و خلیفے کے اک جوہر و
 یہ کہتا ہی کہ اسی برگشتہ اختر
 پڑا ہی مست کس خوابِ گریبان میں

محبت میں سر آرام جان کیا
 نہ جہا آبروی صبا دستے کو
 یہ سب سامان ترانگہ حیدری
 اگر دل میں ہی جوش ہوں تھا
 محبت بازی طفلان نہیں ہے
 او ہر سو دای شاہی مغر سرین
 غم معشوق و شوق پاؤں شاہی
 دورنگی ہی گل بازی کو دیکھا
 دورنگی سی لب ساحل شیب
 اوٹا پردہ دوتی کا درمیان ہے
 یکسر لہم غیب سے سدا
 جو دیکھا ہر طرف گزری نظری
 جوان فرش زمین ہی اٹھکی شد
 توکل پر وہ یکتای زمانہ
 رفاقت میں تنہا ہی وطن تھی
 نکوئی رازوان جز کا ہمش دل
 بیابان و بیابان کوہ در کوہ
 اسی صورت سی و نکورات کرنا
 کئی دن جب رما وہ جاوہ پیا

ہوا ہی شکر و طبل نشان کیا
 لگا یاد داغ نام عاشقے کو
 خلافت غنیت اہل وفا ہے
 تو ناحق در سپہ سوز نفس تھا
 بہت مشکل ہی یہ آسان نہیں ہے
 او دہر داغ غم عصمت جگر میں
 تباہی ہی تباہی ہی تباہی ہے
 او ہر کا ہی نہ بچا رہ او دہر کا
 نہ موج ریک ہی فی موج آب
 گذر جا ہر حجاب این و آن سے
 اور آنکھیں کھل گئیں اسکی قضا را
 تمامی شب کی آغاز محسوس
 و آیا پشت رخسار خوش عنان پر
 ہوا اک سمت کو آخر روانہ
 عوض رہبر کی بیم باہرن تھی
 نکوئی ہمسفر جز نہ طول منزل
 لگا پیرے بعد تکلیف و اندوہ
 خواہے سے بسر اوقات کرتا
 ہوا محبت میں تاکر جلوہ فرما

وہاں گزری نظر سی چند نشان
گہراں دلیر سبک انداز او نکا
جگر ہوتا مشبک ہر سخن میں
جوان کو دیکھ کر سمجھے وہ کافر
وطن کی اور کوئی گلزمین ہے
تعلق سے قریب اگر جوان کے
لگی کہنے کہ امی سرور سرفراز
ہوا کس وجہ سے عازم یہاں کا
کہاں رہتا ہی گھر تیرا کہاں ہی
کہا گھر تو مرا ہے کھٹو میں
نکالا جوشش و حشمت سے نیکو
کہوں کیا کیا بہت گزرا زمانہ
متنا ہے کہ اب جاؤں وطن کو
ہوس کہتا ہوں لطف دوستا
کرو تکلیف رسم رہنائے
یہ سنکر جملہ وہ غول بیابان
بڑھی آگے شکل شوق منزل
جب آئی سرحد ہندوستان پر
زر و سیم و جواہر جیت در تھا

بصورت آدمی میرت میں جوان
عداوت سی زیادہ عاز او نکا
زبان تیر تھی گویا دہن میں
کہ یہ کوئے ہے نووار و مسافر
یہ بلبل اس گلستا نکا نہیں ہے
نکالے حوصلے لطف بیان کے
ہوا کیونکر یہاں تو سایہ انداز
ارادہ دل میں کہتا ہی کہاں کا
وطن کہتا ہی یا بی خانمان ہے
مگر میں کم ہوں اپنی جستجو میں
جگہ دی وادی غریب فی محلو
لیے پرتا ہی محسوس آب و دانہ
سٹاؤن داغ یا ران کہن کو
ملوں میں جاوے ہندوستان
بجالاؤ کچھ آداب و فائے
ہوئی آمادہ سامان احسان
ہوئی ہمارے مثل کاہش دل
ہوئی آمادہ قتل نو جوان پر
وہ سب نذر جفا می را ہیر تھا

کہ کوڑا رکھیا باسنے نہ سبب
 پیریشان خستہ آورہ جگر ریش
 نہ زاور نہ ساز استقامت
 روار و کیف جوشش آرزو میں
 ملاخویش و سوز و آہ با سے
 دل مجان سی ہوئی با باقیہ بان
 قصار ایک دن یاران باہم
 طرب انگیز سامان ہر طرف تھا
 ہنسے تھے دل ملی تھی قہقہی تھی
 نشاط انداز ہر انداز سخن تھا
 تمامی سوزش دل کا فسانہ
 جوان بھی التماس با جسد سی
 باخسرجوش تکلیف نہان سی
 کہ وہ بالا بلا عصمت کہاں ہے
 کہاں ہنگامہ آرای وفا ہے
 کہ ہر مائل مزاج و لب کر ہے
 کہا او نے تمسخر سے کہ ای یار
 رئیس شخص سہی کوئے دلاویر
 ہی کچھہ ورتک نوکر جوان کے

رہی عیان تھی یا جان بیاب
 بڑا تنہا وہاں سی مثل و روش
 گدایانہ سدا قطع مسافت
 ہوا وہ رونق آہنہ الکسوت میں
 ہوا ہم بزم یار و آشنا سے
 گلی ملکر نکالے خوب ارمان
 برنگ غنچہ گل تھی فراہم
 بشکل غم تکلف بر طرف تھا
 محبت خیر باتیں کر رہے تھے
 کنار عیش و رانجسد تھی
 بیان کرتی تھی باہم دوستانہ
 ٹکڑا آشنا تھا آتشہ ناسے
 لگا یوں کہنے یار بہ زبان سے
 بت کا فرادہ عصمت کہاں ہے
 کہا بیگانیہ لطف آشنا ہے
 کہ ہر مصروف حسن کا فوری ہے
 کہوں کیا حال و سکا میں دل کا
 حسین و دلکش و خوش وضع و خوشیز
 نکالا کی ہوس جوش نہان کے

ہوا باہم چہ ایسے بڑھیدا
 لگی رہے تبت بار و برو کے
 ہوا اس عشق کا آخر یہ انجام
 وہیں باتک گل رنگین واسے
 وہیں رہتی ہی مست بادہ و جام
 وہیں ہی سرخوش کیف جواسے
 یہ سنکر وہ جوان سرسبز جوش
 جگری کی کھینچ کر آدھنسان کو
 تہ وبالا ہوا سامان محفل
 پیدا دوسرے بالین پر آکر
 ہوئی کم حوصلی ضبطِ فغان کے
 تقاضای تپ سوز نہان سی
 کہ ہی ہی کیا یہ قسمت رنگ لائی
 یہ دن یہ سن یہ آغساز جوانی
 یہ پرار مان ہنسہ کرنا جہان سے
 کہاں جائیں کریں ہم کس سی فریاد
 ہجوم شور ماتم اس قدر تھا
 ہوا شور فغان آخر گلو کیہ
 لگی تجویز ہونے گور کن کے

کہ وہ دونوں ہوئی آپس میں شیدا
 چڑھی سستی شراب آرزو کے
 کہ گھر میں بڑ گئی اوسکی وہ کلفام
 وہیں کہت فروش مدد طلبے
 وہیں کہتی ہی لطف عیش سہی کام
 وہیں ہی محو رسم کامرانے
 رہا مثل زبان شمع خاموش
 کیا برہم طلسم جسم و جان کو
 لگی سر پڑنے یاران محفل
 گری مانند اشک تر زمین پر
 لیے نالوں فی بوسی آسمان کے
 ہوئی مصروف شیون اس بیان سے
 تری آئی ہوئی ہسکونہ آئی
 یہ خواب نازہ مرگ ناگہانے
 یہ تیرا نہ نشان ہونا نشان سے
 دریا حیرت ای وای ہیہ داو
 سویدا ہی دل محشر و گھسہ تھا
 بنلہا لیب لیب خاموش تصویر
 غلش پیدا ہوئی غسل کفن کے

ہر صورت جتنا زہ نوجوان کا
ہر قسم خلاق و غور آہ و نرسد یاد
کوئی حیات سی تصویر مگر اتنی سا
گریبان چاک تھا کوئی اک
کوئی تھما سرنگون مچتے بون سی
غرض وہ حلقہ اہل عزت میں
سیرا سیر دل پر خاک ڈالے
عزیز و آشنا احمد پڑھ کر

نہایت شان و شوکت سی نکالا
نظر آ یا زما نہ ماتم آ یا و
کوئی منہ کا کشن آج و نشان
کوئی تھا خاک پر سے غور نہ تھے
پشیمان تھا کوئی اپنی فسون سے
ہوا مد فون زمین کر بلا میں
کسار گور سے حسرت نکالے
ہوئی رخصت سے نکالے

دہان نکلتا کہ سری تر شاہ کا ملاش جوان میں لکھنؤ میں آکر جاوے شاہی سے

خدا را ابھی سائی دلا سے
گریبان کی یہ تکلیف وفا ہی
خبردار مصیبت کے بیان سے
کہ اوس وقت بلا میں فوج شاہی
ملاش نوجوان میں شہر نشا
قرب شام سب مایوس ہو کر
بسر کی شب خیالات عجب میں
ہر اک فی آکی نزد شاہ و لکیر
جو کچھ گزری تھی کیفیت جوان پر

بھی بیہوش کر جاوے فنا سے
قضا کی بات میرا فیصلہ لاسے
ہوا ظاہر یہ اسرار نہان سے
رہی دن بہر گشت ساری تباہی
پہری ریگ روان کی طرح برابر
ہوئی ملی آب و مانہ نقش بر تر
چلی وقت سے رنج و تعب میں
کہا افسانہ شہر نکلتے
بشکل و رول لائے زبان پر

تھیں خیریندہ نکر فسانہ
 مزارِ پاک پر چہ مدد ہو اوہ
 جگرمانند دامنِ خطارہ
 پریشان ہو گیا مجھ کو دل
 یہ مغموم بے لایا گیسر ناگاہ
 بشکلِ رازِ دلِ دل میں بھکر
 بحسرتِ جانبِ دخترِ منظر کے
 لگی کہنی کہ ہی تھی یہ جو اس نے
 بس کس طرح سے ہو گئے خدا یا
 یہ عالم دیکھ کر ہر دمِ مہمان
 سببِ پوچھا ہجومِ درد و غم کا
 کہا کیا جلد سو جا آسمان کو
 کہا کیونکر کب جس وقت دیکر
 اراکینِ ریاست ہمعنان تھے
 کسی میدانِ وشت پر بلا میں
 کمالِ تشنگی سی ہو کی بیتاب
 اکیلارہ کیا آخِ زمان پر
 نظر آسا نظرِ پیر وہ نہ آیا
 رفیقوں کی بہت کچھ جستجو کے

ہوا ششدر شمعِ شاہِ زمانہ
 دلِ عاشق کی صورت کو گیا وہ
 ہوا دستِ الم سے پارہ پارہ
 ہوئی کشتِ تنابرقِ حاصل
 ہوا اند کو رنزد با تو شاہ
 ہوئی بیتاب مثلِ شکِ مضطر
 شبابِ آرزو پر چشمِ ستم کے
 یہ تکلیفِ جفا سی آسمان کے
 مقتدری یہ کیا سامان کہلایا
 ہوئی آئینہ سان حیرت ہی ہوا
 کہانیِ سنگِ تکلیفِ ستم کا
 کہا محمد امین کو یا تو جوان
 گیا سو ہی بیابانِ جہنم
 شریفخواہ پا بوسنِ جِ ان تھے
 پری سرشتِ جوشِ مدعا میں
 لگے کرے تلاشِ چشمہ آب
 نہیں معلوم کیا گذرئی ان
 کسے نے پہر نشانِ وسکانیا یا
 مگر نکلے نہ حسرتِ آرزو کے

اربان سی پیر کی جوا حباب آئی
 اسی سی دل نصیبیت آشنا ہے
 یہی ہی باعث فریاد و زاری
 یہ سنکر ہر کسے کا جی بہر آیا
 بڑا یا سلسلہ آہ و فغان نے
 خموشے نے کیا لب سی کنار
 پہلے فریاد و غم دل سی کشیدہ
 خصوصاً وہ عروس لو پرارمان
 ندی رخصت خموشی فی فغان کی
 سہا کی کشمکش رنج و تعب کے
 کھول میں تھی مثل فی غم آبا و
 پشیمان ہو کی جوشن آرزو سے
 لی سوز جگر خلوت میں آئے
 پسٹ کر خواہ گاہ نوجوان سے
 بنا سوز و رون سی سینہ گلشن
 ہوئی مشتاق فرقت میں کفن کے
 پر تعظیم استقبال امان
 تھکان فی رسم بیابانی ادا کے
 قلق میں مین رنج و الم میں

یہ وحشت خیر مضمون سائیلای
 اسی غم سی جگر داغ بلا ہے
 یہی ہی جلوہ بخشن بقیار سے
 قلق کو دل فی سینہ سی لگایا
 کیا پیوند سینہ آسمان نے
 ہوا شور قیامت آشکار
 سر شک آنکھوں سی نکلے آبدیدہ
 رہی خونابہ نوش ضبط پنہان
 رہی پابند شرم این آبن کی
 حیا مانع رہے ترک ادب کے
 جگر سے تا دہن لبریز فریاد
 اوٹھی ناچار مان کی روڑ سے
 غم و رنج لئے جنت میں آئے
 لگے رونی پیشہای نہان سے
 چہے اشک جگر گون بیدار میں
 رکھی باقی نہ داہجی پرہیز کے
 بڑا ہر پارہ چاک گریبان
 صداوی لب فی شور مر حبا کے
 لگی کہنی سر فوق ستم میں

کہ اسی سر و چین نہار نشا
کہان ہی محو نظارہ جنون میں
کہان ولداوہہ پتھر ہے تو
کہان حشت شریک یکسی ہے
کہان تکلیف ہے راحت کہان ہے
اسی صورت ہی چند مٹی پر نیا
برابر صحبت آہ و فغان میں
مکروں کی لگی بچھنے نپائے
رہی قسمت تر قیخواہ غم کے
تہکی سب چارہ گر چارہ گری ہی
پاخروہ بت سرمایہ ناز
کہ اسی پروانہ شمع جگر سوز
تجھی اب کیا ہی پائینک ناموس
اوٹھادی پر وہ شرم و حیا کو
غبار سائل قید مکان سے
جہان ہو چل رہی تو آرزو میں
اسی عالم میں اکدن نصف شب کو
کہ یہ موقع ہی ترک افترا کا
نکر غفلت کہ غفلت کا نہیں وقت

کہان ہی مالِ گلشتِ حرا
کہان پرتا ہی آوارہ جنون میں
کہان صیاد آہو گیر ہے تو
کہان قسمت و سرِ بی بی ہے
کہان تو تختہ مشق آسمان ہے
رہی شرمندہ احسانِ سرِ باد
بسر کے انتظار نو جوان میں
کہیں سے کچھ خبر و سکی نہ آئے
خلش بڑھتی گئی خارِ الم کے
کنارہ کش ہوئی حالِ پری ہی
ہوئی یون ل ہی اپنی مشقت ساز
گداز آموز داغِ سرِ سوز
کہان تک حیاتِ نازِ افسوس
بٹھایسے میں نقشِ مدعا کو
برنگِ جوشِ خاطرِ مل جوان سے
بسر کر عمر داغِ جستجو میں
کیا آگہ دلِ نصرتِ طلب کو
یہی ہی وقتِ عمرِ ضلعا کا
نکل جائی نہ قابو سی کہیں وقت

یہ کہر جوش تکلیف جگر میں
 لباس فروعی کو کیا چاک
 رکھی سر پر کلاہ رشک خورشید
 قباہی لالہ کون سیب بدن کے
 غرض اس طرح وہ دخت یگانہ
 پس یوار کوئے راز دان تھا
 قریب اوسکی پہونچنے محابا
 کہا رخصت کہا اسد نگہبان
 کہا وہ کیا کہا ہمہ از تو ہے
 رہے منظر پردہ ہمارا
 یہاں سی ایش تلنے تو ہوا ہو
 یہ کہر وہ جیت پرور وہ ناز
 اوٹھائی باک اسپ خوش عنان کے
 خیال کاوش تفت یہ سر میں
 کہی پیدا کہی پنہان نظری
 کئی دن مثل خورشید جہان گرد
 بہت کنی جستجو لیکن کسی جا
 بچھوری تلاش نوجوان میں
 کئی دن بعد عشق فست نہ پرواز

ہوئی مصروف نماں سفر میں
 حجاب جسم کی مردانہ پوشاک
 تصدق جسیہ ہواقبال حشید
 گلانی ہو گئی رنگت سہج کے
 قدم سر سا ہوئی بیرون خانہ
 عنان کی یہ سمند خوش عثمان تھا
 ہوئی بالائی زمین یہ جلوہ فرما
 کہا کچھ اور ہے امید حسان
 دم ختم یہ بتھے آرزو ہے
 تھو یہ راز پنہان آشکارا
 خدا جانی سحر کی وقت کیا ہو
 ہوئی آما وہ مشق تاک و تاز
 ہوس کی کوشش قطع جہان کے
 غم غماز کا کسٹکا جگر میں
 سراپا برق تکلیف سفر سے
 پہری وہ خستہ و آلودہ گرد
 نشان نقش تن کا نیا یا
 قدم فرسا ہوئی ہندوستان میں
 ہوا آسا نے مشکل سے و ساز

ہجوم شوق جوشن آرزو میں
 باجرت اک مکان لیکر شب روز
 کمال خلق سی سبکو لہا یا
 تمامی دوست قوت خلوت عیش
 قضا لاکھ دن یاران باہم
 ہم ہنگامہ آرمی بیان تہ
 کوئی اون سب میں یارِ مزدان تھا
 دمِ اظہارِ افسون زمانہ
 وہی مضمون عشق سرسبز جوش
 کیا وقت سحر اوسنی بنا کام
 یہ سنکر لی رہی دہیں مکرول
 رنگ بادہ میں سنائی خاموش
 ہوئی یاس جوان یار جانے
 ہوئی برخاستہ جس وقت صحبت
 رفاقت میں اجل کوئی کی دلبر
 لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے
 سر بالین بھید تکلیف جانکاه
 کلاہ خسروی پسینے زمین پر
 لب نازک کو دی رخصت فغان کے

لی آیا اوسکو شہر لکھنؤ میں
 لگی رہی وہ نور شید دل فروز
 ہر اک سی رابطہ اوسنی پڑٹا یا
 لگی رہی شہر یک صحبت عیش
 بشکل ہوش و انا تھی فرام
 سخن پرواز نیز تک جہان تہ
 سراپا دفتر حال جوان تھا
 کہا اوسنے وہی غمگین فسانہ
 بتایا گوہر آویزہ گوش
 سر آواز کو پا بوسن نجسام
 بنا محشر فروش قص بسمل
 سکوت لب سی تو ام شعلہ جوش
 مبارک باد مرگ ناگہانے
 اوٹھی وہ شعلہ زار داغ حسرت
 ہوئی حاضر مزار نو جوان پر
 کیا کلیوش ہر داغ جگر سے
 کیا روشن چہر داغ شعلہ آہ
 اوڑائی خاک زلف عنبرین پر
 ادا کی رسم تکلیف بیان کے

کہ ای پیوند چاک و امن خاک
 بہوای صید میں آ یا کہاں تو
 نہ است کیا ہوئی اہل وطن سے
 نہ یاد آئی کہی ہوئی سی گھر کے
 تری غم میں ہوا برہم زمانہ
 نہ وہ رنگین بہارِ جسم ہے
 جہاں تھے کامرانے رونق افروز
 یہ پونہچا حال جوشِ آرزو میں
 جہاں میں صورتِ خورشید مہتاب
 مگر تجھ کو نہ ای غمناک پایا
 تمنایِ دلی دل سے نہ نکلی
 زبانِ شمع تھی گویا جہاں میں
 غرض یوں ہی مزارِ نوجوان سے
 بجومِ غم سی آخر تک آ کر
 لیا احسانِ تکلیفِ کفن کا
 احباب کے یہ افسونِ تقدیر
 قناعت کی نہ بازاری خبر پر
 وہاں اگر جو دیکھا چشمِ تر سے
 کہ اک دختِ پریر و رشکِ تصویر

غبارِ کار و ابنِ جانِ غمناک
 بنا کس جانشان بی نشان تو
 چہ پائی شکل کیوں چاکِ کفن سے
 نہ میری تا شکست پر نظر کے
 و گر کون ہو گیا سب کا رخا نہ
 نہ وہ صحرانِ زمینِ رشکِ نہیں ہے
 وہاں حسرتِ برستی ہی شبِ وز
 کہ نکلتے آپ تیری جستجو میں
 پہری دنرات تنہا بخور و خواب
 جو پایا بھی تو زرخشاں پایا
 یہ لیے گرو محل سے نہ نکلی
 جلا کے حسرتِ لطفِ بیان میں
 بیان کرتی رہی نوحہ زبان سے
 ہوئی راہی عدم کو روح مضطر
 مٹا یا مٹ کی جھکڑِ روح و تن کا
 ہوئی خود کم رنگِ نقشِ تصویر
 چلی سب سے بہت شوریدہ سر پر
 تو گذرا اور رہی سامانِ نظر سے
 مزارِ نوجوان سی ہی بغل گیر

تقاضای تمنا چو شہ پرست ہے
 لیے ہی پہلو مدفن بغل میں
 ہوا ثابت کہ یہ سیارہ خستہ
 تعلق ہو تھا حسن جوان سے
 یہاں آکر اسے جو مڑہ پایا
 ہر اک فی عالم آہ و فغان میں

فدا محشر لب خاموشی پرست ہے
 زبان ہی شکر جہان اجل میں
 کسی خورشید طلعت کی ہی اختر
 اسی کی عشق میں نکلی مکان سے
 ہجوم جوش غم یہ رنگ لایا
 کیا دفن ہو سکے پہلوی جوان میں

دستان شکر ناعشق جان کا دل عصمت میں لپیٹ کر جو اجان بخت کنا

شتابی لامی گلزار ساقی
 پلاک جام خستہ انجمن میں
 کہاں پہر صحبت لفظ و معانی
 زبان بیندانی ناز پرست ہے
 شرر ریز بیان نوک زبان ہے
 کہ جب اس عشق کا فراجا کے
 برنگ اشک نامقبول مرگان
 یتیمی نے لیے بوسی الم کے
 مرا جاتا رہا آہ و فغان کا
 برنگ جان شیریں روح فرما د
 نشان سحر زدہ زاہد کی صوبت

دم خصت نکر تکرار ساقی
 لگا دی قفل خاموشی ہن میں
 تمامی پرستہ دور خوش بیانی
 سکوت مدعا آغاز پرست ہے
 گل افشان یون چراغ دستان ہے
 برائے آرزو مشوں جفا کے
 کیا دونوں کو زیر خاک پہنان
 ہوئی کم جو صلے ناز ستم کے
 جگر پائے ہوا اشک وان کا
 لگے پہر فی مصیبت خانہ برماو
 ہوا سنے آبرو داغ کدورت

لکھ چہ بند بہ دل کہات میں تھا
 نہ کی تکلیف محرومی گوارا
 دل عصمت میں مثل شورش
 برنگ رشتہ تسبیح کیب
 جگر کو جوش غم کی گد گدایا
 مزادینے لگی کاوش جگر میں
 ہجوم ضبط فی رخصت طلب کے
 خلل واقع ہوا عیش و طرب میں
 بڑھی کاہش پاؤں اب ہل
 چمکہ ایسا جوش خاطر رنگ لایا
 نہ خود واقف نہ واقف محرم از
 جگر میں صدمہ جا بجا رہتا
 ستم کے ہر گہڑی کا دہشتی
 خموشی میں اثر شور جنوں کا
 ہوئی وہ فستہ فستہ تنگ آکر
 لکھ حیرت کہ یارب از کیا ہی
 یہ کیا افسردگی ہی سرسبز جوش
 یکسکولا کہ ہی میری جگر سے
 یہ سنی حسد یا افسون کیا ہی

اثر کا منتظن نہ ہر بات میں تھا
 ہوا درپردہ آہدہ شکارا
 و آیا شوق ہم آغوش ہو کر
 ہوا سو جا رک جان سی نمودار
 زبان تک نالہ شکوہ بنگی آیا
 لگی گھر کرنے حسرت چشم تیر میں
 بن آئی نالہ فرصت طلب کی
 تبسم چپ رہا آغوش لب میں
 ہوئی آرام جان بیتابی دل
 کہ ہر دم کو دیم شمشیر پیا
 بنی اپنی شکست دل کی آواز
 سفر میں کاروان آہ رہتا
 طبیعت مائل حسد یا دہشتے
 فغان میں رنگ نیرنگ فسون کا
 برنگ بوی گل جامی سی باہر
 یہ کیسا سوز ہی یہ ساز کیا ہی
 یہ کیسے بخود ہی غیرت ہو
 یہ تیرے خطا آیا کہ ہر سے
 یہ سنی دل کو میری خون کیا ہی

الم کیون ہدم آغوش دل ہے
 نہ قندیل حرم سے نہ شعاع دور
 یہ کس سے آرزو کی آرزو ہے
 ہوا کیا وہ سرور نو جوانی
 فلک آما وہ پر خاشاک کیون ہے
 بہر صورت بت بیگانہ ہوش
 تسلی کی عوض ہر شب روز
 کسی صورت دل مضطر نہ ٹھہرا
 خور و خواب و نشا طو کام اسے
 نہ پیسا کی نہ خود بینی رہی
 رہا ہدم نہ آئینہ نہ ششمانہ
 نہ وہ شوخی رہی طرز بیان
 طبیعت ہٹ گئی ناز و اداسے
 قضا را دن جو لوچت نہ آیا
 پی کسب شد و فانی ہو این
 مقابر پر رہی کچھ دم جبین سا
 کہ شاید کچھ دل مضطر ہل جا
 ہر اک جاوہر شال ہیشاے
 ولیکن کاوش قسمت سی صلا

شکایت کیون بان متصل ہے
 جلاتی ہی مجھی کیون حسرت غم
 یہ کس خود کم کی دل کو چھو ہے
 ہوا کیا وہ فرخ زندگانی
 مقدر کو سراپا دیش کیون ہے
 بیان کرتی رہی افسانہ جوش
 ترقی پر رہا سوز جگر سوز
 شہر آسا کہے دم بہر نہ ٹھہرا
 ہوئی سب تندر جوش نو جوانی
 نہ آتش نہ رنگین رہی
 نہ مست ناز چشم حساد وادانہ
 نہ پیسا کی رہی باقی باہین
 ہوئی مائوس و ولاد و اسے
 تمنای دلی فی جوش کسا
 ہوئی وہ رونق افرا کر بلائین
 ہوئی پیرائل سیر و تماشا
 کہیں جبین سی خار غم کل جاے
 پھری مانس تصویر حیاے
 دل پروردہ وحشت نہ ہلا

وہی آشوب جو شنِ بقیہ ساری
ہوا جب یہ کس شرواہنِ شام
بچھا کر چاندنی فرشِ زمین پر
قصا رات ہی وہ تربتِ نوجوان کے
ملا موقع جو باہم متصل کا
لگی گہرا کے کہنے ہمزبان سے
کشان ہی جذبِ لہوئی محبت
وفا شتاقِ تکلیفِ وفا ہے
سرِ مژگان ہی تر رونی سی پہلی
بہر آتا ہی جی خالی جگر ہے
یہ سنکر وہ چلیس شکِ لیلی
کہ امی شاکِ دلِ لبریزِ خون کی
کہانِ قیہ کہنہ اور کہانِ تو
یہ اندازِ جنونِ اچھا نکالا
یہ سنکر چپ رہی پر وقتِ پاک
کہ یہ تربت ہی تیری خستہ جان کے
جلایا آتشِ حسرتِ فی تیرے
ندکی ہی کچھ بہارِ نوجوان سے
ہوا دیوانہ جو شہرِ آرزو میں

رہا آرامِ جان و لنگار سے
کیا اک قہر کے پہلو میں آرام
ہوئی مثلِ مہرِ نوجلوہ کسے
اوسے مشیتِ غبارِ ناتوان کے
بہرِ ک اوٹھا شہرِ ارہ و دل کا
یہ قبرِ آباد ہی کس خستہ جان سے
جھے آتے ہی کچھ بومی محبت
ہو امی وصلِ پیغامِ قضا ہے
جگر پانی ہی خون ہوئی ہی پہلی
ترقیہ خواہ طوفانِ اثر ہے
ہوئی یون چہرہ آرایِ تسلی
تجھی اب تک ہی کیفیتِ جنون کی
خدا را ہوش میں آید گسان تو
ترا عالم ہے عالمِ سی نرالا
کہا اک اور فی سب حال کے
شعبِ تیغِ نازِ امتحان کے
ملا یا خاکِ مدینِ غنلتِ فی تیری
پہلی پھولی نہ شاخِ زندگانے
پہرِ نرسونِ ہوا جی جستجو میں

پیشانی ہو کی آتش مدعا سے
 شش کو بعد مردن جسم آیا
 ورنہ کیوں خمیدہ ہمارا دیتا
 یہ سنکر وہ بہت برگشتہ تقدیر
 نہ لائی تاب پہ ضبط نہان کے
 پیٹ کر پیسا و گور جوان سے
 عدم کو جلوہ گاہِ راز سے
 حجابِ مدعا مٹی صحبتِ گل
 انیس و ہم دم و ہمارا مطلب
 اقاربِ تنکی عینِ ممکنِ فسانہ
 لپی ہمراہِ سامانِ قیامت
 ہجومِ حسرت و آہ و فغان میں
 فسوں عشق کا فرما جس اسی
 محبت طرفہ برقِ جلوہ گر ہے
 نیازِ مدعی ہی نازِ اسکا
 نظر کو جلوہ گاہِ زبایا
 بیان اسکا نہیں ممکن بیان سے
 خموشی لہماس التماس ہے
 نہیں ہی میتِ نامِ نکتہ و ابے

پیر ارمان اوٹھ گیا و از فنا سے
 کہ تجھ کو لا کی پیسہ و مرین ہٹایا
 تھی کا ہی کو قسرتِ ناز و ستا
 رہی کچھ دیر خود گمشکل تصویر
 خموشی بن گئی صوتِ فغان کے
 کنارہ کش ہوئی روحِ روان سے
 تنِ خالی کو بھی غماز سے
 گئی تنہا بزرگِ نکلت گل
 عجب سی رہ گئی منہ و پیکر سب
 تھکت سی رہی تصویرِ خانہ
 ہوئی سب حلقہ زنِ بالائی
 کیا پیوند آغوشِ جوان میں
 گئی ناکام سب و از فنا سے
 جس نے سوزِ جسکا ہر شہر ہے
 قضا انجام ہی آغاز اسکا
 جس کو پایا سالِ ناز پایا
 زبان مجبور ہی اسکی بیان
 حدِ مطلب سکوتِ مدعا ہے
 یہاں بہتر ہے عذرِ ہر

و یا انجستام طومار و فسا کو کیا نصحت ہجوم بد عسا کو

خاکستاب

بمحمدا سدا کہ یہ نظم گرامے
مبارکباد نصحت دی قلم کو
رکھا الماس فکر جان گسل کا
ہوئی کم گو ہر افشا نے زبان کے
ہوار و پوش حسن خوش کلامے
و عجب کہ دل بیتاب نے دی
خصوصاً امت مبارک نکتہ دانے
تخلص شہ ف و شرف علی نام
سنایہ قصہ حب میری زبان سے
کسی تاریخ سال اسکی بعد سوز
یہی حسرت ہی مج کو بھی جہان میں
پسند خاطر اہل سخن ہو
جگر سوزی نہ رنغ شعلہ زاد
ورق ہو طلیع صبح معالنے
نزدیکین غنہ زش پائی تسلیم کو
قدیمی رسم ہی سستی میں اکثر

ہوئی گلگونہ حسن تاسے
سنایا مشرود ہستی رسم کو
ہوا مو قوف آنا سخت دل کا
تراوش ہو چکے ایر بیان کے
حدیث عشق فی پائی تاسے
صدایِ حرب احباب نے دی
جواب طالب و تدنی ثانی
سراپا محسن الطاف و اکرام
نہایت خوش ہوئی طرز بیان سے
شعلہ فکر عالی مجلس و ر
کہ تہو تببول بزم وستان میں
سویدایِ دل ابا باب فن ہو
کبابِ دل مرا سبکو مزاد کے
رسم ہوزلف شام نکتہ دانے
ندین آنکھوں میں جاو و وقت کو
نہیں کہتاف دم کیفے برابر

شرابِ تندرستی نوشی ان سے
 خرابا آتی ہوں زندانہ بیان ہے
 نہیں مج طلب مجھی ظہارِ فن سے
 کہاں نہ صدمت جفا کی آسمان سے
 کروں غوا بھی تیرے معائنے
 فقط پیشِ غم شدہ شعری سخن کا
 ازل ہی بس کہ ہوں یوانہ عشق
 یہی مدم فقط رہتا ہی میرا
 تنہا ہی رہوں جلیک جہان میں
 حسرتوں پر سدا متار ہوں میں
 قیصر جو حضورِ اسماعیل ہے
 سنا جو خوب سادق بیان سے
 غلط ہی یا بے اعتبار ہے
 معاف امی نہ کہہ چیں میں جھٹلا ہوں
 نہ تھی کوئی غرض کسی بیان سے
 طبیعتِ فی و کھائی گرمی شوق
 کہلائی غنچے بستانِ بیان کے
 ہر سارا آئی چمن زارِ سخن میں
 سخن کو تادہ امی تسلیم پر جوش

ٹپک پڑے ہی ہوا غمِ بخیر سے
 زبانِ موج می میری زبان ہے
 بری ہوں دعویٰ شعری سخن سے
 کہ ہوں ہمارا طبع نکتہ دان سے
 دکھاؤں جلوہ گوشتِ فشا
 سبب ہی ذکرِ عشقِ حیا میں کا
 مجھے مرغوب ہی افسانہ عشق
 اسی ہی غم غلط رہتا ہی میرا
 رکھوں میں عشق کو آغوشِ جان میں
 فدا اول عشق میں کرتا رہوں
 مرا اس میں تصرف کچھ نہیں ہے
 کیا موزوں زبانِ نکتہ دان سے
 خدا جائے کسی اسکی خبر ہے
 کہ پابندِ ضررِ ساری آشنا ہوں
 میں تھا مجبورِ حکمِ ہمزبان سے
 سخن بن سکی ٹپکی کثرتِ وق
 دکھائی رنگِ کلبِ سرِ زبان کے
 چمکا اوٹھی عنادِ دلِ سخن میں
 بہت کچھ کہہ چکا خاموشی میں

ندی اب طول آهنگ فغان کو سکها انداز خاموشی زبان کو

مناجات بزبان فارسی

اکہی من سک و نیای و دغم
 بہرور میشود خسم گردن من
 بیوی استخوان خشک جو شتم
 سینه بختی بمن عہد و فایست
 سرایا اندرین عالم فصولم
 نسیدانم کہ این مصلحت بود
 اگر بھر عبادت آن فریدی
 نہ شتم نثر لبست ہیچ گاہ
 ہمہ ناکردنی کردار من شد
 بمن در ساعتی پیر سرکار
 نہ من آنم کہ کشتہ شد بستم
 نہ یاد آمد ز ہول روز محشر
 گہی مثل زبان بت خموشم
 گہی سر خوش بچویش باوہ تاب
 گہی بدلد اوہ انداز سلقے
 گہی پامال جورناز مینان

ہوا و حس صر باشد جو شغم
 بود پروردہ عالم تن من
 بیک لقمہ دو عالم میفروشم
 تمہیدیستی شدہ خط کفست
 چو عرض عاشقان و قبولم
 کہ این نابود را نہ موہ بود
 بخود نصاف کن از من چہ بیک
 جبین کرد من نہ وقت سجدہ گاہ
 ہمہ بگفتن گفتار من شد
 فرستہ تحفہ لاحول صد بار
 بیک پیانہ صد پیمان شتم
 نہ اندیشہ زد و شعہ پرور
 گہی بانالہای گرم جو شتم
 گہی مست خمار نشہ خواب
 گہی مخوخرہ امناز ساقے
 نہ کہ خاک گذر گاہ حسینان

پریشا نتم برنگ برک کا ہے
 بسویت مائل پر واز گردان
 کشش خض کراہ مدعا کن
 نیاساید می پائی ویدن
 ز حسن این سینان مجازی
 نگر دم گردو کے خوب رویان
 بسوز و سوز عشقت مشقت ختم
 دران وادی کہ محبت ندرم دارو
 مکن رسوا بفعل ناصوابم
 و نیک و بد مکن از من سوائے
 ز افغانے کہ کردم شرمسارم
 برضوان از کرم ارشاد و نفا
 برآید از دل سر محشر آباو

ز رحمت کمر بایانہ نکاس ہے
 برنگ شعلہ بالا تا گردان
 چو آہ بیکسان مارا ساکن
 رمد از سایہ من آرمیدن
 عطا کن دیدہ ام را بی نیازی
 نیاساز آرم نہ باناز نگویان
 بزنگ شمع ساز و شعلہ پاکم
 کہ ہم اندوہ و ہم آرام دارو
 بیفکن از نظر سر فرو حسابم
 من بدل ندانم قیل و قاع
 بحال گفتگو کو تاہ دارم
 کہ این سبب بر در جنت با
 کہ تسلیم نیاید شد آزاو

شجرہ طیبہ خاندان خواجہ مولود صاحب دست

آلہی بآن شاہ عالمقام
 آلہی بآن نور چشم رسول
 آلہی بآن شیر یزدان علی
 آلہی بآن تشنہ جان ضیا

جناب محمد علیہ السلام
 در درج عفت ملقب بقول
 امام و در شجرہ علم نے
 حسین ستم دیدہ کربلا

الهی بآن خواجه پادشاه توان
 الهی بآن پادشاه نیکفال
 الهی بآن قبله رستان
 الهی بآن شمع بزم یقین
 الهی بآن نخلبت دهر
 الهی بآن سرور مستی
 الهی بآن مرید صدر قبول
 الهی بآن خواجه دین پناه
 الهی بآن سید نور عین
 الهی بآن نام نامه که بود
 الهی بآن خواجه بیعیدیل
 الهی بآن سرور نیک فائز
 الهی بآن خواجه بحر بر
 الهی بآن سید پاک زراد
 الهی بآن خواجه صفیا
 الهی بآن خواجه پاکباز
 الهی بآن خواجه نیک نام
 الهی بآن مهر برج یقین
 الهی بآن خواجه حق پزوه

اسیر کشت ز جفا پیشگان
 همایون نژاد مبارک خصال
 امام جهان جعفر خوش چنان
 ضیاء بخش دل کاظم شاه دین
 گلشن صدق موسی خضراء
 همان امامت محمد تقی
 علی نقی فخر آل رسول
 علی اکبر آسمان پایگاه
 شه کشور خواجه حسین
 به خواجه محمد زبان الشو
 که به نام افضیت الایل
 مسی سیمع ارشاد عالم صفا
 شه ناصر دین والا
 شه خواجه مودود قدسی نهاده
 ابی اسد تارک باسوا
 شه رکن دین عارف طراز
 حقیقت شناس ولایت نظام
 فلک ستان خواجه قطب دین
 ابی اسد ثانی باشکوه

الهی بآن خواجه مجروح حال
 الهی بآن خواجه کور اقلیم
 الهی بآن خواجه نامور
 الهی بآن شاه خواجه علی
 الهی بآن کاسل و مستقی
 الهی بآن خواجه انس جان
 الهی بآن زبدۀ کاسل
 الهی بآن سید اولیا
 الهی بآن خواجه رازوان
 الهی بآن خواجه مست هو
 الهی بآن خواجه با صفا
 الهی بآن خواجه با کرم
 الهی بآن خواجه شیخ و شاب
 الهی بآن اسیر اولیا
 الهی بآن خواجه بحر و بر
 الهی بآن پیشواے زمین
 بر احوال تسلیم خسته جگر
 ز رحمت نظر کن بر احوال من
 زمانه دم چاره ساز ی ربه بود

ابو یوسف ثانی با کمال
 کند پیش زاهد محبت و محرم
 که مو و و ثانی بود شتر
 خبیر دایرہ خفی و جلی
 فلک مرتبه حضرت خواجه
 ابوالاعلیٰ انتخاب جهان
 جهان شرف خواجه عبدالحی
 شہ خواجه سلیمان بیقت نما
 ابوجہش قریب عارفان
 کہ جان محمد بود نام و
 غریب شہنشاہ ملک بقا
 عنایت کن با اہم ذات مست ضم
 محمد بہکھار می فرشتہ جناب
 سعید ازل خواجه الرضا
 محمد کہ مثلش نیامد و گر
 شہ عالم قدس صفدر حسن
 نگاہ ز چشم تر حشم اثر
 کہ شد برق خرمین نہ سال من
 زمین این منہ و مایہ بازی بود

جوانی شد و دینت پیری رسید
 نیش شد بله و لعب و زنگار
 زبون کرد این نفس به کش مرا
 ز تو دور نزد یک بیگانه ام
 جهنم که میرقصد از نام من
 رسید سکت خواری بدان پایگی
 در حمت که هیچگاه نیست
 خطاب خطار روز شد و من
 ز نفس من طعنه هر نفس
 ندانم که جنت بگردار نیست
 چنان کن که این دشمن بدگال
 پشیمان شود از خیالاتش
 گناه هم ز حد که چه بیرون گشت
 ولیکن بدانم که این فضل می
 کرم از تو گر هست از من پلاس
 چرا یا پس از وقت فرصت نام
 در غیبت با این همه جا به تو
 و لطف تو ای کار ساز جهان
 ای آنکه به گم گام جان بختن

دم حسرت و ناگزیری رسید
 نکرده هم کار که آید بکار
 سراپا چو حسن خشت آتش
 ز دیوانگی مست و پیرانه ام
 پشیمان کن از حسن انجام
 که سایه گیریز و ز بهر سایه
 همه وقت وقف نگاه نیست
 دران داور نگاه رسوا کن
 چه کردی که داری بخت به من
 بخند رحمت و لطف و عفو
 ز عفو نور روزی نور و کوشمال
 نیار و در این مهتالات پیش
 ز انداز فکر اندون گشت
 به پیشیت نرسد و برابر جوی
 ز و زنج چسب و در اول ام پس
 بتاریج آید در نصرت و هم
 تهی دست رفتن درگاه تو
 بدل چندید و درم نهان
 شود مشکل نزع آسان بمن

دوّم آنکه چون زمین جهان بگذرم
 سوّم آنکه در سبقت خطاب
 چهارم آنکه به عیشم عذاب فشا
 پنجم آنکه در روز جزا
 ششم در ترازو محاسب و عطا
 هفتم آنکه آرزو و درج
 هشتم تنهای من
 نهم در دین و دین علی مقام
 دهم بهر آن حسن عالم خدای
 یازدهمین و چنانچه توانی و کمال
 و غوا عیسی غرض تمنای من
 و غوا عیسی غرض تمنای من

بخواند ایمان سلامت
 یازدهمین اسلام گویم جواب
 چنان کن که بر گل انیسیم
 بدستم و به دامن مصطفی
 نواز می کسبک و زین اعمال ما
 که از پل کسبم برق آساکذر
 که باشد صف نبیای جانی من
 طفیل محمد علیه السلام
 کن از پرده دیده من نقاب
 چه سازم بیان التماس مال
 بقول نظامی بس مستلین سخن
 تو دانی حساب که پیشش

عرش شاه جهان در این جهان
 عرش شاه جهان در این جهان

بعضی شاه عالمی مکان
 بهر من و هم قدر و آن
 بشان و بشوکت بعز و بجاه
 حکم خسته تسلیم شوریده سر
 بلطف و کرم ساعی بهوشد از

فلک آستان ملک پاسبان
 چو خاقان و قیصر گیتی هر
 بمان تا قیامت چو خورشید ماه
 ز دل میکشد ناله غم اثر
 با فسانه من و می گوشت دار

که از دست کرد و نوجوان آدم
 چگونگی چه لغو نخت بر دل گذشت
 بعدی که دولت رهین تو بود
 ملک خطبات ابصار و نشان
 بهمراه می علیخان قبول
 بهم از خوشنویسی هم از شاعری
 نفس امثال نکست بر آوردی
 حیاتم بعیش و طرب می گذشت
 که ناگاه این چرخ نامهربان
 حسد بر و بر عیش و آرام من
 نصارا طمع کرد بر ملک و مال
 نه آن باوه ماند و نه آن جام ماند
 چه ارباب جوهر چه ارباب جاه
 بسی جاوه پیامی غریب شدند
 مران تیره نختی چو دو و فغان
 چو نقش و تدم خاک بر سر دمام
 فلک را باین ضعف تاب و توان
 کنون بر سرم آن جفا میرود
 بسی کردم اندیشه با جان خویش

ز پیچارسکه در فغان آید
 که استانش هم پیش کل گذشت
 همان ز نقشش نماند تو بود
 همی خواند بر سر آسمان
 مرا بود انداز خدیت حصول
 قوی داشتم حجت چاکری
 گذشتی نه بی خنده چون گل می
 آرام دل روز و شب میگذشت
 و گر گون نشد و رپی امتحان
 نمک ریخت در باوه جام من
 فتاد خست لکن و دور و بال
 لکن شکوه نخت ناکام ماند
 بیکبار گشتند جمله تباه
 بسی ز او یه کیس و تربت شدند
 نه در خاک فرستم نه بر آسمان
 به بیچارگی میکنم صبح شام
 هنوز ست بام من است امتحان
 که از باد نقشش پایید و
 کزین شهر بیرون کس نخت خویش

برگزار آن مشاهیر که در آن قرار
 بجای می آید مشایخ و دانشمندان
 ببالم چون پیشه بخود از نشاط
 بپایان رسانیده بصد عز و جاه
 بپایان رسانیده و در تاج و تکیه
 و لیکن چه سازم که بیایم
 که در اشک هم شکل گوهر سازد
 همین است پس در عیان و نهان
 بود پای پر کارها و رهنما
 عددی تو با و دیگر و شش ام

کشم انتقام از غم روزگار
 بپایان رسانیده سر و جانی کنم
 با قدر که کم کنم ارتباط
 بخوانم حضور شده جسم کلاه
 بگوشت گل آواز بلبلان
 رسید است اکنون بیان پاسی
 بزودی رو صورت زنی سازد
 که دارم و عای تو و زبان
 بود نقطه نما به مرکز مقصد
 محب تو دار و بار ام کام

نسخه کار عالیجناب

جایزه تسلیم خان خراب

خط بدستی نوشته شد

چمن پیری باغ و افکاران
 سزاوارت بی نیاز می
 چراغ افشرد و زویر بیوفائی
 رسیده باوۀ نامهربانی
 تمنای دل حسرت هم آغوش
 بهار بوستان غم نصیبان

نسخه شریف ایدواران
 سر فلک بخت افسون طرازی
 دروغ شعله ناآشنائی
 سنان شعلهای لعل ترانی
 مراد خاطر مطلب فراموش
 شمیم کیسوشام غم بیان

چه باشد لب نهایت را سخن ساز
 ز عمر خویش بر خوردار باشی
 پس تسلیم ملک سامری فن
 که در وقت هجوم باد کاری
 رسید از دور یک گرم فتا
 خطی آورد و سدر نامه کشودم
 ز بهی خط مثل خط گلزاران
 ز هر فرشتی نای هویدا
 کشتن یا خضر راه مدعا بود
 بیا شش جان و شش عارض جور
 چمن سامان شد از نظاره دیدن
 بجوشش دل پرورده غم
 ز بیتابی جا به سیلاب گردید
 فغان آمد بفسر یا ول لب من
 پیر من از قهر پر سوز جانم
 دلی دارم و نه از یاد رسته
 کنون بجهت ترحم ای خود آرا
 به تنگین دل در خون نشسته
 بامید دل حسرت سیبان

بقول ایستاد نکست بر دواز
 بشد طی آنکه با من یار باشی
 چنین شد سحر ساز از نکت من
 عهد انتهای بهتداری
 برنگ یاد یار شعبه خیار
 نگاه شوق به هر حرف سووم
 پسند خاطر تبحان نگاران
 ز هر نقطه نگاه شوق پیدا
 سو شهر مطالب رسنما بود
 سوادش و شمع شعله طور
 شنبیدن داغ شد از ناشدنی
 زمین بوسید اشک چشم پر غم
 دل من پاره سیاه گردید
 گذشت از چرخ نفتم یارب من
 رگ شمع است مغش ز استخوانم
 برنگ رنگ و بر باد رفته
 لب من بوسه ز جگر قسم
 به تنگ عمت بار رنگ جسته
 بیستم شکوهای ناشکیبان

بستاری که در رهن شهر است
 به بغر شهامی پای باوه نشان
 به لطف راحت خواب جوانی
 بست کرار لب لب و لبیل
 بخت ساکنان کوچه دوست
 بجاک و امن رخسار جگر با
 بآن خوابی که بیدار نیستش
 که بر حال من مضطرب نظر کن
 بیابنشین دمی اندر کنارم
 بیابنگر که بهجرت کارگر شد
 الم هر وقت دهنگیر حالست
 بکشت زعفران گریه اگدام
 من آن شمع که غم شد جزو دهم
 ز نیرنگ الم که شمع خیالست
 گهی گریان به بخت دل که خون
 گهی از پسندناصح سر بر یوار
 گهی از آرزوی وصل و لاشاد
 برنگ لاله که بر خون درونم
 گهی با سر نوشت خویش در جنگ

بزمی که بذر و قوی خرابست
 بهستقلال دور میسر و نشان
 بشکلیف، هجوم نا توانست
 بانداز تغافل کار به گل
 بآن چشمی که چشمش جانب است
 بسوزن کاری تار نظرها
 بآن غفلت که بهشیار است
 چو مهر از محراب رخا کم گذرن
 ندارم طاقت دوری ندارم
 ز جسم روح مشتاق سر شد
 مگر غصه کم گرم کرد ملاست
 بجای قهقهه شیون بر آرم
 نسیم سوزم مگر در بزم ماتم
 بخود می گردم از حالی بچاک
 گهی چپان بجال خود که چون
 گهی از طعنه آه باب یزار
 گهی از دل غم هجران مچون
 گهی چون بوی گل از خود بر دم
 گهی از وسعت آبا و جنون تنگ

غرض باید یا آزاد و دامن من
 فوتم را مایل بر و از گردان
 شاید جلوه های قرب و دوری
 جمالی را که سوز و عکس تابش
 تن و جان و دل و روح جگر را
 همین کافیت بحر التجاریم
 نمودم ختم طومار و فارا

ز تو هر کوه و دامن و دامن
 نقطه آسایش و استراحت
 شود غنیمت اثر بخش خنوری
 بکن از پرده چشم نقاش
 ز نور خویش کن خورشید پیرا
 نمی سازد به طول فکر و ایم
 دعا گفتم بهجوم دعا را

نامه پره و شتری

عطارد شتم پره و شتری
 ز محضر خداوند خورشید ماه
 ز تسلیم آواره و خسته تن
 که اینک ز بایر و فادار خویش
 ز آغا علی شمس بر هم شدند
 زمست ز که عیش و آرام خویش
 بنامه را بستی برون کرده اند
 ندانم که این خطائی برفت
 بظا هر چه ز لطف عیش و ایم
 بهندید و اخلاق نام آورست

باوج سخن نوز می و انوز می
 بهانید بر اوج اقبال جا
 بسمع ضابط شوند این سخن
 شنیدم که آن فرخنده کیش
 بنوعی پریشان می پر ختم شدند
 ز ایوان فرخنده فرجام خویش
 ز تیغ ستم خون و رون کرده اند
 کز و بر سرش این جفای رفت
 برو هست بهر نمی منکر حرام
 سخن و ان سخن کو سخن پرورست

بعلم بدیع و معنائی بیان
 شمار ایام و نوبت شعر و سخن
 بجان داد تعلیم متصل و تمیز
 فراموش کردن حق او تمام
 گرفته که رتبه سیه کار هست
 غفورت پروردگار جهان
 گهی فکر شاید بر افعال خویش
 همه روز رقص سر و و غنا
 کجا گفت پیغمبر نیک فال
 در انصاف و دوست نژاد خرد
 شمار ابدین پایه و اعتماد
 و گرنه سست قبح در لکن دوست
 نپرسد کسی کسی و جهان
 بنازید بر خود که اندر زمین
 بدستوری کو آب و گلست
 رخ صاف کاغذ سیه ختم
 و گرنه که باشم که بر حال کس

سبق بر و از نشان ایران بهمان
 خبر داد از خوب و ناخوب فن
 بخد مت بسوزد و غیر عزیز
 بود و سیاه بی بار المعاد
 خداوند خود را کنه کار هست
 شمار تعصب نزدیکان
 و می شرم باید از اعمال خویش
 همه شب فسوق و فجور و زنا
 بقرآن کجا کرد و ایزد حلال
 جفا بر کسی کو بجان پرورد
 رسانید شمس فلک اقتدا
 کرا اینقدر عزت آبروست
 بتعظیم و تکریم نام و نشان
 شمار شما هست در اهل فن
 زار باب معنی مراجع است
 بهرزه خیالی سپرد و ختم
 بگستاخکاری بر آرم نفس

چه من چه بیا نتم چه تیر من
 همه یوچ تفریر و تفریر من

قطعات نایب

قطعه نایب وفات حکیم زمان
 حنفی روح ماد و عابد حکیم

ترک دنیا کرد و بر افلاک رفت
 پاکدامنی و گیتی پاک رفت

از پی تاریخ اوست یک گفت
 حکیم

مثنوی نایب طبع قلم بران
 تالیف جلیل زالدین خاکی

ز فکر غالب عالمی جمل
 خداوند جهان نکتہ دانی
 دو عالم پر نور از شمع خدا
 بلاغت زاده حسن بیانش
 بد لبا شکل حقیقت نقش بر لوح
 بشوقش عالمی و دیوانه گردید
 چو من در همیشه آلی یاد کاری
 دل و لدا و گان را شاد و سرور
 صناعت پیشگی آغاز کردند
 سپرد این سینه نامه نمودند
 فکندم طرح این نقش شکر
 هنوزم هست سینه شتر آباد

مرتب شد چو این نور کائنات
 زهی غالب شمع ملک معانی
 سخن را اعتبار از نسبت او
 فصاحت ناز پروردگار با منش
 چو هر حرفش طلسم است و د
 خبر نوز یک و دو را فسانه گردید
 باختر نقشش گردون و قاری
 برای طبع آن ارشاد و سرود
 حکمشن اصل مطیع ساز کردند
 بحسن خط چو یار انم ستونند
 ز رسم استاد حرف تمامه
 بگویم وقت سخن بر شرح افتاد

محبوب عزیز ملک فویشین ملک بود
 نگه دل مستند بر حسن بانیش
 گوی حیرت که یار بنایین چه سارست
 نسیلا نعم دران غفلت پسندی
 مکرمان وقت انجام مقالش
 نوشتم مصرعی شرح مطالب

که من نه دل دل از من بخت بود
 گه شیدا می آمین بیانش
 که دل را التماس چه سگد آهوت
 چه حکم داد و او نقشبندی
 خیال آمد پی تاریخ سالش
 عجائب مجتهد تحقیق غالب

۹۲ ۹۱

قطعه تاریخ وفات اناستادنا جناب امیر محمد صغیر خان شریف حمید رضا

کیا کهون سوخت جانی تسلیم
 او نه گنئی گلشن فانی نسیم
 هر طرف سی سی آتی ہی صدا
 مننه سی نکلی دم شیون تاریخ

داغ ہی سوز نهانی ہی ہی
 رشک قدسی و فغانی ہی ہی
 موجد شعله بیانی ہی ہی
 ناظم ملک معانی ہی ہی

۸۲ ۸۱

قطعه تاریخ وفات حقیقت آگاه معرفت دستگاه حضرت ولی الله پچی قدس سره

آه حضرت ولی الله شاه
 خامه تسلیم نه لکهای سال

بهر سیر روضه رضوان چله
 پاوشاه کشور عید فان چله

۸۳ ۸۲

قطعه تاریخ وفات شکایت عیال و جناب حسن صاحب خوشنویس

بیر حقنا سی مر حسن رضا کو

یزین جهان کال می دل جسد م خیال آیا

بوقت منوی صدایه تسلیم بهرینج

کلمہ ج حسن خط پر حرف و آل پا

قطعه نایب شرح قصید ولایت حسین صاحب

چشم بول برزو ولایت حسین
 بی سالج تفت به تسلیم گفت

چنین بر باد فنا شد
گوی سحر نو بنا شد

شنوی تاسخ طبع تفسیر سورہ مستبرکہ الحکمہ

چھپے حبیب یہ تفسیر علم الیقین
 بصارت بڑی ہی جس سے ہی ایمان کے
 محقق و لائل پتہ زبان ہوئی
 حدیث پیہر سے متہ آن سے
 مذاہب کی تحقیق کیا کیا ہوئی
 کسی فائدی سیکڑوں لاجواب
 حساب کتاب لکھی نور کے
 جو نقطہ ہی خالی رخ خوب ہی
 جہاں شمع مضمون کوئی لکھ دیا
 اگر معترض الہن ہو بد گمان
 کسا نک کروں او کی خوبی بیان
 یہ علم پیہر خشتہ داد و دستہ

ہوئی سرمد چشم ارباب دین
 حقیقت کہلی خوب او یان کے
 منافق و لون دین لشیان ہوئی
 جدگرد یا حق کو بطلان سے
 کہ ہر بات سی بات پیدا ہوئی
 کئی قاعدی مندرج بحیاب
 کہ ہر سطر کا کل بنی حور کے
 سراپا سراپا ہی محبوب ہی
 ہر اک دائرہ چشم آہوینا
 کری کا زینا وک الف بنی کمان
 مرا حوصلہ کیسا مری کیا زبان
 زہی مرچا آتش دین باوہ

خدا اس کا عنایت کی
 کزوں پیروی نبی اختیار
 ندون ہاتھ سے تاب و جبر
 صحابہ کا ہر دم ثنا خوان ہوں
 و ختم مستم یہ دلیں گدرا خیال
 سنا غیب بھی مصرع لاجواب

بھی ہی میسر نہایت کی
 رہوں دین حق پر مستم
 کہے دامن حبیب
 دل جان سی مزارت قربان ہوں
 کہ لکھوں پی طبع تاریخ سال
 چھپی ابھی تفسیر ام الکتاب

قطع تاریخ طبع یوان بلاغت بنیا جناب استاد می یہ حمد

خدا کی فضل سی یہ انتخاب مفسر
 عجیب بن چلی دل بچ عالم جی فوہر
 بیاض سطر و تون لریابی ان پیش میر
 تصویپانہیں سکتا سر اوج بلاغت کو
 او اسٹوخی اکت لطف حسرت شش مضمون
 خیال آ یا پی تاریخ امی تسلیم محب کو
 سنا مصرع یہ ستا وازل کی سبب کی منت

نہایت سن چیکر قریب مستم آیاتی
 کہ ہر نقطہ دل اسباب معنی کا سوید ای
 سفیدی تاریخ سلمی سیاہی لفل لیلی
 زمین شمع کو بھی آسمان کو یا بنا یا ہی
 بتاؤں ہنشین کیا کیا کہ اشعر نہیں کیا کی
 کہ اکثر یہ دل مضطر کا اپنی خواہش ہو ای
 چہا دیوان کہ تصویر معانی کا سطر ای

قطع تاریخ وفات اللہ جناب سید محمد مسیح صاحب سلمہ

چون دنیا میری قدسی صفت ام مسیح
 گفت تسلیم جنم ان بہ تاریخ وفات

شدو ارا البقار حوش فوہر باو
 آن دم عشر باو ان بنی محشور باو

قطعه تاریخ وفات فخر العلماء از بزرگواران جناب معتمدی لودی یوسف

در مدینه گشت مدفون می‌شاید

مهر علم آمد بر پیر خاک وای

۸۹ ۱۲ هـ

مولوی یوسف چو از حکم خدا

خامه تسلیم تاریخش نوشت

قطعه تاریخ وفات مجتهد و کمال مولانا جناب لودی یوسف

طرف عالم علوی جوئی دنیا سنی ان

لکھو تاریخ تهو امهر فضائل نهان

۸۹ ۱۲ هـ

جیکه فخر علما حضرت پان حق

دی مری ل فی صد سنگ تسلیم

ایضا

سوا فلا کیان گشتند رخصت

ز باقی خواستم تاریخ حلت

بگو وقت ز دنیا سوی جنت

۸۹ ۱۲ هـ

قضارا مولوی بر لادن صاحب

دم پرواز جان و روح پاشش

بگو شمع گشت ای تسلیم

قطعه تاریخ تولد و زنده بماند راجه امیر حسن نصا و الی محمود آباد

نور چشمی که بخش شکوه است

عقل من گفت ز بهی نیر عالم است

۸۹ ۱۲ هـ

چون آوند جهان او بر ابره صاحب

فکر و دم تی تاریخ ولادت تسلیم

قطعه تاریخ طبع دیوان فصاحت عنفوان حضرت جوش سلمه

سخن حضرت جوش شکستین کا

چپا فضل خالق سی کیا خوب نادر

که جسکی ہرک سطر سنبل سی ہتر بلاغت فصاحت چہ صدیقی سخنوار وہم سیر نظارہ بہیوش و بیخود لکھا سال تاریخ تسلیم ہمنے	بیاض و رقی پر گمان پیمین کا جلد حسن صحت پہ خون نگہ چین کا لب ذوق پر شور صد آفرین کا مرقع ہی دیو این تھلوی پر چین کا
--	--

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب سلیمان خان صاحب تخلص سلیم ^{۱۲۸۶}

طبع شد چون کلام پاک اسد روز و شب از کمال طبع نیاز وہم خواندن لطافت بقیث چشم حاسد کہ باد کور سواد لفظ معکس نبی بصوت و معنی بہر تاریخ سال الہی تسلیم	بطریق صواب طرز حسن معنی نو با وج فکر کہن موج کوثر کتد زبان بدین میشو و از نظارہ اش روشن بوی نسیم و غنچہ بسوسن گو دلا وینہ بوستان سخن ^{۱۲۸۶}
---	---

قطعہ تاریخ وفات سلطان العلماء تاج الفضل مولوی محمد عبدالحکیم صاحب ^{۱۲۸۶}

چو علامہ عصہ عبدالحکیم ہمسان اتیہ چرخ در تماش طریقت ز فو قش خود گرفت دل اہل عرفان قدسی نہاد بسابلش بہن روح سعدی مہنت	سو خلد رخت اقامت بہر و جگر خون شد خون غم و غصہ خورد حقیقت کنون حقیقت بہر و ز مژگان ترا شکستہ سرت فشرد بجان آفرین جان شیرین بہر و ^{۱۲۸۶}
--	--

قطعه تاریخ و قافیه اطباء جهان زید حکمای جهان جانا جانا حکیم محمد یعقوب

عالم و صاحب کیمت محمد یعقوب آه از دل سپوز خلق و دوا الم سرشید بسکه مصیبت نباشد و فراموش کرد خامنه تسلیم سال بهر وفاتش شست	کرد پی سیر خلد غم زوار محن تیره و تاریک شد عالم چرخ کهن در نظر آمد مرغان سگبد هرن بای رستوران ای فلامون سخن
--	--

۵۱۲ ۸۶

ایضا

شب زینار علل آه محمد یعقوب گفت فخوان بدر خلد بسا الش تسلیم	طرف عالم آرام چو گشتند وان آده فخر اطباء جهان گزران
---	--

۵۱۲ ۸۶

ایضا

چو یعقوب اسحاق سیرت مبر رسم کرد تسلیم تاریخ فوت	بر اوج فلک شور ماتم رفت ارسطو مقاسله ز عالم رفت
--	--

۵۱۲ ۸۶

قطعه تاریخ تصنیف کتاب تاریخ کشمیر صنف جناب دیوان گریه امام حوام

زهی دیوان گریه امام دیباه ز فرش خاک تا غم زش معلی زمین از پایوشش سر برافلاک به تحقیقات حال آن حواس ز حسن لفظ و انداز معالیه	وزیر عظمی سرکار کشمیر چو من بی مثل در تقریر و تحریر سرگردون بی سجده زمین گیر کتابی و دیوانه مودت سهر پاشد و برق بهر تاب تصویر
---	---

بتائیس رو به تمکین و به صحت
بمایشس همچو روی جنبینان
ز افاطش چنان پیدای معانی
چو دیدم آن گلستان سخن را
رقم کردم بهین صراع تسلیم

همه سرفش جواب خط تقدیر
سوادش غیر شایسته دیگر
که جوهر از دل پیاپی شمشیر
خیال آمد کنم تاریخ سخن را
عجب جاوده بهار باغ کشمیر

ایضا

حال کشمیر چو کرده رسم
کتاب تسلیم بهایش نوشت

نائب راجه لعل مراد حسن
باو کلام تسلیم بنم
۱۲۸۶ هـ

مثنوی تاریخ طبع شاهنامه شهنشاه سخن پایدارین و بی علیله احمد

سپاس از روی را که با رسم سپهر
جهان از شایان والا تبار
چه درین دوایران چه در مملکت
برون از گمان بر پریشان او
پس این نگارش نه خاتمه ام
که چون شاهنامه با انجام کار
جهانی هوا خواهد دیدار شد
خداوند من سر ز نامور
بنار و بخ و کام راسته از و

برافروخت از پر تو ماه و مهر
بر آراست مانند خرم بهار
پیش محمدم بر آور و نام
ور و خدایا و بر جان او
چنین می طراز و سر نامه ام
درآمد به گریه بشمار
بجان گراسه خردار شد
هنرمند و هم کار ساز
دل مرده را زنده گریه از و

نویسد شکوهش اگر خامه م
 سپهر سال گفتن مراد کرد
 ترا لکاسر اندیشه جان خراش
 پس این فغان این آواز کرد

شود آسمان سایه نامه م
 بکست نوازی بهی شاد کرد
 نمودم عقیق جگر پیش پاش
 جهان داستان کهن تازه کرد

۸۶ ۱۲ هـ

مثنوی تاریخ طبع دیوان و م جناب جوش سلمه

ز بهی خست جوشن الا تبار
 طبیعت پراونگی معانی کوناز
 کیا جمع دیوان و م شتاب
 هوا طبع و ه انتخاب عجیب
 لکها همی تسلیم مصرع سال

کلیم جهان قدسی وز گاه
 سخن پایه فکر سے سر فراز
 که عالم میں نکلی نہ جسکا جواب
 دلاو یزد و کچھ پٹ و لکشن غریب
 چہا خوب دیوان یہ ہمیشہ

۸۸ ۱۲ هـ

قطع تاریخ سال وفات عالم با عمل قضیه بی دل جناب لوی علی محمد

دریغ عالم و واعظ علی محمد
 سفر نمود و جهانی بدیده پر آب
 ترا شک ریزی جناب خوش و ابل تبار
 همه تذکر و صلاح و عبادتش کو این
 بحر معجزه تسلیم سال فوتش گفت

چو حکم ترک جهان از جناب و ان
 ز بهر طرف بی تو یغ اوشتا بان
 زمین تمام کلابه چو فصل باران
 چه صفتش همه حیرن که قدسی انسان
 فرشته بفلک از زمین پرامان

۹۰ ۱۲ هـ

ایضا

ہزار حیف شب پائے تروہ بہاہ صیام
مزارِ پاک جنابِ علی محمد را
قریب صبح ازین عالم غم آباد
چنین نوشت پی سال غامدہ تسلیم

چو روزِ سخت من و سیاه شد و بجز
ز اعتدال بدر برد و ہفتہ رنجور
بہر و جانب کوثر ہوائی جلا طہور
کہ شمع محفل و غنہ از اجل شد نور

قطبہ تاریخ وفات اسطویشاں بقراط مقال حکیم حسین علی صا

حکیم شاعر حسین علی
بگوش او چو رسید از ملک سیاح
نوشت خاتمہ تسلیم سال تاریخش

کہ در از ان عدالتش نمود بآدم
بچرخ جان و زمین جسد آمد
صبح دم شفا خاتمہ شد آمد

ایضاً

چون حسین با علی شاعر حکیم
خاتمہ تسلیم تاریخ وفات

عصیان عالم فاسے نوشت
عقل اول منت ثانی نوشت

ایضاً

مرو چون این سید والا گھر
گفت تسلیم حزن تاریخ فوت

ہم تخت ان ہم طبع کمال
شاعر وانا حکیم شاعر

نظم بطور رباعی

کوئی مخلوق از بدعبات کی
سیم سیم تہی نند قلامی تسلیم

کوئی پیدا ہوا عالم کی حفاظت کی
اتنی اس صنفی ہستے یہ کتابت کی

نامہ طبع کیا گیا ہے۔ قلم کار: شیخ فدا علی صاحب مصلح

نامہ کلیاتِ جہان کے دیوان آفرینش کو جب لکھتے تو اسکی آواز پر پرن و
 کرتے ہیں کہ نہ خیمہ آسمان کو میں ہی باں فاصلہ کبریٰ بوا سبب او تا و مرتفع فرمایا
 کہ جسکے باوجود مخالف و ہوا و عاصف حوادث کہی نہ کر سکے عقل ہزار خیل ہو کہ
 مضمون حقیقت کو نہ پاسکے شعر مہندس لہی جوید از را نشان + نہ اند کہ چون
 کہو آغاز نشان + یہاں ہر نازک فکر کی عقل رنگ ہی پڑی پڑی دانشمندان کا
 نامہ طبع کیا ہے۔ دیوان آفرینش کی مطلع نبوت و مقطع امامت کے مضمون
 اور زبانی رنگی کو جس وقت خیال کرتے تو ہم رویت حیرت رہ جاتے ہیں کہ
 جس نے اسکی ہر بات اور شعر کا غلام میں ایسا فرد مطلع موزون فرمایا ہے کہ جسکی مدح میں
 جن دانش کے حواس خمسہ منتشر ہیں بقول شخص موصوف مدح اسکی کریم کا کیا ملاح
 خلق کا جسکے ہو خدا مداح + ہزاران درود و ہزاران سلام + زما بر محمد علیہ السلام
 اما بعد اقل تخلیق بل لاشی فی الحقیقہ تنکات م فدا علی الشہیرہ اچھی صاحب
 ہمت تین فکر عیشیں ہی نام قافیہ سنجان علی طبع اور شاعران نازک خیال کی
 خدمات عالی درجات میں گزارش پرواز ہی کہ دینولا دیوان فصاحت بنیا
 بلاغت عنوان شاعر شیریں زبان ناظم ہمہ دان خواص بحر عروض و قوافی
 و رنگون عمان ہوشگامی بیل نغمہ سرائی گلستان خوش بیانی طوطی شکرین قال
 بوستان بخندانی خدیو اقلیم سخن تازی کی بخش مضامین نو و کهن رنگین فکر
 شیریں کلام مشہور بین ان خواص العوام نہ خیل شعری جدید و قدیم ہمپا پدہ

و یکم شیخ امیرالکرام شیخ سید شاکر در شید جناب غفران بابت میرزا محمد علی
 لیسینجست مقیم بعنوان شایسته و طرز بایسته که جبکا هر مصره ستان و شهر
 عاشقانکس به خدا کے فضل سے قیامت کی طبیعت غصیب کی فکر پائی سب
 محاوره وانی زبان کی عذوبت انتہا کی باتہ آئی ہر مضمون بہت بندش و
 ترکیبیں سبج الفاظ مرغوب غرض بات جس شعر میں بہت خوب حسب مشق
 و ارشاد جناب فیضیاب عالیجاہ بلند پایگاہ رفیع الشان منبع ابجد و الاحسان
 جوان دولت جوان سال ششی نول کشور خوش قبال نام اقبالہ مطیع عالم مرج
 جناب مدوح الصدورین کارپردازون کے ہتمام بخیرہ اور فکر پسندیدہ
 نہایت عمدہ و تحفہ بہ تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام نخط خاص مصنف علامہ طبر
 مطبوع طبائع عشاق انام و پسندیدہ کافہ خاص عام ہوا اپریل ۱۳۰۲
 مطابق ماہ صفر ۱۲۹۹ ہجری میں تمام ہوا احباب نے جو تارخین طبع دیوا
 کی موزون باین ہستون کی تفریح خاطر کیو سطر ذیل خاتمہ میں شکر پائین لرائمہ

ہست دیوان موجہ دریای و بحر سی لولوی لا لای ہست در ملک سخن را لای در ستر ہرم بود و ہوا نظم عشق و شوق و او شیدا جوش سخن شایہ رعنا می ایضا گفت الا کوہ بریای	شاعر عالی گھر تسلیم را طبع شد بہ ہزاران آفتاب در نگین ہاروز میں شعر را نیست غافل لمحہ از فک شعر لذت و میل صبر یا بد بدل چون سر و س نو و لم رہی شد بہر سال از طباعش ہمیشہ
---	--

<p>سبارک ہو یہ مژدہ اب عاشقوں کو سبحی من طبع منقوطین تم</p>	<p>کہ دیوان تسلیم سمدیہا لکھو عیش باغ مضامین کمال</p>
<p>قطعی تاج چکیں شہا جناش فصل چار تخلص کف سب</p>	<p>۶۱۸۶۲</p>
<p>کیونکر خوب ہو دیوان تسلیم کسی کیف نے تاج او سکی</p>	<p>بہت شاق ہیں حدین خوشگو کلام شاعر نے مثل دیو</p>
<p>قطعی تاج از تاج فکر جاو و بیان نخشا گرد جناب جبر صفا</p>	<p>۵۱۲۸۹</p>
<p>مواوی منشی ہیر اند صاحب لاجرہ تسلیم پنداری تخلص آن شفیق بیل نو شکو چنانست ارباب از فلک این اہر شد مشہر ہر سو بشہر لکھنؤ کانکہ نام نامیش منشی نول کشور بدن بحر فیض منشی قدیر موج ارحام بد چند شہرین چہ گنجینہ نجیب است آن بہر طبعش دفعہ در مطبع خود حکم داد گفت کن ہر جا پر کن مصرع آخر نگاہ</p>	<p>کر دیوان جمع از تحریک ہر برناو پر ہم مدیم المثل و ملکیت خلاق قدیر بہر تہ طیر صفت عاجز شدہ کرد و کرد رفقہ رفتہ منشی عالمی ہم ہم شد خیر ہم رئیس ہم لائق و ہم خلیق و ہم امیر غرق در آب تحیر منشی کشتہ حقیر چون باشد منشی ہر بہر صغیر و ہر کبیر خواتم تاج و سال طبع از طبع شیر فی البدیہ عیسوی سالش بہ آذر لیلہ</p>
<p>۵۱۲۸۹</p>	<p>۵۱۲۸۹</p>

قطعہ چنانچہ فکر فرمادہ جارہا تھا کہ جو کچھ صاحب فرمایا ہے وہ سب
 قطعہ چنانچہ فکر فرمادہ جارہا تھا کہ جو کچھ صاحب فرمایا ہے وہ سب

میری مشفق امیر شاہ قسطنطین
 نسیم دہلوی کے ہیں وہ شاگرد
 کلام اوٹھا ہے طبع و زبانہ
 کروں تعریف جو اونکی بجائے ہے
 مرتب کلیات اونکا ہوا جب
 براہ قدر واتی اون سے لے کر
 آئی جسٹے چہا پاس ہے یہ دیوان
 ترقی و بیجو مطبع کو و نرات
 ہوا تیار چپ کر حبثہ دیوان
 مگر بھروسہ تا رخ نادر
 یکایک صیبا می غیب آئی
 رسم کریون برای سال تلخ

نہیں ہے شاعری میں مثل جن کا
 نہو چھ کس طرح سے اونکا شہرا
 کہ ہیں جسکے معرفت پرو برتا
 زمانے میں نہیں ہی مثل اونکا
 تو چپ جائی یہ تھا اونکا اراد
 او وہ اخبار کے مالک فی چہا پاس
 رہے دنیا میں اوسکا بول بالا
 روان جب تک رہیں گنگا و جمن
 تو دلیس تھا لکھون میں مال اونکا
 موافق شان سکے ہوا و زریا
 وفا تو کیون ہی چچ و تاب کہاتا
 چہا دیوان خیریت ہو و

بھی

چہا کیا نے نظیر ایسا دیوان
 مصرع یہ لکھا و فانی بہر تاریخ

شہر سے جسکا رشک میر و سوا
 تسلیم کا کلیات او چہا پاس

قطعہ چنانچہ فکر فرمادہ جارہا تھا کہ جو کچھ صاحب فرمایا ہے وہ سب
 قطعہ چنانچہ فکر فرمادہ جارہا تھا کہ جو کچھ صاحب فرمایا ہے وہ سب

<p>ہوا طبع و دیوان تسلیم و وہ محبت کا دریا جو ہر بحر سے کبیرن حال عاشق کہیں کی بریار لکھی خوب ای یاس تاریخ طبع</p>	<p>کہ ہر بیت جس کی در عشق ہے تو مضمون ہر اک کو ہر عشق ہے غزل جو ہی اک محضر عشق ہے یہ دیوان دل و فہم عشق ہے</p>
--	--

۵۱۳ ۸۹

لطیف

<p>جو تسلیم ہیں و ستون ہیں مری ہوا جمع او نکاہت سا کلام ہوا طبع کہنے سے احباب کے دل یاس مصروف تاریخ ہے</p>	<p>کہ بیشک وہ ہیں تاج برون و یاق نے ایسا وقار سخن بہت بڑا کیا اقتدار سخن اوس پر بڑا اعانت بار سخن</p>
<p>یہ منقو ط ہیں ہی زین عیسوی کے پہر بتاریخ مطبوع طبع</p>	<p>فک پر ہو یمن افتخار سخن یہ دیوان رنگ بہار سخن</p>

۵۱۳ ۸۹

قطعی تاریخ طبع از کہ تریخی کلاک ہر ملک مشرقی کہ ہو بدیل اصل عامل

<p>تسلیم بخور و سخن سنج موز و سب کے شعر و فن پیش سبحان پیش فضا حیت او شد طبع و تشبول ناظرین باد</p>	<p>دیوان خوش و طرب فزا گفت ہر کس کہ بدید مرتبہ گفت سبحان اللہ و جب گفت ہر اہل نظر دم ثنا گفت</p>
---	--

بہر تاریخ سال طبعش
عاقبت سس نظم و لہر گفت

تظہیر طرب و ذرا لکھنے یا چشمہ رمضان

۱۲۸۹ھ

۱۲۸۹ھ

تاریخ طبع اشرفیہ و بتائیں

ایضاً

ہی شاہد و نشین بیان تسلیم

مطبوع ہی کیا ہی گلستان سلیم

کیا خوب ہوا ہی طبع یوں و چپ

اشرفیہ لکھو ہی سال تاریخ

قطعہ تاریخ طبع از نواب علی خان و سرکار اولی صاحب خلد شوش و انور کا و ہمارا

یہ کلید سے فکر شک تسلیم

کہ دیوان چھاپا اور واپس

خدا کے عنایت سی سب چپ چکا

یہی لکھو ہی شوق صراع سال

قطعہ تاریخ طبع از نواب محمد تقی خان صاحب لصل و شکار و نسیم و ہمارا

مقبول و پسند ہفت تسلیم

جوشن فکر سلیم تسلیم

جسوقت چہی نظم و لکش

لکھا افسر نے بہر تاریخ

قطعہ تاریخ طبع از نواب علی خان صاحب لصل و شکار و جناب علی خان صاحب

بجائے نسیم فیض حق کو مہربان پایا

کہے ایسا کیسے فی غنچہ رنگین کہاں پایا

فصاحت میں جمی کتا سیر لہلہاں پایا

طبیعت کو نسیم صبح کی صورت ان پایا

ہر آن یوں کا اوکی صبح صبح گلستان پایا

کہلا گل حضرت سلیم کے باغ لطف کا

خوشی کیونکر ہو ہر اک کو اسکی طبع ہوئی

بہار آئی ہی یہ باغ سخن میں اوں سخنور کے

کہلائی گلشن فکر سا کی کیسے کیسے گل

نظر آئی شجر اشعار گل مضمون چمن غنچہ

نہال سکر عجبت شیریں تر معلوم ہوئی ہیں کہہ ہی اسیر گلستان میں جن آن کی نہیں کہیے پہ پولا اس طرح طوطی کسی باغِ تفکر کا شریہ طایع کی تارچ لکھنے کو جو بٹھان	ہر اک کو وصف میں اس باغِ طلی اللسان پایا ہمیشہ اس میں گل باغ ہمیں گلستان پایا ہمیشہ بلبل مضمون کو سکی خوش بیان پایا کہا دل فریہ دیوان بوستان بختران پایا
---	---

۸۹ھ ۱۲

ایضاً

یہ دیوان تسلیم ہے یا گلستان گل سال کلب شریاسی پولا	یہ سب شاخ گل ہیں کہ اشعار دیکھو خزان سے میرا یہ گلزار دیکھو
---	--

قطعی شاخ از نوافر طایع الا کو ہر میر صیانت شاکر و ایضاً صیانت

پہ دیوان تسلیم تم تیب یافت سپے ویدنش ہر کرا فہم ہو و دل خواست شریہ سال طایع	بصد حسن خوبی بصد زین و زیب شب و روز دیدم کہ بدنا شکیب نو شتم مضامین زہی و لفریب
---	---

۸۹ھ ۱۱

ایضاً

پہنپا اچھی طرح دیوان تسلیم طبیعت میں ہر طاقت ہی کہ جس رسائی گایہ عالم ہے کہ دیکھو جہان کی شاہد مضمون فی شوخی حقیقت میں دوانوین کہن کو جہان انکی غزل جلسی میں بچن	ہوا کس طرح خوش دیکھو دل زمانہ ہی ہی خوش فکری کا قائل ہست آسان کہی ہر طرح مشکل کیا شیدا می خوش نظمی کو بسمل مٹایا ہے ہر سان نقش باطل نہیں جہتا کسی کارنگ محفل
---	---

ہوئی روح نسیم دہوی خوش جو داناستہ وہ مائی کا بلا شک مناسب ہے کہ سال طبع اسکا	کیا نام خداوہ نام حاصل جلے کار شک سی ناوان چاہل لکھنویہ بہار نظم کامل ۱۲۸۹ھ
--	--

قطعہ تاریخ جزا شیخ محمد حسین صاحب ملا شاکر دہوی حرم اللہ

چہا جب یہ مجموعہ دلفریب کرے سیر جو کوئی اس باغ کے ہر اک دائرہ رشک خورشید ہے بلاغت فصاحت میں ہمیشہ لکھا مصرع سال ہنسنے ملا	ہوئی دل سی شتاق بہاویہ بنے بلبل سدرہ کا ہمصغیر ہر اک نقطہ اسکا ہے ماہ منیر نہ اسکا ہے ثانی نہ اوسکا نظیر یہ دیوان زیر عبا چہا بی نظیر
---	---

قطعہ تاریخ از فکر صفا منصف عبد السمیع صاحب کوکب شاہ و استاد صاحب سلو

چہا طرفہ دیوان تسلیم کا عجب ہر فکر ہی نور عسین سخن شناس کو سمجھیں گے کیا جو تاریخ کی فکر کو کب نی کے	ہر اک شعر و مضمون خوش اسلوب کہ واقف ہیں طالب یہ مطلوب تمام اہل دانش کو مرغوب ہے کہا خوب ہی واہ کیا خوب ہے
---	--

۱۲۸۹ھ

ایضاً

دیکھا جو کلام پاک تسلیم ہر رنگ کی ہیں گل مضامین	مشتاق ہر ایک اہل فن ہے دیوان ہے یا کوئی چین ہے
--	---

نقشِ تنخیں نہ ہیں کہ ابیات کو کب چہینی کی اسکی تارچ	مفتون ہر ایک مرد و زن ہے دیکھ تو قصہ ساخت سخن ہے ۱۲۸۹ھ
قطعہ تارچ از نراج افکار میرا صغریٰ بیک صاحب خاص کوہر	
ہو خستہ چپک یہ دیوان آج پہ سال تارچ کوہر شتاب	بخلاؤ لاویز و سدر حسن رقم کر ہیں و جو نکات سخن ۱۲۸۹ھ
قطعہ تارچ چکیدہ کلک ہر سلاک منشی سیتارا صاحب تخلص	
شدہ مطبوع چون دیوان تسلیم پہلی سال طبعش باول شاد	پسند خاطر ہر پسند برنا بجوہر حزمین مرغوب لہا ۱۲۸۹ھ
قطعہ تارچ از مستغنی الاوصاف جناب شیخ عبدالغنی صاحب غنی سلمہ	
زہے کلام سخن آفرین امیر اند چہا جو اندون دیوان کمال صحت لکھو یہ صرع تارچ لغنی تم ہی	کہ جسکی دیکھنے سے باغ باغ ہو خاطر دلون میں خوش ہوئی کیا کیا جہان شا کلام بحر معاشے شاعر ماہر ۱۲۸۹ھ
قطعہ تارچ نیکو فکر شعر امیری زکاز زیدہ نامی جناب منشی آغا علی صاحب سلمہ	
بہار تہا ای شمس سخن بشدت دیوان مرا چہیتا ہے تارچ تو کہ	تسلیم ہے اگر و کیا مجھے بیان آستین کے کہیں قدر تری اہل بان

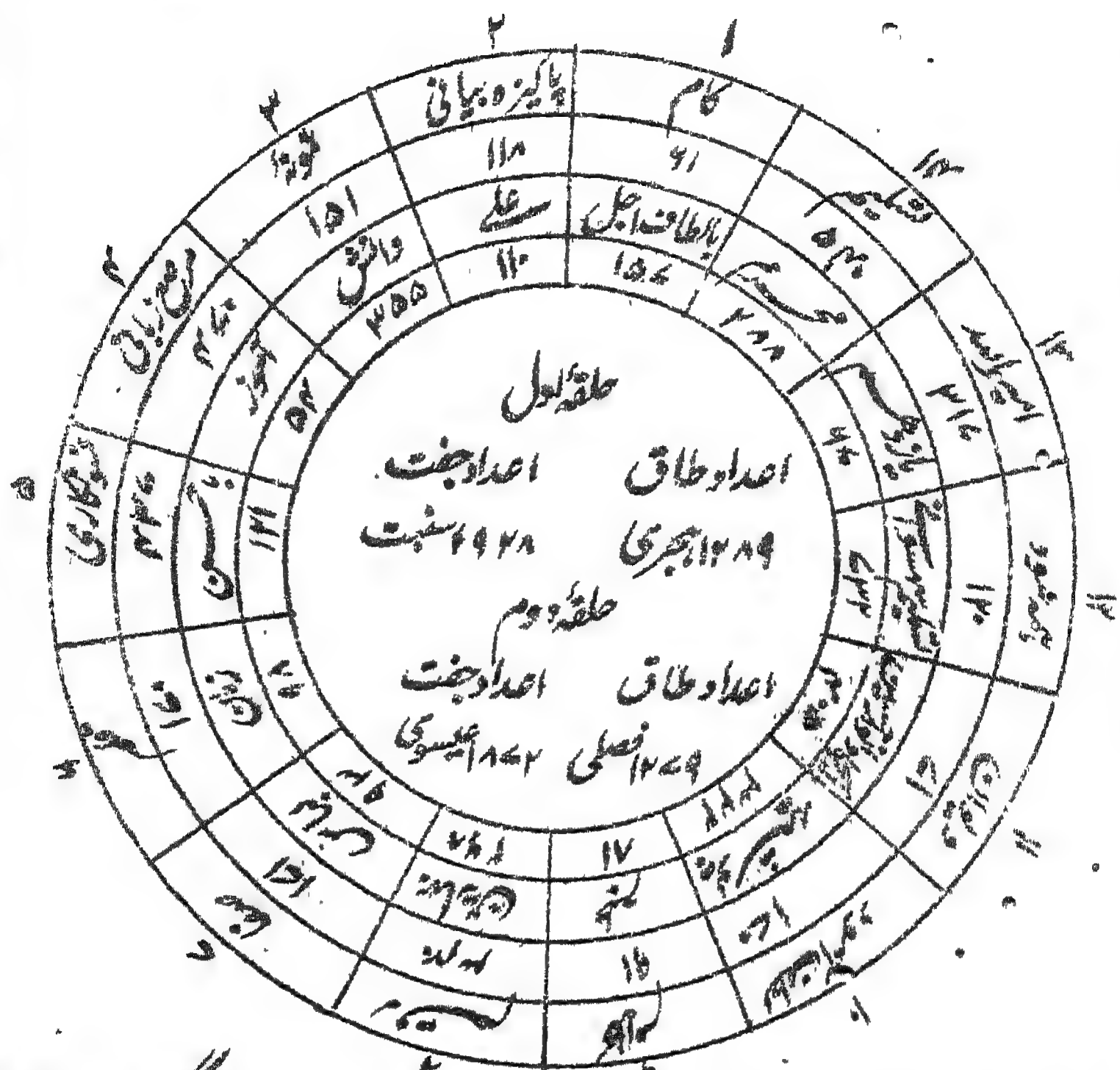
ناچار دل زار سے میں نے یہ کہا
تسلیم کا دیوان ہی شک سبحان

قلم تار سے زنجار سے فکر حاجی بن
قلم تار سے زنجار سے فکر حاجی بن

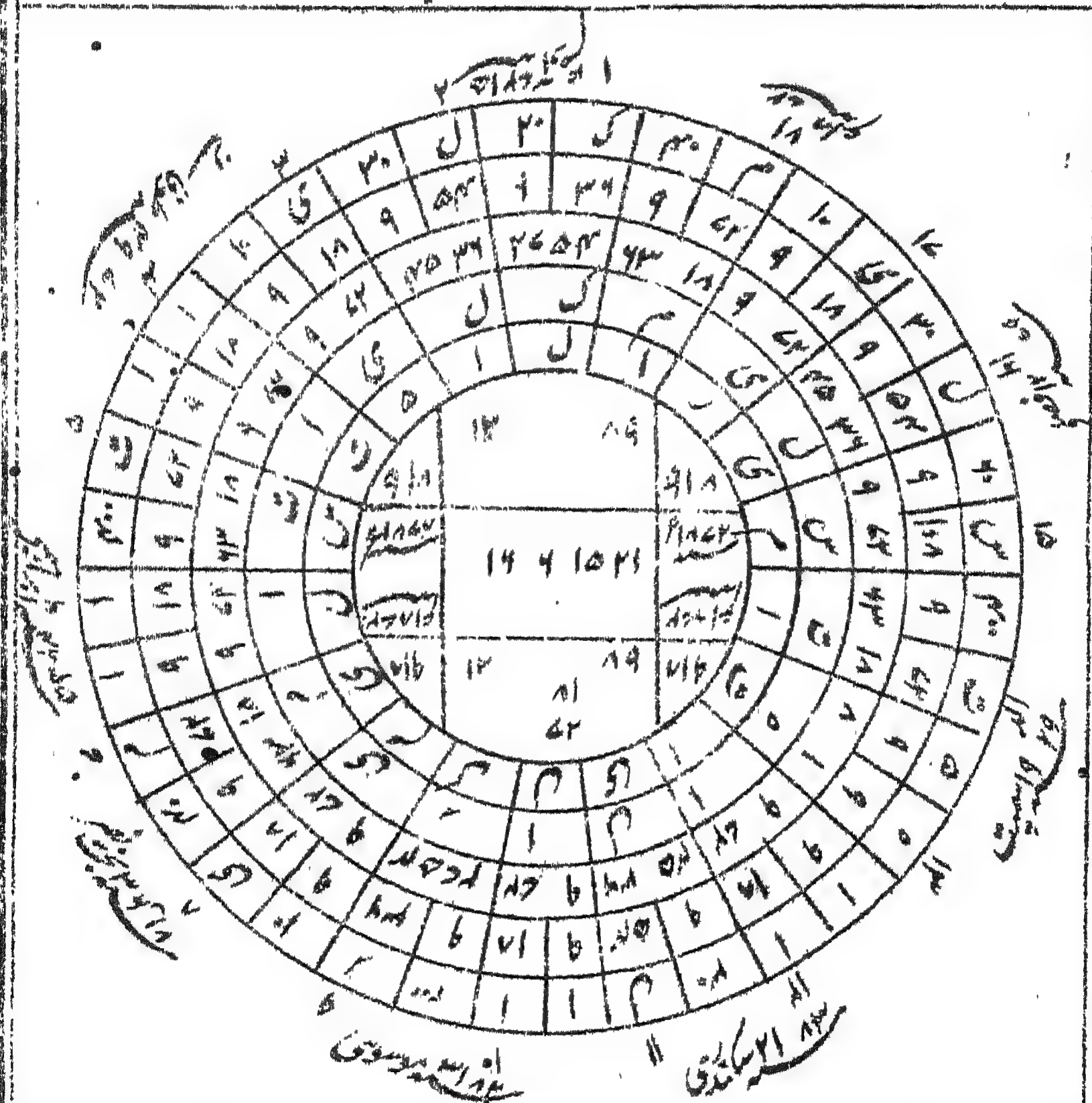
جبکہ احسانِ خدای پاک سی
حسنِ مضمون و یکسر صدق ہوئی
کیون نہ ہو تعریفیں اس کی مدام
مصرع تار سے زنجار سے فکر حاجی بن

دائرہ میں تار سے زنجار سے فکر حاجی بن
دائرہ میں تار سے زنجار سے فکر حاجی بن

سبحان اللہ ان بزرگ نازک خیال کی بلند پروازی و شوار پسندی
احاطہ وہم و گمان سے باہر ہے عقاید قیاس و روح القدس کا مہ اول میں
نے بال پر ہے آوج فکر سے زمین شعر کو آسمان بنایا ہی سائنس خیال برتر
کے لامکان کو پست پایا ہی زور فکر سا خدا داد ہی ہمیشہ خاطر خاطر مائل کجاو
ہو اختراع خلقت میں ہی ابداع طبیعت میں ہی جو تار سے زنجار سے فکر حاجی بن
و کمانی لوگوں کو چہرے ہو زور و زنگت ہوئی سچ ہی شاعری اسی کا نام ہی ہم پائیہ اعجاز
ایسا ہی کلام ہی شاعری جزویت از پیغمبری + اور کیوں نہ ہو استعداد و قابلیت
حصہ انکا ہی فصاحت و بلاغت خاص ہی اہی فہم کامل علم نافع خدا نفع عنایت فرمایا
قوات جامع صفات کو نمونہ قدرت بنایا ہے آج اب اس دائرہ تار سے زنجار سے فکر حاجی بن
فرمایا میں داؤد فکر سخن دین آج اب اس دائرہ تار سے زنجار سے فکر حاجی بن



ضرورت میں معاف ہو عبارت تاریخی یہ ہر کلیات انہیں تسلیم
بباعثِ حول اور واگرہ وغیرہ منتشر نہیں کیا جھنڈا لے کر دین کے
انہیں اٹھارہ حرفوں سے ۱۲ تا ۱۹ تخمین نکالتی ہیں اکثر ضرب سے
قاعدوں میں صنف کا کھانا نہ ہو گا جو شکل ہند سے ہی وہی شمار میں آج کی
صنعت معائنہ حکمانی کی زور آزمائی ہی اگرچہ طرز نو استیسا رہے
مگر یہ بات بھٹی ادا دے



تقریظ فی حق استاد ذیل شاعر ضحیل ابوعی عالم علی و کتاب
کو دانش مولوی غلام محمد خان صاحب صفتش او خیار

رباعی

اُسے اہل خیال و خزانہ افکار	کیا جانے کوئی علو شان افکار
آثار وجود و لامکان کی ہے نمود	گو وسط و ملغ ہے مکان افکار

سبحان اسد عالم خیال بھی ایک اور ہی جہان ہے اور اوچائی انکی اور ہی
 زمین و آسمان ہے اگر اشرف المخلوقات کے عمدہ خیالات کے لیے
 قوت مفکرہ کی بدولت نہ سامان خیال ہوتا تو اس تنگناے عالم میں جینا
 محال ہوتا اگر اس مہر انویس کے انوار مشرقستان و مانع میں جلو گر نہ ہوتے
 اشراقیوں کے دل متور نہ ہوتے انت نور الانوار نہ کہتے تیرہ خاکدان ظلم
 و جہول میں پیسے رہتے ہر آئینہ فکر کی تعریف خیال کی توصیف بیان
 کرتا سکی مجال کسکے تاب و طاقت ہی جب تک انکی امداد نہ زبان ایک و
 نے حقیقت پر اسد اسد وہ کیا چیز ہے جسکے واسطے ہم کو ایسے بیش قیمت
 جواہرات کے معدن عطا ہوئے ہیں دل و مانع کے مخزن عطا ہوئے
 شاید وہ رخصتہ گوہر سخن ہے جسکی آب و تاب نے موسیٰ کے ہوش بہلائے
 آری کہ کمر بچھانے مان اہل سخن اب تو تمھاری بن آئی دولت جاوید
 پائی جس قدر فخر و نازش ہو زیبا ہی جہان تک کمال کلام میں کوشش
 و کاوش ہو بجای پس ہی سبب ہے کہ ٹپے بڑے اولیاء اسد نے اس طرف
 اپنی توجہات کو مصروف رکھا ہی ہر ایک حالت میں کچھ نہ کچھ ضرور
 لکھا ہی اس وقت یہ بات بیان کرنی فضولیات سے ہے کہ کب کیا
 ظہور عاشقان معنی کی کرامات سے ہے ان الشجر حکمت ہمارے

ایک روشن دلیل ہے اور لشعرا تلافی الرحمن کی رہنمونی میں کیا قافیہ
 ہے سب جانتے ہیں کہ قدما سے لے کر اس زمانے تک کی زبان
 شریک سخن میں ہر وقت سرشار رہتے آئے ہیں اور بڑے بڑے
 علما نے بہاؤ گلتے یعنی شعر کہتے آئے ہیں جس شخص کو یہ مذاق نہیں
 وہ بے مذاق ہے اس کی زلیست زمانے میں شاق ہے گو یا نتیجہ
 آفرینش ہی یہی ٹھہرا کہ جس سخن شیریں سے زبان عطا کی اور
 قواسم بیان عطا کی تفکر کا مادہ و یا تخیل سالم کا دماغ بخشا و بسکو
 بیکار چھوڑنا قدرتی نعمتوں کی مستدرئہ کرنا اور جیتی جی مرنا ہے
 اہل دل نے ایسے لوگوں کے لیے جنکی طبیعت میں مذاق کلام نہیں
 چاشنی معانی سے شیریں کام نہیں بدو عائن کی ہیں اس سبب
 سے سب نے تمنائیں کی ہیں بارے شک ہے کہ ابھی کہندوستان
 میں دریائے سخن موجزن ہے آب و تاب اور چمک و مک کے ساتھ
 یہ ویرینہ شمع انجمن ہے بلکہ شمع انجمن کیا ہر ایک اہل بزم کا آویزہ
 گوش ہے گو ہر جان ہر ذی ہوش ہے خواصان بحر معانی موتی
 رولتے ہیں اور قدر شناس اون موتیوں کو لعل و زریں کے برابر

تولتے ہیں باغی *

دریائے طبع اب والی میں ہے

مشہور نو لکشور قدر دانی میں ہے

معروف زبان و فغانی میں ہے

کیون کو ہر شہوار سخن کے نہو قدر

سچ تو یہ ہے کہ اگر دنیا میں ایسا جو ہر شناس نہوتا تو کوئی کا ہے کو

در شہوار حسن کو نامہ صدق اسکے صد اہل تصنیف کا کلام ہے کہ انہر
 کہ بر نیسان کہ ہکا قطرہ کرا او ہر صفت مراد پیر ہوا ایسے جو ہری کی صفت
 میں عقل و فکر زبان لال ہے اور جو ہر ناطقہ محیط عرض خاموشی ہے
 واقعی یہ ہے کہ ایک امر محال میں ناحق سخت کوشی ہے خلاصہ کلام
 یہ ہے کہ درینو کا کار فرمایہ مقدم الاوصاف نے کمال پسندی
 جو پیش مناسی کے اقتضار سے شاعر نازک خیال عدیم المثلث
 انتخاب روزگار و کار و یار بحر بیان اہل زبان شیریں کلام مشہور
 انام شیخ امیر احمد نام تخلص تسلیم شاہ حضرت نسیم ہومی کے
 کلیات کا واپٹ مطبع فیض منج میں چھپایا ہے دریاوی سے
 اس دریا سے معافی کو بہا یا ہے جو اہل ت کے مخزن کوڑیوں کے
 مول لٹا یا ہے سبحان اللہ جسکے صفت کا یہ نام ہوا و سکا
 کیونکہ نہ برتر کلام ہو حق تو یہ ہے کہ جو خوبیان اوس میں ہیں
 بیان سے باہر ہیں ارباب بصیرت پر ظاہر ہیں نہ مصنف کو ہتھکڑیا
 نے اوسکے اظہار کی حاجت نہ راستہ کو موشگافیوں کی قدرت
 ع حاجت مشاطہ نیست روی و لا رام راہ صفات معنی کے
 قطع نظر سے ہوت ہی خوبی تفہیم و پسندیدگی قطع سے

اور وہ نگار و کشا تر | و زبا و ہزار جان نہ تر
 جلوہ و کار ہا ہے صرف ایک و یک کہ جملہ خوبیوں کا لطف
 آہا ہے اہل مذاق کو چاہیے کہ نصیر جان و پیکر خیر و فرماں

جلاوت تازہ اور لطف نے اندازہ اوٹھ سائیں فقط

منہ

کوست در فن معانی او ستاد
گفت تارشیش بلوغ الدہر یاد

طبع شد دیوان تسلیم بلوغ
ہم شتاو ہم دعائے پیش

ایضا قطعہ تاریخ از نعلج فکر سخو کمال فاشی گویا بل صبا عاقل

غور شید کی طبع نام تسلیم
وانا بین اسیر و ام تسلیم
مضمون ہی ہر اک غلام تسلیم
دیوان طرب نظام تسلیم
ہی راحت ذل کلام تسلیم

روشن ہی ہسان شاعری میں
ناوان کا ذکر کیا ہے جس جا
الفاظ ہیں صورت پر ستار
اس مطبع خاص میں چہا جب
لکھا عاقل نے سال تاریخ

قطعہ تاریخ مطبع شہر شکر معرق طریقت لوی باسط علی صبا شوکت

اس مطبع پاک میں چہا ہی اچھا
سعدی جہان ہی اونکو کہنا چہا
دنیا میں نہیں نظیر اسکا پیدا
تھی فکر کیا لکھوں میں امی بار خدا
کیا نظم ہم ہمایون و معلی لکھا

تسلیم کالاجواب و عہد دیوان
نگین ہی کلام بوستان کیصوت
شوخی کلام کہ وہی ہو مجھ سے
شوکت ہی سال طبع دیوان مجکو
آخر کو دبیر فکر عالی نے مری

یہ تاریخ بعد تقاضی ارشاد فانی اسد خلائق مرتب کی گئی

قطعه از تاریخ فکر میرزا یحیی صاحب المصنوع طر شاکر شایان

چون طبع از قفس سوزد
پیر سال ای مصنف خوش بیا

درین طبع ناسه و نوبت
بگویند بهما ختمای جگر

مثنوی ششما تاریخ طبع مصنف

بنام حلیمی که جان آفرید
بن طبع سوزون عطا کرده است
ز گردون نشسته و نمایان بین
ز لطفش بچوشت آید و جوش را
زبان تازه وار و بحر گاه و شام
گزیده تر از قدسی در انس جان
پیر نبوت از نو نور یاب
فلک آستانی ز درگاه او
پس از حمد و نعت خدا و رسول
که چون این کتاب محبت اثر
سخن پایگاه فلک یافت
کلام شهرت جهانی گرفت
کنم فخر بر بخت دیوان خویش

پیر شعر گفتن زبان آفرید
ز قدرت خیال رسا کرده است
کنند لفظ و ترکیب تلقین بین
بد و قشرباید دل و هوش را
بعت محمد علیه السلام
گرامی تر از خلقت و جهان
وجودش همه غیرت آفتاب
ملک پاسبانی در جا و او
چنین میکنم عرض به قریب
شده طبع و طبع نامور
رخ لفظ و معنی چو متافت
ز نظم هم جهان تازه جانی گرفت
بنام بر خلاق یاران خویش

پس سال گفتن همه ساختند
 رسانند به آسمان خاک من
 ز سر تا دم زمین منت شدم
 کنون او سخن پیران جهان
 که از گرد عیب من بی هوس
 که این شیوه رشت کجاست مال
 دم ختم این فست در پیشال
 هماندم که این فکر در دل گشت

بعزت فست زنی پروا نهند
 بفرو و سس پروا خاشاک من
 همه ناز و خشم و نغمه رشت شدم
 چنین چشم دارم نهان و عیان
 نیالست در دامن پاک و ننگ
 بود ننگ نزد یک ابله کمال
 پس سال تاریخ آخر خیال
 بگفتم که دل پا و صد باره گشت

